وَ ذْكُرْ رَبَّكَ فِىْ نَفْسِكَ

فضائلِ ذکرِ خفی

فضائل ذکر خفی پر ایک مستند بے مثال تحقیقی کتاب

مولف

محمد عاطف احمد نقشبندی مجددی

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِکَ

اور اپنے دل میں اپنے رب کا ذکر کیا کرو

فضائلِ ذکرِ خفی

ذکرِ قلبی، ذکرِ پاس انفاس، لطائف عشرہ، حبسِ دم اور مراقبہ کا مفصل بیان

مؤلف

محمد عاطف احمد نقشبندی مجددی

ناشر

مکتبہ نقشبندیہ مجددیہ امینیہ سعیدیہ

کوٹلی نوناں تحصیل سمبڑیال ضلع سیالکوٹ

فون: ۹۱۴۵۱۵-۰۵۲۶

نام کتاب:	فضائلِ ذکرِ خفی
مؤلف:	محمد عاطف احمد نقشبندی مجددی
ناشر:	مکتبہ نقشبندیہ، مجددیہ، امینیہ، سعیدیہ، سیالکوٹ
طابع:	حاجی حنیف اینڈ سنز لاہور
کمپوزنگ:	سید ریحان شاہ، سید علی حسن
اشاعت:	۱۴۳۴ھ ہجری بمطابق ۲۰۱۲ء
تعداد:	ایک ہزار
قیمت:	-/۲۲۵ روپے



تقسیم کار:

المعارف ، گنج بخش روڈ، لاہور

فون: ۰۴۲-۳۷۲۱۴۶۶۲



عطار ریکارڈنگ سنٹر، گلہ تیلیاں والا ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

فضائلِ ذکرِ خفی

1 ☆ ذکر کا معنی و مفہوم 1
2 ☆ ذکر کی حقیقت 3
3 ☆ ذکر کی اقسام 6
4 ☆ شرائط ذکر 8
5 ☆ قرآن اور فضائل ذکر 14
6 ☆ فاذکرونی اذکرکم 18
7 ☆ احادیث اور فضائل ذکر 22
8 ☆ صحابہ کرام اور فضائل ذکر 33
9 ☆ اکابرین امت اور فضائل ذکر 37
10 ☆ ذکر الٰہی کی برکتیں 45
11 ☆ ذکر الٰہی کی مجالس کے فضائل 50
12 ☆ قرآن اور ذکر سے غفلت کی سزا 57
13 ☆ احادیث اور ذکر سے غفلت کی سزا 62
14 ☆ ذکر الٰہی سے غافلوں کا تذکرہ 66
15 ☆ قرآن اور ذکر خفی کے فضائل و دلائل 69
16 ☆ احادیث اور ذکر خفی کے فضائل و دلائل 77
17 ☆ ذکر خفی بزرگان دین کی نظر میں 83
18 ☆ ذکر کثیر سے مراد ذکر خفی ہے 96
19 ☆ کائنات کی ہر چیز ذکر خفی کرتی ہے 100
20 ☆ عالم خلق و امر 107

☆21 لطائف عشرہ 109

☆22 مقامات لطائف عشرہ 111

☆23 لطائف کی تعداد میں اختلاف کی وجہ 114

☆24 لطیفہ جاری ہونے اور فنا ہونے کا مطلب 116

☆25 لطائف کا پرواز کرنا 121

☆26 لطائف عالم امر و خلق کا آپس میں تعلق 125

☆27 کسی لطیفہ کا فنا ہونا اور کسی کا نہ ہونا 127

☆28 شیخ کی لطائف کا مختلف صورتوں میں راہنمائی کرنا 131

☆29 لطائف کے انوار 134

☆30 لطائف پر تجلیات کا ظہور 137

☆31 لطائف کا ذکر، حضوری، کشف اور مشاہدہ فنا و بقا سے تعلق 143

☆32 لطائف کا اولوالعزم رسولوں کے زیر قدم ہونا 147

☆33 لطائف کے مراقبات 152

☆34 تاثیرات لطائف اور اخلاق رزیلا کا ختم ہونا 155

☆35 لطائف کے ذکر میں کیا مضغہ گوشت کا حرکت کرنا ضروری ہے 164

☆36 ذکر پاس انفاس 166

☆37 ذکر حبس دم 173

☆38 سلطان الاذکار 177

☆39 مراقبہ 184

☆40 سلسلہ نقشبندیہ کی گیارہ اصطلاحات 193

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انتساب

امام الانبیاء، محبوب رب العلمین، وجہ تخلیق کائنات سیدنا ونبینا

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وازواجہ واصحابہ بارک وسلم

اور

قطب ربانی، محبوب سبحانی، غوث الاعظم سید نا مرشدنا

شیخ سید عبد القادر جیلانی الحسنی و الحسینی رحمتہ اللہ علیہ

اور

فحرامت محمدیہ، امام الاولیاء، حامل نسبت صدیقیہ سیدنا و مرشدنا

خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری اویسی رحمتہ اللہ علیہ

اور

امام ربانی، قطب نورانی، مجدد الف ثانی سیدنا ومرشدنا

شیخ احمد سرہندی فاروقی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

کے نام جو کہ اللہ کی بارگاہ میں ہمارے شفیع اور ذریعہ نجات ہیں۔

وصلی اللہ علی محمد والہ واھل بیتہ و اصحابہ و جمیع الانبیاء والمرسلین وملائکتہ المقربین و جمیع الاولیاء امتہ وبارک وسلم عدد خلقہ ورضا نفسہ وزنۃ عرشہ و مداد کلمتہ

نعت بحضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

محمد مصطفیٰ ہیں مجتبیٰ ہیں
محمد ابتداء ہیں انتہا ہیں

محمد شافع روز جزا ہیں
محمد دافع رنج و بلا ہیں

محمد کی حقیقت کون جانے؟
محمد جلوہ نور خدا ہیں

محمد حامد و محمود و احمد
محمد سر بسر حمد خدا ہیں

محمد ابر رحمت کا ترشح
محمد باغ جنت کی ہوا ہیں

محمد رونق بزم عبادت
محمد عابد غار حرا ہیں

حقیقت آپ کی ہم پر کھلے کیا
محمد حلّہ پوش انّما ہیں

محمد پر درود اللہ بھیجے
سلامی دے رہے ارض و سماء ہیں

محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
محمد صلوۃ و سلام خدا ہیں

محمد ہیں سعید انسان کامل
محمد دو جہاں کے راہ نما ہیں

صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم



سراج العارفین شارح مکتوبات امام ربانی شیخ طریقت
حضرت علامہ ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ

باب 1

ذکر کا معنیٰ و مفہوم

ذکر کا لغوی معنیٰ:

لغت کی اصطلاح میں لفظ 'ذکر' کے معانی یاد کرنا، یاد آوری، تذکرہ کرنا وغیرہ کے ہیں۔

ذکر کا شرعی معنیٰ:

شرعی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا، اسکی تسبیح و تحمید بیان کرنے نماز قرآن وغیرہ پڑھنے اور ہر وہ عمل جس سے اللہ تعالیٰ کی یاد ہو۔ اسے ذکر کہتے ہیں۔

تصوف میں ذکر کا معنیٰ:

تصوف کی اصطلاح میں ذکر کا معنیٰ یہ ہے۔ یادِ الٰہی میں جمیع غیر اللہ کو دل سے فراموش کر کے حضور قلب کے ساتھ قرب و معیت حق تعالیٰ کا انکشاف حاصل کرنے کی کوشش کو ذکر کہتے ہیں۔ چنانچہ ہر وہ چیز جس کے توسل سے یادِ حق ہو خواہ اسم ہو یا رسم فعل ہو یا جسم، کلمہ ہو یا نماز یا تلاوت قرآن یا درود شریف یا ادعیہ یا کیفیات یا کوئی اور چیز جس سے مطلوب حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد ہو اور طالب و مطلوب میں ربط پیدا ہو یا بڑھے۔ اصطلاح تصوف میں ذکر کے نام سے موسوم ہے۔ چنانچہ صوفی کے جملہ افعال و اقوال و احوال جو کہ یادِ حق سے خالی نہیں رہتے۔ اذکار ہیں ذکر کا کمال یہ ہے، ذاکر و مذکور کے درمیان سے جملہ حجابات اٹھ جائیں۔ ﴿سرِ دلبراں﴾

خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"خدائے ذوالجلال کے سوا ہر چیز کی یاد سے دل کے خالی ہو جانے اور ماسوا کو بھول جانے کو ذکر کہتے ہیں"۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ذکر اس عمل اور توجہ کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کے متعلق ہوتی ہے"۔ ﴿تفسیر عزیزی﴾

بقول سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ

مرا از پیر طریقت نصیحتے یاد است
کہ غیر یاد خدا ہرچہ ہست برباد است

ترجمہ: مجھے پیر طریقت کی نصیحت یاد ہے کہ ذکر خدا کے سوا جو کچھ ہے برباد ہونے والا ہے۔

باب 2

ذکر کی حقیقت

حدیث: حضرت خالد بن ابی عمران ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی، اس نے اللہ کا ذکر کیا، اگر چہ اسکی نماز اسکا روزہ اور قرآن کی تلاوت کم بھی ہو اور جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وہ اللہ کو بھول گیا اگر چہ اس کی نماز، روزہ اور تلاوت قرآن زیادہ بھی ہو۔ ﴿در منثور، بیہقی فی شعب الایمان﴾

شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ اس حدیث پاک کو لکھنے کے بعد فرماتے ہیں:

''اس حدیث پاک میں اس بات کا اشارہ ہے کہ گناہوں سے بچنا اور حدود الٰہی کی رعایت کرنا اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنے میں عمدہ امور ہیں''۔ ﴿تفسیر عزیزی﴾

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری اویسی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ میدان غفلت سے نکل کر فضائے مشاہدہ میں پرواز کیا جائے''۔ ﴿رسالہ قدسیہ﴾

اور ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

''ذکر غفلت کے دُور ہونے کو کہتے ہیں۔ جب غفلت دُور ہو جائے خواہ تو خاموش رہے تو تُو ذاکر ہے''۔ ﴿رسالہ انسیہ﴾

خواجہ محمد پارسا رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ تمام چیزوں سے دل کو توڑ لیا جائے اور اسکی محبت میں آکر کسی دوسری طرف التفات نہ کیا جائے اور دوسرا کوئی معبود تصور میں بھی نہ لایا جائے اور صرف اسکی اطاعت کی جائے''۔

ذکر کی حقیقت کی علامت یہ ہے امر و نہی کے وقت اللہ تعالیٰ کے احکام کو فراموش نہ کیا جائے اور اسی کے احکام کی تعمیل کی جائے تمام ظاہری و باطنی گناہوں سے کنارہ کشی کر لی جائے اللہ

تعالیٰ کے ساتھ اسکے ذکر کی نسبت اتنی مضبوط ہونی چاہئے کہ اسکی مخالفت کا ذرہ بھر اثر ظاہر نہ ہونے پائے۔ ﴿رسالہ قدسیہ﴾

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''ذکر غفلت کو دور کرنے سے عبارت ہے اور غفلت قساوۃ کا باعث ہوتی ہے ہر فعل اور قول یا غور وفکر جس میں اخلاص اور حضور کے ساتھ رضائے الٰہی مقصود ہو وہ ذکر ہے اور جو کام بغیر اخلاص کے ہو وہ شرک ہے۔ ﴿تفسیر مظہری﴾

شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ ذکر کی حقیقت کے بارے میں فاذکرونی اذکرکم کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ (گویا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے)

''ہر عضو کو میری ان ممنوع چیزوں سے جو کہ اس عضو کے متعلق ہیں مجھے یاد کر کے مجھ سے ڈر کر، باز رکھو جیسے اجنبی عورت اور خوبصورت بے ریش لڑکے پر نظر ڈالنا جو کہ آنکھ سے متعلق ہے اور غیبت، چغلی، گالی گلوچ اور جھوٹے افسانے بیان کرنا جو کہ زبان سے متعلق ہے' اور بلاوجہ مار پیٹ اور قتل جو کہ ہاتھ کے متعلق ہے' اور گانے بجانے والوں کو ساز لہو ولہب کی باتیں اور جھوٹے افسانے سننا جو کہ کان کے متعلق ہیں' اور شراب خانے فاحشہ عورتوں کے ٹولے اور حکام کے پاس جاسوسی کے لیے جانا جو کہ پاؤں کے متعلق ہے اور بدکاریوں اور لواطت جو کہ شرم گاہ کے متعلق ہے اور حرام کھانا جو کہ لبوں، دانتوں، گلے اور معدہ کے متعلق ہے۔ علی ھذ القیاس

اسی طرح ہر عضو کو اس کام میں جس وقت کہ میں نے اس کام کا حکم دیا ہے مجھے یاد کر کے اور میرے حکم کی تابعداری کی نیت سے مصروف کرو ان تمام صورتوں میں میں تمہیں یاد آتا ہوں اور تمہارا ذہن میری طرف متوجہ ہوتا ہے اور اگر چہ میرا ذکر تمہاری اسی عقل اور توجہ کا نام ہے جو کہ مجھ سے متعلق ہوتی ہے۔ ﴿تفسیر عزیزی﴾

مختصر یہ کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اپنے آپ کو بچائے اور اسکے منع کیے ہوئے کاموں سے اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت سے بچا رہے تو وہ ذاکر ہے اگر چہ وہ اپنی زبان سے ذکر نہیں

کر رہا۔ اسی طرح اگر وہ کوئی بھی ایسا کام کر رہا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے کرنے کا حکم دیا ہے تو وہ حقیقت میں ذکر ہی کر رہا ہے اگرچہ وہ اپنی زبان سے ذکر نہیں کر رہا۔

شیخ ابونصر طوسی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ذکر کی حقیقت تو یہ ہے کہ لوازم کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے حکم کو مانا جائے''۔ ﴿کتاب اللمع فی التصوف﴾

نمے گویم کہ از عالم جدا باش

بہر کارے کہ باشی باخدا باش

''میں تجھ سے یہ نہیں کہتا کہ دنیا جہاں سے الگ ہو بلکہ (یہ کہتا ہوں) جو کام کرے باخدا ہو کر کرے''۔

امام اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''غفلت کو ختم کرنے کا نام ذکر ہے اس لیے جنت میں (زبانی) ذکر نہیں ہوگا کیونکہ جنت میں دائمی حضوری ہوگی۔ ﴿روح البیان﴾

باب 3

ذکر کی اقسام

ذکر کی بنیادی طور پر دو اقسام ہیں۔

(۱) ذکر لسانی (۲) ذکر خفی

ذکر لسانی:

اس سے مراد وہ ذکر ہے جو زبان سے کیا جائے۔اس ذکر کو ذکر ناسوتی بھی کہتے ہیں۔ لسانی ذکر کی بھی دو اقسام ہیں۔

اول:

آہستہ آواز سے ذکر کرنا۔فقہانے کہا ہے کہ بندے کو کم از کم اتنی آواز سے ذکر کرنا چاہئے جو کہ اس کے کان تک پہنچے یعنی اسکے کان اپنی آواز کو سن سکیں نہ یہ کہ ساتھ والا آپ کے اس ذکر سے پریشان ہو۔

دوم:

با آواز بلند ذکر کرنا جسکو ذکر بالجہر کہتے ہیں یہ جو مشائخ قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ کے معمولات میں اذکار ہیں۔جن کو وہ کرتے ہیں سب کے سب باعث خیر و برکت ہیں اصل میں یہ سالک کی کیفیت پر منحصر ہے کہ وہ ذکر بالجہر کرتا ہے یا ذکر خفی۔

ذکر خفی:

اس سے مراد ایسا ذکر جو زبان کے بغیر کیا جائے۔ عالم امر کے پانچ لطائف قلب، روح، سر، خفی اور اخفیٰ کا ذکر اس میں شامل ہے' انکے ذکر کو ذکر ملکوتی بھی کہتے ہیں۔عالم خلق کے لطائف کا ذکر بھی ذکر خفی میں آتا ہے جو کہ لطیفہ آگ ،لطیفہ ہوا،لطیفہ مٹی،لطیفہ پانی (عناصر اربعہ) اور لطیفہ نفس ہیں ۔ پاس انفاس ،حبس دم، مراقبہ وغیرہ یہ تمام کے تمام ذکر خفی کی مختلف صورتیں ہیں۔

ذکر خفی کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ دائمی طور پر جاری رہتا ہے یعنی ہر وقت، ہر لمحہ، سوتے جاگتے، چلتے پھرتے یہ ذکر جاری رہتا ہے اور یہ ذکر بھی قرآن وحدیث اور مشائخ امت سے ثابت ہے لیکن کثیر تعداد میں لوگ اس سے بے خبر ہیں۔ اور ہمارا موضوع بھی ذکر خفی ہی ہے تا کہ اہل اسلام کی علماً اور عملاً اسکی طرف راہنمائی کی جائے' اسکے فضائل بیان کیے جائیں تا کہ اس ذکر کی برکات کو لوگ حاصل کر سکیں۔ ان لطائف عالم امر و خلق کی تفصیل آگے اپنے اپنے مقام پر آئے گی۔

ذکر خفی کے بارے میں حضرت سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

چوں کنم گمنام تامش بے شمار
از نام اور دل زندہ با اعتبار

ترجمہ: جب اس کے نام کا ذکر خفی کثرت سے کرتا ہوں تو اس کے نام مبارک سے دل زندہ و معتبر ہو جاتا ہے۔

باب 4

شرائط ذکر

پہلی شرط ایمان وعقیدہ:

ذکر الٰہی قبول ہونے کی سب سے پہلی شرط ایمان کا ہونا اور عقیدہ کا درست ہونا ہے اگر بندہ مسلمان نہیں تو کوئی ذکر اسکو فائدہ نہیں دے سکتا۔ اسی طرح اگر عقیدہ درست نہیں عمل پھر بھی کوئی قابل قبول نہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ﴿سورۃ العصر﴾

ترجمہ: مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کیے۔

تو اللہ تعالیٰ نے ایمان وعقیدہ کا پہلے ذکر کیا اور نیک اعمال کا بعد میں۔ لہذا عقیدہ کی درستگی پہلی شرط ہوئی۔ اس لیے سب سے پہلے اپنا عقیدہ درست رکھیں۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اور عشق دلوں میں ہو۔ رسول اللہ ﷺ کی محبت دنیا و مافیھا کی ہر چیز اور ہر رشتہ، ہر دولت اور ہر عزت سے زیادہ ہونی چاہئے۔ جتنی زیادہ محبت رسول اللہ ﷺ سے ہوگی ایمان اتنا ہی زیادہ ہوگا جتنی محبت کم ہوگی اتنا ہی ایمان کم ہوگا۔

ابو مسلم خولانی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ حمص تشریف لائے۔

ایک شخص آپ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی ''ایسے شخص کے بارے میں آپکا کیا خیال ہے جس نے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کی انسان کی طرف احسان کا ہاتھ بڑھایا سچی بات کی امانت ادا کی پیٹ اور شرمگاہ کے معاملہ میں محتاط اور پاک دامن رہا اور جس قدر ہو سکا نیک کام کیے مگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بارے میں شک کیا (بغض رکھا) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

''اس کا یہ شک وتردد اس کے اعمال کو جلا دے گا اور بے اثر کر دے گا''۔

اس شخص نے پھر عرض کی ایسے آدمی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو گناہوں کا

مرتکب ہوا، ناحق خونریزی کی، زناکاری کی اور غصب مال کو حلال جانا مگر اللہ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا خلوص دل سے اقرار کیا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا''

کہ اس کے بارے میں امید بھی رکھتا ہوں (کہ نجات پائے) اور خوف زدہ بھی''۔

اس پر اس شخص نے کہا اگر اس کے شک وتردد نے اس کے اعمال کو جلا دیا تو اس کے گناہ اس کے خلوص دل کی شہادت کو نقصان نہیں پہنچائیں گے یہ کہہ کر وہ واپس لوٹ گیا۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

''میرے خیال میں اس سے زیادہ سنت کو جاننے والا کوئی نہیں''۔ ﴿مسند امام اعظم﴾

معلوم ہوا کہ عقیدہ کی درستگی کے بغیر کوئی بھی نیک عمل فائدہ نہیں دے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اللہ اور اس کے رسول ﷺ اسے باقی ہر ایک سے زیادہ محبوب نہ ہو جائیں اور اس وقت تک جب کہ وہ کفر سے نجات پانے کے بعد دوبارہ کفر کی طرف لوٹنے کو وہ اسطرح ناپسند کرتا ہو کہ اس کے بدلے اسے آگ میں پھینکا جانا پسند ہو۔ اور تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے اس کی اولاد اور اسکے والد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں''۔ ﴿مسند احمد، ابن حبان﴾

اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کی نشانی آپ ﷺ کی سنت سے محبت کرنا ہے۔ اگر نبی ﷺ سے محبت کا کوئی دعویٰ کرے اور آپ کی سنت سے نفرت ہو تو ایسا دعویدار جھوٹا، منافق اور غدار ہے۔ لہٰذا یہ ناممکن ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے محبت ہو اور آپ کی سنت سے اعراض کرتا ہو بلکہ جتنی زیادہ محبت رسول ﷺ دل میں ہوگی اتنا ہی زیادہ سنت سے محبت اور اس پر عمل زیادہ ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس کے جس نے انکار کیا'' صحابہ

نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کس نے انکار کیا؟ رسول اکرم ﷺ نے جواب میں فرمایا ''جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا''۔ ﴿بخاری﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم ان کو تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت۔ ﴿مستدرک﴾

دوسری شرط اخلاص:

کوئی بھی عمل اخلاص کے بغیر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتا لہٰذا ذکر کرنے سے پہلے ذاکر کے دل میں اخلاص کا ہونا فرض ہے۔

امام ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اخلاص کا مفہوم یہ ہے۔

اپنی عبادت گزاری کے وقت صرف اللہ تعالیٰ سے قرب کا ارادہ رکھے کوئی اور چیز پیش نظر نہ ہو جیسے کسی مخلوق کو دکھلاوہ کرنا لوگوں سے اپنی تعریف کی خواہش کرنا لوگوں کی تعریف کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے قرب اور رضا کے علاوہ کوئی اور مقصد سامنے رکھنا۔ ﴿رسالہ قشیریہ﴾

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

ایک شخص نے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کی:

یا رسول اللہ ﷺ میں رضائے الٰہی کے حصول کے لیے صدقہ دیتا ہوں لیکن یہ بھی چاہتا ہوں کہ میری تعریف کی جائے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

فمن کان یرجو القآء ربہ فلیعمل عملا صالحاً و لا یشرک بعبادۃ ربہ احد

ترجمہ: پس جو شخص اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہو وہ اچھے عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

مطلب یہ ہے کہ اپنے ذکر، فکر، تلاوت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ گویا ہر ہر عبادت اللہ کی رضا اور قرب کے لیے کرے نہ کہ دکھلاوے کے لیے اور تمام دینی اور دنیاوی امیدیں اللہ تعالیٰ

سے رکھے نہ کہ مخلوق سے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اے معاذ عمل اخلاص کے ساتھ کرتا کہ تجھے تھوڑا ہی کفایت کرے''

یعنی عمل کی قبولیت کا انحصار کم یا زیادہ پر نہیں بلکہ اخلاص پر ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی عمل تو پہاڑوں جتنے کرے لیکن اخلاص نہ ہو اور وہ اسکے منہ پر مارے جائیں اور ہوسکتا ہے کہ عمل بہت تھوڑا ہو لیکن اخلاص کے ساتھ کرے تو وہ اسکی بخشش کا سبب بن جائے۔

کسی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ قیامت میں نجات کس کام سے ہوگی؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ کے ساتھ دھوکہ نہ کرو''۔

عرض کیا اللہ کے ساتھ دھوکا کرنے کا کیا مطلب ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ کے حکم پر عمل خالص اللہ کے لیے کرو غیر اللہ کے لیے نہیں''۔

حضرت ابوادریس خولانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا

ہر حق کی ایک حقیقت ہوتی ہے اور بندہ اس وقت تک اخلاص کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک اسے رضائے الٰہی کے لیے کیے ہوئے کام پر تعریف ناپسند نہ ہو۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سب سے پہلے قیامت کے دن ایک شخص کا فیصلہ ہوگا جو شہید ہوا ہے وہ حاضر کیا جائے گا اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں دریافت کرے گا وہ نعمتوں کو پہچانے گا یعنی اقرار کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا ''ان نعمتوں کے بدلے تو نے کیا عمل کیا ہے؟''

وہ عرض کرے گا میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا ''تو جھوٹا ہے تو نے اس لیے قتال کیا تھا کہ لوگ تجھے بہادر کہیں سو کہہ لیا گیا حکم ہوگا اسکو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے''۔

اور ایک وہ شخص جس نے علم پڑھا اور پڑھایا وہ حاضر کیا جائے گا اس سے نعمتوں کا

سوال کرے گا وہ نعمتوں کو بتائے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان نعمتوں کے بدلے میں تو نے کیا عمل کیا ہے؟

وہ عرض کرے گا میں نے تیرے لیے علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن پاک پڑھا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا ''تو جھوٹا ہے تو نے علم اس لیے پڑھا کہ تجھے قاری کہا جائے سو تجھے کہہ لیا گیا حکم ہوگا کہ منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے''۔

پھر ایک تیسرا شخص بلایا جائے گا جسکو اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہے اور ہر قسم کا مال دیا ہے اس سے اپنی نعمتوں کے بارے میں دریافت کرے گا وہ نعمتوں کو پہچانے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے ان کے مقابل کیا کیا ہے؟

عرض کرے گا میں نے تیرے ہر پسندیدہ راستہ میں مال خرچ کیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے اس لیے خرچ کیا کہ لوگ تجھے سخی کہیں تو وہ کہہ لیا گیا۔ حکم ہوگا اس کو منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے۔ ﴿مسلم، نسائی﴾

(اگر بالفرض کسی کی ہزار سال کی زندگی ہو وہ ہر روز دن کو روزہ رکھے اور رات کو عبادت کرے اگر اس میں اخلاص نہیں تو یہ سب اسکے منہ پر ماری جائیں گی)۔

حضرت ابوحبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

فرشتے ایک انسان کے عمل کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اٹھاتے ہیں وہ اسے بہت زیادہ سمجھتے ہیں اور پاکیزہ خیال کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ جب اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو فرماتا ہے تم نے میرے بندے کے عمل کی حفاظت کی اور میں اس کے دل کا نگہبان ہوں۔ میرے اس بندے کے عمل میں اخلاص نہیں ہے اسے سجین میں لکھ دو اور ایک دوسرے شخص کا عمل اٹھاتے ہیں وہ اسے نہایت تھوڑا اور کمزور خیال کرتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

تم میرے بندے کے اعمال کے محافظ ہو اور میں اس کے دل کا نگہبان ہوں جو اس

بندے نے خالص میرے لیے عمل کیا ہے اسے علیین میں لکھ دو۔

ایک دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ایسے عالم کی صحبت میں بیٹھو جو پانچ چیزوں کو چھوڑا کر پانچ چیزوں کی ترغیب دیتا ہو۔

(۱) ریا سے نکال کر' اخلاص کی تعلیم دیتا ہو۔

(۲) دنیا کی رغبت سے نکال کر' زہد کی تعلیم دیتا ہو۔

(۳) غرور سے چھڑا کر' تواضع کی ترغیب دیتا ہو۔

(۴) کاہلی اور سستی سے بچا کر' پند و نصیحت کی ترغیب دیتا ہو۔

(۵) جہالت سے نکال کر' علم کی تعلیم دیتا ہو۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نے اخلاص حاصل کرنے کے لیے صحبت کا حکم دیا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ اخلاص کن علماء سے ملے گا؟

تو ہمارے شیخ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"علم علماء ظاہر کی صحبت سے ملتا ہے اور اخلاص صوفیا (علماء باطن) سے ملتا ہے"۔

لہذا اخلاص کے لیے اہل اللہ کی صحبت اختیار کرنی چاہیے چونکہ اخلاص کا حصول فرض عین ہے اور اخلاص صوفیاء سے ملتا ہے لہذا صوفیا کی صحبت بھی فرض عین ہے۔

جیسا کہ فرمایا

کونو مع الصادقین

وابتغو الیہ الوسیلہ

باب 5

قرآن اور فضائل ذکر

(۱) ذکر الٰہی سے گناہوں کی بخشش:

وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ ۔ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ

﴿ پارہ۴ ال عمران ۱۳۵﴾

ترجمہ: اور ایسے لوگ کہ جب کوئی برائی کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کا ذکر کرتے ہیں پھر اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہوں کی بخشش کون کرتا ہے اور پھر جو گناہ وہ کر بیٹھتے ہیں ان پر جان بوجھ کر اصرار بھی نہیں کرتے۔

(۲) نماز کے بعد ذکر الٰہی:

فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ

﴿پارہ۵ النساء ۱۰۳﴾

ترجمہ: پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے اللہ کا ذکر کرو۔

(۳) اللہ کے ذکر سے دلوں کا وجد کرنا:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ﴿ پارہ۹، انفال ۲﴾

ترجمہ: ایمان والے تو وہی ہیں جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں اور جب انہیں اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اس سے انکا ایمان اور زیادہ تر و تازہ ہو جاتا ہے اور وہ ہر حال میں اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

(۴) **ذکرالٰہی دلوں کا اطمینان ہے:**

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب

﴿ پارہ ۱۳، رعد ۲۸﴾

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور ان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے چین اور قرار ملتا ہے اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے دلوں کا چین (اور قرار) ہے۔

(۵) **غفلت کے بعد ذکرالٰہی:**

وَاذْکُرْ رَبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ ﴿ پارہ ۱۸، کہف ۲۴﴾

ترجمہ: اور اپنے رب کا ذکر کرو جب تم بھول جاؤ۔

(۶) **ذاکرین کی مجلس میں بیٹھنے کا حکم:**

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ ﴿پارہ ۱۵، کہف ۲۸﴾

ترجمہ: اور (اے نبی ﷺ) آپ اپنے آپ کو ان لوگوں سے مانوس رکھیں جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں (اس کی عبادت کرتے ہیں) اس کی رضا چاہتے ہیں اور آپ کی (رحمت کی) نظریں انہیں چھوڑ کر کسی اور پر نہ پڑیں۔

(۷) **ذکر میں سستی نہیں کرنا چاہیے:**

اِذْھَبْ اَنْتَ وَاَخُوْکَ بِاٰیٰتِیْ وَلَا تَنِیَا فِیْ ذِکْرِیْ ﴿ پارہ ۱۶، طٰہٰ ۴۲﴾

ترجمہ: اب (موسیٰ) تم اور تمہارا بھائی (ہارون) میری نشانیاں لے کر جاؤ اور میرے ذکر میں سستی نہ کرنا۔

(۸) **اہل ذکر سے پوچھنا چاہیے:**

فَسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿ پارہ ۱۷، انبیاء ۷﴾

ترجمہ: (اے لوگو) اگر تم نہیں جانتے تو ذکر والوں سے پوچھ دیکھو۔

(۹) **ذکرِ الٰہی سے محبت کرنے والوں کے لیے بشارت:**

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ

﴿ پارہ ۱۷، حج ۳۴-۳۵ ﴾

ترجمہ: اور (اے نبی ﷺ) بشارت سنا دیں ان عاجزی کرنے والوں کو جن کے سامنے جب اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل لرز جاتے ہیں۔

(۱۰) **ذکرِ الٰہی ہر ذکر سے بڑا ہے:**

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ ﴿ پارہ ۲۱، العنکبوت ۴۵ ﴾

ترجمہ: اور بے شک اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے۔

(۱۱) **ذکرِ الٰہی کے لیے دلوں کا جھکنا:**

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْآ أَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ

﴿ پارہ ۲۷، الحدید ۱۶ ﴾

ترجمہ: کیا ایمان داروں کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کی خاطر جھک جائیں۔

(۱۲) **اللہ کے نام کا ذکر کریں:**

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيْلاً

﴿ پارہ ۲۹، مزمل ۸ ﴾

ترجمہ: اور اپنے رب کے نام کا ذکر کریں اور سب سے الگ ہو کر اسی کے ہو کر رہیے۔

(۱۳) **صبح و شام اللہ کا ذکر کریں:**

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّأَصِيْلاً

﴿ پارہ ۲۹، دہر ۲۵ ﴾

ترجمہ: اور اپنے رب کے نام کا ذکر صبح و شام کرتے رہیں۔

(۱۴) <u>ذکرِ الٰہی کرنے والے ہی کامیاب ہے:</u>

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى

﴿ پارہ ۳۰، الاعلیٰ ۱۴-۱۵﴾

ترجمہ: بے شک وہی کامیاب ہوا جو (کفر و شرک اور باطل عقیدوں) سے پاک ہوا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔

باب 6

فاذکرونی اذکرکم

فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ ﴿پارہ۲ البقرہ ۱۵۲﴾

ترجمہ: تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔

حضرت سفیان بن عینیہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہم تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! ''میں نے اپنے بندوں کو وہ کچھ دیا ہے کہ اگر جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام دیتا تو گویا انہیں بہت کچھ دیا ہوتا میں نے اپنے بندوں سے کہا ہے''۔

فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ''اے بندوں کے گروہ میری اطاعت کے ساتھ تم مجھے یاد کرو میں اپنی مغفرت کے ساتھ تمہیں یاد کروں گا''۔ ﴿مسند الفردوس﴾

امام جلال الدین سیوطی نے اس آیت پاک کی تشریح میں لکھا ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

''میری اطاعت کے ساتھ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں اپنی مغفرت کے ساتھ یاد کروں گا پس جو مجھے اطاعت کرتے ہوئے یاد کرے گا تو مجھ پر یہ حق ہے کہ میں اسے اپنی مغفرت کے ساتھ یاد کروں گا اور جو مجھے یاد کرے گا اس حالت میں کہ وہ میرا نافرمان ہے تو مجھ پر حق ہے کہ میں اسے ناراضگی کے ساتھ یاد کروں گا''۔ ﴿درمنثور﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک اور قول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

''میرا تمہیں یاد کرنا تمہارا مجھے یاد کرنے سے بہتر ہے''۔

کتاب الزہد میں امام احمد بن حنبل نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ایک اور قول نقل فرمایا ہے
اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ ظالموں کو کہہ دو وہ مجھے یاد نہ کریں
کیونکہ جب وہ مجھے یاد کرتے ہیں تو مجھ پر یہ حق ہے جو مجھے یاد کرے تو میں اسے یاد کروں۔ بے
شک ظالموں کو میرا یاد کرنا ان پر لعنت کرنا ہے۔

سوال: ظالم گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والے کیسے خدا کو یاد کریں؟

جواب: ایسے لوگ پہلے سچے دل سے گناہوں سے توبہ کریں پھر اللہ تعالیٰ کو یاد کریں۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ایک اور قول اس آیت مبارکہ کے بارے میں فرمایا
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

''میرا ذکر عیش و آرام کے وقت زیادہ کرو میں آفتوں اور بلاؤں سے تمہیں بچاؤں گا
اور میری نعمتوں کا شکر بجالاؤ ناشکری نہ کرو''۔ ﴿تفسیر ابن عباس﴾

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا قول ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں بخش دوں گا اور اپنی رحمتیں تم پر نازل فرماؤں گا''۔ ﴿ابن کثیر﴾

اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

تم میرا ذکر توبہ کے ساتھ کرو میں تمہیں گناہوں کی بخشش کے ساتھ یاد کروں گا۔

تم مجھے دعا میں یاد کرو میں تمہیں عطا سے یاد کروں گا۔

تم سوال کے ساتھ یاد کرو میں تمہیں بخشش و نوال کے ساتھ یاد کروں گا۔

تم بغیر غفلت کے مجھے یاد کرو میں بغیر تاخیر کے تمہیں یاد کروں گا۔

تم خلوص ارادہ کے ساتھ مجھے یاد کرو میں تمہیں نفع پہنچانے کے ساتھ یاد کروں گا۔

تم گناہوں سے بچ کر میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر مصیبتیں دور کر کے کروں گا۔

تم احتیاج سے مجھے یاد کرو میں اپنے اقتدار سے تمہیں یاد کروں گا۔

تم معذرت و استغفار کے ساتھ مجھے یاد کرو میں تمہیں اپنی رحمت و مغفرت کے ساتھ

یاد کروں گا۔

تم ایمان کے ساتھ مجھے یاد کرو، میں جنت دے کر تمہیں یاد کروں گا۔

تم دل سے مجھے یاد کرو، میں حجاب اٹھا کر تمہیں یاد کروں گا۔

تم میرا ذکر عاجزی کے ساتھ کرو، میں فضل فرما کر تمہارا ذکر کروں گا۔

تم میرا ذکر تعظیم سے کرو، میں تمہارا ذکر تکریم سے کروں گا۔

تم میرا ذکر اللہ اکبر کے ساتھ کرو، میں تمہارا ذکر دوزخ سے نجات کے ساتھ کروں گا۔

تم میرا ذکر ظلم کو ترک کر کے کرو، میں تمہارا ذکر راز کی وفا کی نگہداشت کے ساتھ کروں گا۔

تم میرا ذکر ترک گناہ سے کرو، میں تمہارا ذکر طرح طرح کے لطف وعطا سے کروں گا۔

تم میرا ذکر عبادت میں مشقت اٹھا کر کرو، میں تم پر نعمت تمام کر کے تمہارا ذکر کروں گا۔

تم میرا ذکر جیسے تم ہو اسطرح کرو، میں تمہارا ذکر جیسا کہ میں ہوں اس طرح کروں گا۔

﴿غنیۃ الطالبین﴾

حضرت ابو عثمان ہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''مجھے معلوم ہے کہ میرا رب مجھے کس وقت یاد کرتا ہے''

لوگوں نے کہا یہ کس طرح۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُم

ترجمہ: پس جسوقت میں اللہ کی یاد کرتا ہوں اس وقت وہ مجھے بھی یاد کرتا ہے۔

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں گویا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

تم میرا ذکر میری اطاعت کی صورت میں کرو اور میری نافرمانی سے بچ کر کرو جب تم ایسا کرو گے 'اذکر کم' تو میں تمہیں یاد کروں گا۔ اور میرا یاد کرنا یہ ہے کہ میں تمہارے حال پر ایک جدید توجہ اور ایک تازہ عنایت کروں گا کہ اس توجہ اور عنایت کی وجہ سے تمہاری دنیا و آخرت

کے کام درست ہوں اور تمہارے گناہ گر جائیں اور تمہارے درجات قرب بلند ہو جائیں اور تمہارے ثواب کا اندازہ اور استحقاق بڑھ جائے۔ ﴿تفسیر عزیزی﴾

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

جس نے چار چیزیں پائیں اس نے دیگر چار چیزیں بھی پالیں اور اس کی تفسیر اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے۔

(۱) جس نے ذکر الٰہی کی توفیق پائی اسے بلاشبہ اللہ تعالیٰ یاد فرماتا ہے اس لیے قرآن پاک میں ہے۔

فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُم ﴿پارہ۲، البقرہ۱۵۲﴾

(۲) اور جس نے دعا کی توفیق پائی قبولیت بھی پالی اس لیے کہ قرآن پاک میں ہے۔

ادْعُوْنِی اَسْتَجِبْ لَكُمْ ﴿پارہ۲۴، المومن۶۰﴾

ترجمہ: تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول فرماؤں گا۔

(۳) جس نے توفیق شکر پائی اس نے نعمت کی زیادتی بھی پالی اس لیے کہ قرآن پاک میں ہے۔

لَئِنْ شَكَرْ تُمْ لَا زِیْدَنَّكُم ﴿پارہ۱۳، ابراہیم۷﴾

ترجمہ: اگر تم میری شکرگزاری کرو تو میں تمہیں زیادہ دوں گا۔

(۴) اور جس نے استغفار کی توفیق پائی مغفرت بھی پالی اس لیے کہ قرآن پاک میں ہے۔

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّه كَانَ غَفَّارًا ﴿پارہ۲۹ نوح ۱۰﴾

ترجمہ: تم اپنے رب سے معافی مانگو بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ ﴿بیہقی فی شعب الایمان﴾

باب 7

احادیث اور فضائل ذکر

حدیث ۱:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ہر دن اور رات میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے صدقہ کرتا ہے اور کسی بندے کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کی توفیق سے بڑھ کر کوئی صدقہ عطا نہیں فرمایا۔

﴿مسند بزار، الترغیب والترہیب﴾

حدیث ۲:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ذکر صدقہ کرنے سے افضل ہے۔ ﴿دیلمی﴾

حدیث ۳:

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اللہ کا ذکر انفاق فی سبیل اللہ سے سات سو گنا افضل ہے۔ ﴿مسند احمد بن حنبل﴾

حدیث ۴:

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اگر ایک شخص کے دامن میں دراہم ہوں جنہیں وہ (متواتر) تقسیم کر رہا ہو اور دوسرا شخص اللہ کا ذکر کر رہا ہو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا افضل ہوگا۔ ﴿مجمع الزوائد﴾

حدیث ۵:

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کیا میں تمہیں ایک ایسے عمل کے متعلق نہ بتاؤں جو تمہارے اعمال میں سے سب سے

بہتر ہو اور تمہارے مالک کی بارگاہ میں پاکیزہ اور تمہارے درجات میں بلند ترین ہو اور تمہارے لیے سونا چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہو اور اس سے بھی بہتر ہو کہ تمہارا دشمن سے مقابلہ ہو پھر ان کی گردن اڑا دو۔

صحابہ نے عرض کی ضرور آگاہ فرمائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا 'اللہ کا ذکر' ﴿ترمذی﴾

حدیث ۶:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اگر دو آدمی ہوں ایک مشرق سے چلا اور دوسرا مغرب سے ایک کے پاس سونا جسے وہ صرف اللہ کی راہ میں خرچ کرتا جائے جبکہ دوسرا اللہ کا ذکر کرتا جائے اسطرح وہ دونوں راستے میں ایک دوسرے سے ملیں تو جو ان میں سے اللہ کا ذکر کرتا ہو وہ دوسرے سے افضل ہے۔ ﴿الحاوی للفتاوی﴾

حدیث ۷:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں سوال عرض کیا گیا کہ

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعلیٰ درجے والے کون لوگ ہوں گے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے (مرد) اور کرنے والی (عورتیں) ہیں۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ (کیا اللہ کا ذکر) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے بھی افضل ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اگر کوئی شخص اپنی تلوار سے کافروں اور مشرکوں پر اتنی ضربیں لگائے کہ وہ ٹوٹ جائے اور خون آلود ہو جائے پھر بھی اللہ کا ذکر کرنے والے افضل ہیں۔ ﴿ترمذی﴾

حدیث ۸:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ہر چیز کو چمکانے کے لیے کوئی چیز ہوتی ہے اور دلوں کو چمکانے والی چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز عذاب الٰہی سے نجات نہیں دلا سکتی۔

صحابہ نے عرض کی جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں

آپ ﷺ نے فرمایا اگرچہ تم اپنی تلوار اتنی چلاتے رہو کہ وہ ٹوٹ جائے۔ ﴿بیہقی فی شعب الایمان﴾

حدیث ۹:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ابن آدم کا کوئی عمل اللہ کے ذکر سے زیادہ (دوزخ کی) آگ سے نجات دلانے والا نہیں۔

عرض کی گئی کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ہاں) جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں اگرچہ تو اس حد تک قتل کرے کہ تیری تلوار ٹوٹ جائے، پھر تو اپنی (نئی) تلوار سے قتل کرے وہ بھی ٹوٹ جائے، پھر اپنی (ایک اور نئی) تلوار سے قتل کرے یہاں تک کہ وہ تلوار بھی ٹوٹ جائے۔ ﴿المصنف ابن ابی شیبہ﴾

حدیث ۱۰:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم جب تو میرا ذکر کرتا ہے تو میرا شکر ادا کرتا ہے اور جب تو مجھے بھول جاتا ہے تو میری ناشکری کرتا ہے۔ ﴿مجمع الزوائد﴾

ایک اور روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ذکر کی توفیق اللہ کی نعمت ہے پس اس کا شکر ادا کرو۔

حدیث ۱۱:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اللہ کا ذکر ایمان کی نشانی ہے اور نفاق سے برائت ہے شیطان سے بچنے کے لیے قلعہ ہے دوزخ سے ڈھال ہے۔ ﴿تنبیہ الغافلین﴾

ایک اور روایت میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ سے محبت کی نشانی اللہ کے ذکر سے محبت رکھنا ہے اور اللہ تعالیٰ سے عداوت کی نشانی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے عداوت ہے۔ ﴿کنز الاعمال﴾

حدیث ۱۲:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ کا ذکر اسقدر کثرت سے کرو کہ منافق تمہیں ریاکار کہیں۔ ﴿الترغیب والترھیب﴾

حدیث ۱۳:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ کا ذکر اس کثرت سے کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہنے لگیں۔ ﴿مسند احمد بن جنبل﴾

حدیث ۱۴:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں جو وہ میرے بارے میں رکھتا ہے اور میں اسکے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے۔ ﴿الترغیب والترھیب﴾

حدیث ۱۵:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے ذکر میں مشغول رہنے کی وجہ سے مجھ سے مانگ نہ سکا میں اسے مانگنے والوں سے زیادہ دوں گا۔ ﴿بیہقی فی شعب الایمان﴾

حدیث ۱۶:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے ذکر میں مشغولیت کی وجہ سے مجھ سے مانگ نہ سکا میں اس کو سوال کرنے سے پہلے ہی عطا کر دیتا ہوں۔ ﴿تفسیر در منثور﴾

حدیث ۱۷:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جس زمین کے حصہ پر اللہ کا ذکر ہوتا ہے، اور زمین کا وہ حصہ جس پر کوئی آدمی نماز ادا کرتا ہے اپنے اردگرد کے خطوں پر فخر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کی وجہ سے ساتوں زمینوں کی انتہا تک خوشی کرتا ہے۔ ﴿مجمع الزوائد﴾

حدیث ۱۸:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عصر کے بعد اور فجر کے بعد کچھ دیر تک میرا ذکر کر، باقی اوقات میں اس کی برکت تمہارے لیے کفایت کرے گی۔ ﴿مسند احمد﴾

حدیث ۱۹:

حضرت ابن ابی کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ دو تہائی رات گزارنے کے بعد بستر سے اٹھ کر فرمانے لگے۔

لوگو اللہ کا ذکر کرو، اللہ کا ذکر کرو زلزلے پر زلزلے آنے والے ہیں۔ موت اپنی تمام فتنہ سامانیوں سے آنے والی ہے۔ ﴿ترمذی﴾

حدیث ۲۰:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جس نے صبح کی نماز ادا کی پھر اللہ کے ذکر کے لیے بیٹھ گیا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو

گیا تو اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔ ﴿مسند ابو یعلی﴾

حدیث ۲۱:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جس نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اور طلوع آفتاب تک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہا پھر کھڑے ہو کر دو رکعت ادا کی اسے ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ہو گا۔

﴿الترغیب والترہیب﴾

حدیث ۲۲:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

فجر کی نماز سے لے کر سورج نکلنے تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنا مجھے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ پسند ہے اور وہ لوگ جو نماز عصر سے لے کر سورج ڈوبنے تک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہتے ہیں ان کے ساتھ بیٹھنا مجھے اولاد اسماعیل میں سے آٹھ غلاموں کو آزاد کروانے سے زیادہ پسند ہے جن میں ہر آدمی کی دیت ۱۲ ہزار ہے۔ ﴿بیہقی فی شعب الایمان﴾

حدیث ۲۳:

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

بے شک اللہ تعالیٰ کا ذکر شفا ہے اور لوگوں کا ذکر بیماری ہے۔ ﴿بیہقی فی شعب الایمان﴾

حدیث ۲۴:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جس نے کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا وہ نفاق سے پاک ہو گیا۔

﴿الترغیب والترہیب﴾

حدیث ۲۵:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے اور نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ جیسی ہے۔ ﴿بخاری﴾

حدیث ۲۶:

حضرت سابط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

وہ گھر جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے وہ آسمان والوں کو ایسے روشن نظر آتا ہے جیسے اہل زمین کو ستارے روشن نظر آتے ہیں۔ ﴿فیض القدیر﴾

حدیث ۲۷:

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اس گھر کی مثال جس میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے اور جس گھر میں اللہ کا ذکر نہیں ہوتا زندہ اور مردہ جیسی ہے۔ ﴿مسلم﴾

حدیث ۲۸:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا غافلوں میں میدان جنگ سے بھاگنے والوں کے درمیان استقامت سے لڑنے والے کی طرح ہے۔ ﴿المعجم الاوسط﴾

حدیث ۲۹:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

غافلوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے میدان جنگ سے فرار ہونے والوں کے درمیان لڑنے والا۔ اور غافلوں میں اللہ کا ذکر کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے خشک درختوں کے درمیان سرسبز درخت اور غافلوں میں ذکر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ جنت میں (اسی دنیا میں) اس کا مقام دکھا دیتا ہے۔ ﴿بیہقی فی شعب الایمان﴾

حدیث ۳۰:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا نکال دو اس کو جہنم سے جس نے کسی روز میرا ذکر کیا یا کسی جگہ اسے میرا خوف دامن گیر ہوا۔ ﴿ترمذی﴾

حدیث ۳۱:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

شیطان انسان کے قلب پر نظر جمائے گھاٹ میں بیٹھا رہتا ہے جب انسان اللہ کا ذکر کرے وہ دُور ہٹ جاتا ہے اور جب ذکر الٰہی سے غافل ہو شیطان آگے بڑھ کر اس کے قلب میں طرح طرح کے وسوسے ڈالتا ہے۔ ﴿بخاری﴾

حدیث ۳۲:

حضرت عبداللہ بن شفیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ہر آدمی کے دل میں دو مکان ہیں ایک میں فرشتہ رہتا ہے اور دوسرے میں شیطان گھات لگائے بیٹھا ہے جب آدمی اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان چھپ جاتا ہے اور جب وہ ذکر نہیں کرتا تو شیطان اپنی سونڈ اس کے دل میں رکھ دیتا ہے اور اس کے دل میں طرح طرح کے وسوسے ڈالتا ہے۔ ﴿تفسیر مظہری﴾

حدیث ۳۳:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ جو دنیا میں نرم بستروں پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کر لیتے ہیں تو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جنت کے اعلیٰ درجات میں داخل فرمائے گا۔ ﴿ابن حبان﴾

حدیث ۳۴:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

قیامت کے دن ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ عقل مند لوگ کہاں ہیں؟

لوگ پوچھیں گے کہ عقلمندوں سے کون مراد ہیں؟

جواب ملے گا وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے کھڑے، بیٹھتے اور لیٹتے ہوئے اور آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے تھے کہ یا اللہ آپ نے یہ سب بے فائدہ تو پیدا نہیں کیا ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں آپ ہم کو جہنم کے عذاب سے بچالیں اس کے بعد ان لوگوں کے لیے جھنڈا بنایا جائے گا جس کے پیچھے یہ سب جنت میں جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ ﴿الترغیب والترہیب﴾

حدیث ۳۵:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

موسیٰ ؑ نے اپنے رب کی بارگاہ میں عرض کی اے اللہ مجھے بتا تیرے بندوں میں سے سب سے زیادہ متقی کون ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو ہر وقت میرا ذکر کرے اور مجھے نہ بھولے۔

موسیٰ ؑ نے عرض کی اے اللہ تیرے بندوں میں سے سب سے بڑا عالم کون ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو کبھی علم سے سیر نہ ہو اور وہ جو اپنے علم میں لوگوں کا علم جمع کرے۔

پھر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ تیرے بندوں میں سے سب سے زیادہ عزت والا کون ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ جو غالب آئے تو معاف کر دے۔ ﴿دیلمی﴾

حدیث ۳۶:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

سات لوگ ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائے گا۔

(۱) عادل حکمران

(۲) ایسا نوجوان جو اپنے رب کی محبت میں پروان چڑھا

(۳) ایسا آدمی جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے

(۴) ایسے دو آدمی جو اللہ تعالیٰ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں' اور اللہ تعالیٰ کے لیے ملتے ہوں اور اسی کے لیے جدا ہوتے ہوں۔

(۵) ایسا آدمی جس کو امیر اور خوبصورت عورت برائی کی دعوت دے تو وہ کہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

(۶) ایسا آدمی جو اس طرح چھپا کر صدقہ دے کہ بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ کے خرچ کرنے کا علم نہ ہو۔

(۷) ایسا شخص جس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو آ گئے۔ ﴿مسلم﴾

حدیث ۳۷:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

بے شک جب تک اللہ اللہ کرنے والا ایک فرد بھی دنیا میں موجود ہوگا تو قیامت نہیں آئے گی۔ ﴿مسلم﴾

حدیث ۳۸:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

خبردار بے شک دنیا اور جو کچھ اس کے اندر ہے سب ملعون ہے سوائے اللہ کے ذکر اور اس کے جو ذکر الٰہی میں مددگار ہو اور عالم اور طالب علم کے۔ ﴿ابن ماجہ﴾

حدیث ۳۹:

ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے منع کرنے اور اللہ کا ذکر کرنے کے سوا ابن آدم کا کوئی بھی کلام اس کے لیے نفع بخش نہیں ہے۔ ﴿ترمذی﴾

حدیث ۴۰:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جب رات شروع ہو تو اپنے بچوں کو (باہر نکلنے سے) روک دیا کرو کیونکہ اس وقت شیاطین (فتنہ پھیلانے کے لیے) زمین پر پھیلتے ہیں جب ایک گھڑی گزر جائے تو بچوں کو چھوڑ دیا کرو اور اپنے دروازے بھی بند کر دیا کرو اور (ان کو بند کرتے وقت) اللہ کا نام لے لیا کرو کیونکہ (اللہ کا نام لے کر) بند شدہ دروازہ شیطان نہیں کھول سکتا' اور اپنے برتنوں کو بھی ڈھانپ دیا کرو اور ان (کو ڈھانپتے وقت) بھی اللہ تعالیٰ کا نام لے لیا کرو چاہے کچھ بھی ملے برتنوں پر رکھ لیا کرو اور اپنے چراغ بجھا دیا کرو۔ ﴿ترمذی، دارمی، موطا امام مالک﴾

حدیث ۴۱:

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ایک شخص کو روز قیامت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لایا جائے گا اور وہ اپنے کثرت گناہوں اور قلت نیکیوں کے سبب مستحق دوزخ ٹھہرے گا اور بربادی کے قریب ہو جائے گا اور وہ لرز رہا ہو گا۔

پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے میرے فرشتو اس شخص کا دفتر اعمال دیکھو کہ اس کے نامہ اعمال میں کوئی نیکی تمہیں ملتی ہے۔

تو فرشتے دیکھ کر عرض کریں گے۔ اے ہمارے رب ہم کو اس کے نامہ اعمال سے کوئی اچھا کام نہیں ملا، اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے پاس اس کی کوئی نیکی ہے۔ ایک بار رات کو سو کر اپنی نیند سے بیدار ہوا اور ارادہ کیا کہ میرا ذکر کر لے تو پھر اس پر نیند غالب آ گئی پس وہ میرے ذکر پر قادر نہ ہو سکا آج اسی وجہ سے میں نے اسے بخش دیا ہے۔ ﴿درۃ الناصحین﴾

باب 8

صحابہ کرام اور فضائل ذکر

(۱) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

اللہ کا ذکر کرنے والے پوری خیر سمیٹ کر لے گئے ہیں۔ ﴿بیہقی فی شعب الایمان﴾

(۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے رہو کیونکہ ذکر الٰہی کے ذریعے شفاء ملتی ہے اور لوگوں کی باتیں نہ کرو کیونکہ لوگوں کا ذکر بیماری ہے۔ ﴿کتاب الزہد﴾

(۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس قدر کثرت سے ذکر کرتے کہ ایک رکعت میں رات کو مکمل قرآن پاک ختم کر دیتے۔ ﴿طبقات ابن سعد﴾

(۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

سات باتیں شیطان کی طرف سے ہوتی ہیں۔

(۱) غصہ

(۲) عطاس (نسوار کی وجہ سے چھینک آنا)

(۳) جمائی کی شدت

(۴) قے

(۵) نکسیر

(۶) بول و براز

(۷) ذکر الٰہی کے وقت نیند کا آنا ﴿تاریخ الخلفاء﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

سب سے طاقتور عمل تین ہیں۔ خود دوسروں کا حق ادا کرنا، ہر حال میں اللہ کا ذکر کرنا، اپنے مال میں اپنے بھائی کو شامل کرنا۔ ﴿حلیۃ الاولیاء﴾

(۵) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ نے جب بھی کسی عبادت کو فرض کیا تو اس کی ایک معلوم حد متعین کردی اور حالت عذر میں معذوروں کو رخصت دی سوائے اللہ کے ذکر کے کہ اس کی نہ کوئی حد مقرر اور نہ اس کو ترک کرنے میں کسی کو معذور جانا سوائے مجنوں (پاگل) کے اس کے علاوہ اپنے بندوں کو تمام احوال میں اپنا ذکر کرنے کا حکم دیا۔ اللہ نے فرمایا

فَاذْکُرُو اللّٰہ قیاماً وقعود وعلی جنوبکم ﴿نساء﴾

ترجمہ: اللہ کا ذکر کھڑے، بیٹھے اور لیٹے کرو۔

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا

یَاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ ذُکِرَ اللّٰہَ ذِکْراً کَثِیر ﴿احزاب﴾

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کا ذکر کثرت سے کرو

یعنی اللہ کا ذکر کرو دن میں، رات میں، خشکی میں، تری میں، سفر و حضر میں، فقر و غنا میں، صحت و بیماری میں، خفیہ اور اعلانیہ طور پر غرض کہ ہر حال میں۔ ﴿نور التحقیق﴾

(۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

مجھے اہل کتاب نے بتایا ہے کہ یہ امت ذکر سے اس طرح محبت کرے گی جس طرح کبوتری اپنے گھونسلے سے محبت کرتی ہے اور ذکر الٰہی کی طرف اس شوق اور تیزی سے جائے گی جیسے اونٹ پیاس کے اندر اپنے گھاٹ کی طرف جاتا ہے۔ ﴿جامع العلوم والحکم﴾

(۷) حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا

شیطان سے محفوظ رہنے کے لیے مومن کے پاس تین قلعے ہیں۔

(۱) اللہ کا ذکر (۲) قرآن (۳) مسجد ﴿سیوطی فی کنز المدفون﴾

(۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

آسمان والے (فرشتے) اہل ذکر کے گھروں کو دیکھتے ہیں کہ وہ ان کے لیے اس طرح

روشنی دیتے ہیں جیسے ستارے زمین والوں کے لیے روشنی دیتے ہیں۔ ﴿در منثور﴾

(۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا

ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ سے نام لے کر سوال کرتا ہے کہ کیا آج تم پر کوئی ذکر الٰہی کرنے والا نہیں گزرا؟

اگر وہ پہاڑ کہے کہ ہاں مجھ پر سے اللہ کا ذکر کرنے والا گزرا ہے تو اسے بے شمار خوشی ہوتی ہے۔ ﴿الوابل الصیب من الکلم طیب﴾

(۱۰) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

اولیاء اللہ کی صفت ہے کہ ذکر الٰہی سے ان کے بال کھڑے ہوتے ہیں جسم کانپتے ہیں اور دل سکون پکڑتے ہیں۔ ﴿تفسیر خزائن الفرقان﴾

(۱۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اے میرے بندے میں تجھ سے ایسا سلوک کرتا ہوں جو تو میرے متعلق گمان کرتا ہے اور میں تیرے ساتھ ہوتا ہوں جب تو میرا ذکر کرتا ہے۔ ﴿مستدرک﴾

(۱۲) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا

میں صبح کے وقت اللہ کا ذکر کروں حتیٰ کہ سورج نکل آئے یہ میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ میں صبح سے گھوڑے پر سوار ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کروں یہاں تک کہ سورج نکل آئے۔ ﴿در منثور﴾

(۱۳) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

جب بندہ خوشی میں اللہ کا ذکر کرتا ہے پھر اس پر مصیبت آتی ہے اس وقت فرشتے بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں۔

پروردگار! تیرے بندے پر مصیبت آپڑی (اسکو دور فرما) اسطرح جب فرشتے اس کی سفارش کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی سفارش قبول فرمالیتا ہے۔

اور جو بندہ عیش و عشرت میں اللہ کو یاد نہیں کرتا (اس پر جب مصیبت آتی ہے) اس وقت جب یہ بندہ اللہ کو یاد کرتا ہے تو فرشتے اس کی سفارش نہیں کرتے۔

اس کی وضاحت فرعون کے قصے سے ہوتی ہے۔

''اب توبہ کرتا ہے حالانکہ پہلے نافرمانی کرتا رہا'' (القرآن) ﴿غنیۃ الطالبین﴾

(۱۴) حضرت ابودرداؓ نے فرمایا

خوشی کے موقع پر اللہ کو یاد کرو کہ شاید وہ تمہاری مشکل کے وقت تمہاری دعا قبول کرے۔ ﴿کتاب زہد امام احمد﴾

اور حضرت ابودرداؓ نے فرمایا

ہر حجر و شجر کے پاس اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو تا کہ قیامت کے دن وہ تمہارے حق میں گواہی دیں۔ ﴿کشف الخفاء﴾

(۱۵) حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا

صبح و شام اللہ کا ذکر کرنا اللہ کے راستے تلواروں کو توڑنے اور مال کے خرچ کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ ﴿حلیۃ الاولیاء﴾

(۱۶) عبداللہ بن رواحہؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے اپنے اصحاب میں سے کچھ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔

آؤ ایک گھڑی کے لیے مومن بن جائیں آؤ مل کر اللہ کا ذکر کریں اور اپنے ایمان میں اضافہ کریں آؤ ہم اس کا ذکر اس کی اطاعت کے ساتھ کریں کہ وہ ہمارا ذکر اپنی مغفرت کے ساتھ کردے۔ ﴿المصنف﴾

باب 9

اکابرین امت اور فضائل ذکر

(۱) امام حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے عرض کی
مجھے قساوت قلبی کی شکایت ہے؟
آپ نے فرمایاذ کرالٰہی کی (انگیٹھی میں رکھ کر) اسے پگھلایئے۔
﴿شعب الایمان، الوابل الصیب من الکلم طیب﴾

(۲) حضرت عامر بن عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:
اللہ کا ذکر شفااور غیر کا ذکر بیماری ہے۔ ﴿طبقات﴾

(۳) حضرت عون بن عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا
ہرانسان کے پاس اس کے عمل کا سردار ہوتا ہے جبکہ میرے عمل کا سردار ذکرالٰہی ہے۔
﴿طبقات﴾

(۴) حضرت ماہان بن قیس رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:
کیاتم میں سے کوئی اس بات سے حیانہیں کرتا کہ اس کا جانور اس سے کثیر ذکر کرے۔
(کیونکہ ہر جاندار ہر وقت اللہ کا ذکر کرتا رہتا ہے)۔ ﴿طبقات﴾

(۵) حضرت محمد بن کعب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:
اگر کسی کو ذکر چھوڑنے کی اجازت دی جاتی تو حضرت زکریا علیہ السلام کو دی جاتی۔
کیونکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قَالَ اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمۡزًا ؕ وَاذۡکُرۡ رَّبَّکَ کَثِیۡرًا
وَّسَبِّحۡ بِالۡعَشِیِّ وَالۡاِبۡکَارِ ﴿پارہ۳ ال عمران ۴۱﴾

ترجمہ: تیری یہ نشانی ہے کہ تم تین دن تک لوگوں سے اشارے کے علاوہ بات نہیں کرسکو گے اور اپنے رب کا کثرت سے ذکر کرو اور شام اور صبح اس کی تسبیح کرتے رہو۔ ﴿طبقات﴾

(۶) عبدالرحمٰن بن عمرو الاوزعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

دنیا کی کوئی ساعت ایسی نہیں جو کہ قیامت کے دن پیش نہ کی جائے ہر دن ہر ساعت کا حساب ہوگا تو جس ساعت میں ذکر نہیں ہوگا تو اس ساعت کی وجہ سے حسرتوں کا سامنا ہوگا تو اس وقت کیا ہوگا جب ساری ساعتیں اور دن ایسے ہی گزر جائیں گے۔ ﴿طبقات﴾

(۷) خواجہ محمد واسع رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

اے شب و روز بھوکا رہنے والے بھوک کی حالت میں بھی ذکر الٰہی سے غافل نہ رہ۔

﴿تذکرہ الاولیاء﴾

(۸) حضرت رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا

سب سے اعلیٰ عمل کون سا ہے؟ اپنے اوقات کو ذکر الٰہی میں بسر کرنا۔

﴿دلیل العارفین﴾

(۹) حضرت ابو عبداللہ وہب بن منبہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے اپنی نازل شدہ بعض کتب میں فرمایا ہے کہ

اے ابن آدم میری تم پر کتنی نعمتیں ہیں جن کا تم نے حق ادا نہیں کیا میں تجھے یاد کرتا ہوں جبکہ تو مجھے بھول جاتا ہے، میں تجھے اپنے قریب بلاتا ہوں جبکہ تم مجھ سے دور بھاگتے ہو، میری بارگاہ عالیہ سے تجھ پر خیر نازل کی جارہی ہے جبکہ تیری طرف سے میری بارگاہ میں شر پہنچ رہا ہے۔

﴿طبقات﴾

(۱۰) حضرت سعید ابن میتب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اللہ کا ذکر کرنا ایسا حلال ہے کہ اس میں کوئی حرام نہیں اور غیر اللہ کو یاد کرنا ایسا حرام ہے کہ اس میں کوئی حلال نہیں۔ ﴿کشف المحجوب﴾

(۱۱) سہیل بن عبداللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

ان دلوں کی زندگی جو کہ (کثرت گناہوں کی وجہ سے) مرجاتے ہیں۔ حیی و قیوم

یعنی اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہے جو کہ موت سے پاک ہے۔ ﴿طبقات﴾

(۱۲) امام محمد باقر بن زین العابدین رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز ذکر اور شکر سے زیادہ پیاری اور پسندیدہ نہیں اسی لیے یہاں جو احسان کرنے کا مقام ہے ان دونوں چیزوں کو طلب کیا کر۔

فاذکرونی اذکر کم واشکرولی ولا تکفرون (القرآن) ﴿تفسیر عزیزی﴾

(۱۳) امام محمد باقر رحمتہ اللہ علیہ نے مزید ایک جگہ فرمایا کہ

بجلیاں مومن اور غیر مومن دونوں پر گرتیں ہیں لیکن ذکر الٰہی کرنے والے پر نہیں گرتیں۔ ﴿طبقات﴾

(۱۴) حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

بے شک وہ گھر جس میں اللہ کا ذکر کیا جائے آسمان والوں کے لیے ایسے ہی روشنی دیتا ہے جیسے چراغ اہل خانہ کے لیے اور وہ گھر جس میں ذکر الٰہی نہ کیا جائے اہل خانہ کے لیے تاریک ہو جاتا ہے۔ ﴿تنبیہ الغافلین﴾

(۱۵) حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دنیاوی باتیں کرتا دیکھا تو اس کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا کیا اس کلام میں کچھ تمہیں ثواب کی امید ہے؟

اس نے جواب دیا نہیں۔

فرمایا کیا اس کے سبب عذاب سے تو امن میں رہے گا؟

عرض کی نہیں۔ آپ نے فرمایا پس ایسا کلام کیوں کرتے ہو جس میں نہ تو تجھے ثواب کی امید ہے اور نہ عذاب سے بچاؤ اپنے آپ پر اللہ کا ذکر لازم رکھو۔ ﴿تنبیہ الغافلین﴾

(۱۶) مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو دنیا کو محبوب تصور کرتا ہے میرا ادنی برتاؤ اس کے ساتھ یہ ہے کہ میں ذکر و مناجات کی لذت سے اس کو خالی کر دیتا ہوں۔ ﴿تذکرۃ الاولیاء﴾

(۱۷) حضرت ابوالفیض ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو شخص اللہ تعالیٰ کا حقیقی ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے قرب میں رہ کر وہ ہر شے کو بھول جاتا ہے اور جو شخص اللہ کے قرب میں رہ کر ہر شے کو بھول جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہر شے سے حفاظت فرماتا ہے اور اس کے لیے ہر شے کے بدلے اجر ہوتا ہے۔ ﴿شعب الایمان﴾

(۱۸) حضرت ابراہیم بزار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ناممکن ہے تو اللہ سے محبت کرے پھر اس کا ذکر نہ کرے اور ناممکن ہے کہ تو اللہ کا ذکر کرے پھر تجھے اس کے ذکر سے لذت نہ ملے اور ناممکن ہے تُو اس کے ذکر کی لذت پائے پھر غیر میں مشغول ہو جائے۔ ﴿طبقات﴾

(۱۹) حضرت احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

خدا کی محبت یہ ہے کہ تمام اسباب اور وسائل (کی دل سے محبت نکال کر) ذکر الٰہی میں مشغول ہو جا۔ ﴿تذکرۃ اولیاء﴾

(۲۰) حضرت اسحاق بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والے راستہ کے متعلق پوچھا گیا آپ نے فرمایا:

(۱) جاہلوں سے پرہیز کر

(۲) علماء کی صحبت اختیار کر

(۳) ہمیشہ ذکر الٰہی کرتا کہ اہل طریقت میں سے ہو۔ ﴿طبقات﴾

(۲۱) حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

جس نے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ایک رات بیداری میں گزاری صبح کے وقت ایسا ہوگا گویا آج پیدا ہوا۔ ﴿طبقات﴾

(۲۲) حضرت یوسف بن حسین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جو قلبی لگاؤ سے ذکر کرتا ہے اس کے قلب سے خود بخود ماسوا اللہ کی یاد نکل جاتی ہے۔ ﴿تذکرۃ الاولیاء﴾

(۲۳) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ذکر الٰہی سے ایک لمحہ غفلت بھی ہزار سالہ عبادت سے بدتر ہے کیونکہ ایک لمحہ (اللہ کی بارگاہ سے) غیر حاضری کو ہزار سالہ عبادت ملیامیٹ نہیں کر سکتی۔ ﴿تذکرۃ الاولیاء﴾

(۲۴) حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا

عارف باللہ کی کیا علامت ہے؟

فرمایا: عارف وہ ہے جو اللہ کے ذکر سے نہ رکے اور اللہ کے حقوق سے نہ تھکے اور غیر اللہ سے نہ الفت و محبت کرے۔ ﴿شعب الایمان﴾

(۲۵) حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ذکر کرنے والوں کے پاس بیٹھو کیونکہ انہوں نے بادشاہ کے دروازہ کو لازم پکڑا ہوا ہے۔ ﴿طبقات﴾

(۲۶) حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا ذکر اس طرح کر پھر دوبارہ نہ کرنا پڑے (یعنی اس کو کسی بھی وقت فراموش نہ کرو)۔ ﴿تذکرۃ الاولیاء﴾

(۲۷) حضرت عبداللہ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

بھوک زاہدوں کا اور ذکر الٰہی عارفوں کا کھانا ہے۔ ﴿طبقات﴾

(۲۸) حضرت ابوسعید خزاز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اولیاء اللہ کی برگزیدگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان سے اعمال صالحہ کا خواستگار ہوتا ہے اور ان کو حجاب سے بچاتے ہوئے اپنے ذکر کے علاوہ کسی سے سکون عطا نہیں کرتا اور اپنے محبوب کو ذکر کے دروازے سے قصر وحدانیت میں پہنچا کر اپنی عظمت و جلال کا پڑ توڑ ڈالتا ہے جس کے بعد وہ خدا کی حفاظت میں آجاتا ہے۔ ﴿تذکرۃ الاولیاء﴾

(۲۹) شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

اللہ کے جلال و جمال کی قدر اس شخص نے نہ پہچانی جو کہ ذکر سے لحہ بھر بھی سست ہو گیا۔

﴿بہجۃ الاسرار﴾

(۳۰) شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو ولی بنانا چاہتا ہے تو اس پر ذکر کا دروازہ کھول دیتا ہے اور حیرت و دہشت کے سرائے میں لاتا ہے جو اس کی عظمت اور بزرگی کا مقام ہوتا ہے پس وہ شخص اللہ کی حمایت میں ہوتا ہے۔

(۳۱) بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

سعادت ابدی ذکر الٰہی میں رکھی گئی ہے۔

اور نیز فرمایا جو دنیا میں اللہ کی محبت کا دم بھرتا ہے اور اس کے ذکر میں مشغول رہتا ہے اسے قیامت کے دن کسی قسم کا عذاب نہیں دیا جائے گا اور روز محشر کے عذاب سے وہ بے خوف ہو گا۔

﴿راحت القلوب﴾

(۳۲) خواجہ علی رامتینی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

اگر کسی کے پاس بیٹھو اور ذکر الٰہی کو بھول جاؤ تو اس آدمی کو شیطان سمجھو کیونکہ ایسا آدمی نما ابلیس بدر جہا بدتر ہے ابلیس لعین سے کہ ابلیس پوشیدہ طور پر وسوسہ ڈالتا ہے مگر یہ آدمی نما ابلیس ظاہری طور پر۔

﴿مشائخ نقشبندیہ﴾

(۳۳) حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

زمین کے بعض قطعہ زبان حال سے بعض قطعوں کو پوچھتے ہیں کہ کیا آج تم پر کوئی ذاکر گزرا یا کوئی دردمند یا غم ناک گزرا اگر کہہ دے کہ نہیں تو جس ٹکڑے پر گزرا ہو وہ اس پر اپنے آپ کو فائق و اشرف خیال کرتا ہے۔

﴿فوائد الفواد﴾

(۳۴) خواجہ محمد پارسا نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

تمام عبادات کا مقصود اور منتھی ذکر الٰہی ہے ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہنا عجائبات ملکوت کی کنجی ہے اور اس سے قرب الٰہی کے دروازے کھلتے ہیں۔ ﴿رسالہ قدسیہ﴾

(۳۵) خواجہ یعقوب چرخی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

تمام عبادتوں سے مقصود ذکر الٰہی ہے ذکر جان قلب کی طرح ہے اور عبادت جسم کی حیثیت رکھتی ہے اگر عبادت ذکر الٰہی کے بغیر ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ ﴿رسالہ انسیہ﴾

(۳۶) خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

ذکر الٰہی شیشہ کی طرح ہے جو خطروں کے تمام کانٹوں کو دل کے جنگل سے تراش دیتا ہے اور دل میں غیر (اللہ) کا نام و نشان تک نہیں چھوڑتا۔ ﴿مقاصد السالکین﴾

(۳۷) حضرت سید عبد القادر عیسیٰ شاذلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

تمام صوفیاء اکرام اپنے مریدوں کو منازل سلوک طے کرنے کے لیے ذکر کی نصیحت کرتے ہیں اور یہ واضح کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی رضا تک پہنچنے کا عملی طریقہ تمام احوال میں کثرت ذکر اور صحبت ذاکرین ہے کیونکہ ان کی صحبت نفس امارہ کی شہوات کا قلع قمع کر دیتی ہے۔ ﴿تصوف کے روشن حقائق﴾

(۳۸) خواجہ نور محمد چوراہی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے طالب کو چاہئے ایک لحہ اللہ کی بارگاہ سے غافل نہ ہو تا کہ توجہ الی اللہ مکمل طور پر ہو۔ اسی کو دوام حضور بھی کہتے ہیں۔ ﴿مشائخ نقشبندیہ﴾

(۳۹) حضرت سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا ذکر بدن کی زکوٰۃ ہے جس طرح زکوٰۃ سے مال پاک وحلال ہوتا ہے اسی طرح ذکر الٰہی سے آدمی کا وجود کفر اور شرک کی پلیدی سے پاک وصاف ہوتا ہے ایسے ہی نفس ذکر سے پاک ہوتا ہے۔ جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے اسی طرح ذکر الٰہی گناہوں کو مٹا دیتا ہے

اور جس طرح بارش خشک زمین کو سرسبز کر دیتی ہے اسی طرح ذکر الٰہی مردہ ایمان کو زندہ کر دیتا ہے۔ اور جس طرح پھل درخت کی زینت ہوتا ہے ذکر کفر و ضلالت کے اندھیرے کو مٹا کر ایمان کی روشنی پیدا کرتا ہے۔ جس کے دل میں ذکر الٰہی نہ ہو وہ ببول کے درخت کی طرح ہے یا بغیر نمک کے کھانے کی طرح ہے۔ جس طرح بسم اللہ کے بغیر کھانا حلال نہیں ہوتا اس طرح انسان کا دل ذکر الٰہی کے بغیر آرائش سے پاک نہیں ہوتا۔

﴿عین الفقر﴾

سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

ذکر جوہر قلب ہے قلب جوہر جان ہے اور جان جوہر ایمان ہے مسلمان اسے کہتے ہیں جو اپنا مال اولاد اور اپنی جان اللہ تعالیٰ کے نام پر صرف کر دے یہی جوہر ایمان ہے۔ ﴿اسرار قادری﴾

(۴۰) نعیم الدین مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

نفس جب خبیث ہوتا ہے تو قبول حق سے اس کو بہت دوری ہو جاتی ہے اور اللہ کا ذکر سننے سے اس کی سختی اور کدورت بڑھتی ہے جیسا کہ آفتاب کی گرمی سے موم نرم ہوتی ہے اور نمک سخت ہوتا ہے۔ ایسے ہی اللہ کے ذکر سے مومنین کے دل نرم ہو جاتے ہیں جبکہ کافروں کے دلوں کی سختی بڑھتی ہے۔ ﴿تفسیر خزائن الفرقان﴾

باب 10

ذکر الٰہی کی برکتیں

(۱) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر گئے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا
اے رب تجھے تیرے بندوں میں سے سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟
اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ جو ہر وقت میرا ذکر کرتا رہتا ہے اور مجھے بھولتا نہیں۔
﴿بیہقی فی شب الایمان﴾

(۲) ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی
اے اللہ! مجھے کیسے معلوم ہو کہ کون تیرا دوست ہے اور کون تیرا دشمن؟
اللہ تعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا:
میرا ذکر کرنے والا میرا دوست ہے اور میرے ذکر سے غفلت کرنے والا میرا دشمن ہے۔
﴿مقاصد اسالکین﴾

(۳) اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی
"اے داؤد مجھ سے اور مجھ سے محبت کرنے والوں سے محبت کر میرے بندوں میں مجھے محبوب بنا"۔
داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ میں آپ سے اور آپ سے محبت کرنے والوں سے تو محبت کروں گا لیکن آپ کو آپ کے بندوں میں سے کیسے محبوب بناؤں؟
اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا ان کے سامنے میرا ذکر کیا کر کہ بے شک میرا ذکر ہی ان کے لیے خیر کا باعث ہوگا۔
﴿المصنف﴾

(۴) حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تخت پر کہیں تشریف لے جا رہے تھے آپ کے اوپر پرندے سایہ کیے ہوئے تھے۔ انسان، جن، وحشی جانور اور باقی ہر قسم کے جانور دائیں بائیں تھے۔

آپ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ایک عابد کے پاس سے گزرے عابد نے کہا اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے اے ابن داؤد علیہ السلام آپ کو بڑا عظیم ملک عطا فرمایا ہے۔

سلیمان علیہ السلام نے فرمایا مومن کے نامہ اعمال میں ایک تسبیح (سبحان اللہ) کہنا ملک سلیمان سے افضل ہے کیونکہ یہ ملک فنا ہو جائے گا لیکن وہ تسبیح ختم نہیں ہوگی۔ ﴿روض الریاحین﴾

(۵) حامد الاسود رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

ایک بار ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ سفر میں تھا ہم ایک وادی میں پہنچے جس کو سانپوں کی وادی کہا جاتا تھا میں نے عرض کی جلدی جلدی چلیں تا کہ رات ہونے سے پہلے اس وادی کو عبور کرلیں۔ جب انہوں نے یہ سنا تو انہوں نے وہیں ٹھہرنے کا حکم دیا اور ہم وہیں ٹھہر گئے جب رات ہوئی تو میں نے بہت سے سانپ اپنی طرف آتے دیکھے میں نے عرض کی اے ابراہیم اللہ اللہ سانپ سانپ!

آپ نے فرمایا: گھبراؤ مت اللہ کا ذکر کرو

آپ کا یہ فرمانا ہی تھا کہ سانپ واپس ہو گئے۔ کچھ دیر بعد پھر سانپ میرے طرف آنے لگے میں نے پھر کہا اللہ اللہ اے ابراہیم سانپ سانپ!

آپ نے مجھے جھڑکا اور فرمایا خاموش رہو اللہ کا ذکر کرو۔ پس جب آپ مجھے ذکر کا کہتے تو سانپ بھاگ جاتے صبح تک یونہی ہوتا رہا۔ میں نے کانپتے ہوئے رات گزاری جب صبح ہوئی تو آپ کھڑے ہوئے اور نماز فجر ادا فرمائی اور وظائف کیے اور مجھے فرمایا اٹھو چلیں اور اپنی چادر نہ اٹھائی میں نے آپ کی چادر اٹھائی اور جھاڑا میں نے دیکھا ایک بہت بڑا سانپ کنڈلی مارے اس جگہ بیٹھا تھا جہاں ابراہیم خواص نے بیٹھے ہوئے رات گزاری تھی میں نے عرض کی اے شیخ سانپ کی طرف دیکھو

آپ نے فرمایا بچوں جیسی باتیں چھوڑ و اللہ کے فضل وکرم سے میں نے ایسی رات سے اچھی اور پرسکون رات پہلے کبھی نہیں گزاری۔ ﴿مفید السالکین﴾

(۶) ایک شخص شراب کے نشے میں بے ہوش پڑا ہوا تھا کہ ابراہیم بن ادہم کا ادھر سے گزر ہوا آپ نے اس شرابی کو دیکھا تو وہیں رک گئے اور پانی سے اس شرابی کا منہ دھویا اور کپڑے سے پونچھا اور فرمایا

اس زبان نے کبھی تو اللہ کا ذکر کیا ہوگا اس کی یہ بے حرمتی ٹھیک نہیں اور چلے گئے۔ جب اس شخص کو ہوش آیا تو کسی نے اسے بتایا کہ تمہارے ساتھ ابراہیم بن ادہم نے یہ سلوک کیا ہے یعنی منہ دھلایا ہے اس شخص نے جب یہ سنا تو بہت شرمند ہوا اور اپنی زندگی کے گناہوں سے توبہ کی اور نیک بن گیا۔

رات خواب میں کسی نے ابراہیم بن ادہم کو کہا

اے ابراہیم تم نے میری وجہ سے اس کی زبان کو پاک کیا ہم نے تیرے ہاتھوں کی برکت سے اس کے دل کو پاک کر دیا۔ ﴿روض الریاحین﴾

(۷) ایک بزرگ فرماتے ہیں

میں اور شیخ نصر خرائطی ایک رات اکٹھے تھے اور علمی گفتگو ہو رہی تھی آپ نے فرمایا کہ اللہ کے ذکر کرنے والے کا سب سے پہلے یہ فائد ہوتا ہے کہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت اسے یاد کر رہا ہے لہذا اسی کی برکت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے لگتا ہے۔

میں نے مخالفت کی تو آپ نے فرمایا

اس وقت خضر علیہ السلام ہوتے تو میرے اس موقف کی تائید فرماتے

اسی وقت ہمیں فضا میں ایک شخص نظر آیا ہمیں سلام کرنے کے بعد فرمایا

''سچ کہا کہ اللہ کا ذاکر اللہ تعالیٰ کے یاد کرنے کی برکت سے اللہ کا ذکر کرتا ہے''

اس وقت ہمیں معلوم ہوا کہ وہ خضر تھے۔ ﴿روض الریاحین﴾

(۸) مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ایک شخص رات کو اللہ کا ذکر کیا کرتا تھا ایک رات شیطان نے اس کے دل میں وسوسہ

ڈالاتو اکیلا ہی اتنی دیر سے اللہ کا ذکر کر رہا ہے لیکن اللہ کی طرف سے تجھے اس ذکر کا کوئی کبھی جواب نہیں آیا تو بے وقوف ہے تیرے ذکر کا تجھے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ تیرے ذکر کا آگے سے کوئی جواب نہیں آتا اس شخص کا دل مایوس ہو گیا اور وہ سو گیا خواب میں خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا:

اے خوش نصیب تو نے اللہ کا ذکر کیوں چھوڑا

اس نے عرض کی اللہ کی بارگاہ سے مجھے کوئی جواب نہیں ملتا۔

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا

مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں تیرے پاس جاؤں اور تجھے بتاؤں کہ جو ذکر تو کرتا ہے یہی میرا جواب ہے تمہارے دل میں جو ذوق وشوق اور لذت پیدا ہوتی ہے وہ میں ہی پیدا کرتا ہوں اور میں ہی تجھ کو ذکر کی توفیق دیتا ہوں تیرے ہر دفعہ ''یا اللہ'' کہنے میں میری سو ''لبیک یا عبدی''پوشیدہ ہے۔

مولانا روم فرماتے ہیں!

جان جاہل زیں و عاجز دور نیست
زانکہ '' یا رب '' گفتنش دستور نیست

یعنی ایک جاہل اور غافل کو دعا و ذکر کی توفیق ہی نہیں ہوتی کیونکہ یارب کہنا اس کی عادت ہی نہیں۔ ﴿ماخوذ از مثنوی مولانا روم﴾

(۹) شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک دفعہ میں قافلہ میں سفر کر رہا تھا میں رات بھر قافلے کے ساتھ رہا اس قافلہ میں ایک مجذوب صفت کا درویش بھی شامل تھا رات کو اچانک اس نے ایک نعرہ مارا اور جنگل میں چلا گیا لمحہ بھر کے لیے اس نے آرام نہ کیا مجھ سے رہا نہ گیا دن کو میں نے اس سے سوال کیا تجھ پر کیا کیفیت طاری ہو گئی تھی کہ جنگل میں چلا گیا؟ میری بات سن کر اس نے جواب دیا: میں نے دیکھا درختوں میں بلبل پہاڑوں پر چکور، پانی میں مینڈک اور جنگل میں درندے سبھی اللہ تعالیٰ کے ذکر میں

مشغول ہیں میں نے سوچا کس قدر بے مروتی ہے کہ حیوان تو اس کا ذکر کریں اور میں پاؤں پھیلائے سوئے رہوں۔

(۱۰) ایک بزرگ نے اللہ سے دعا کی

''اے اللہ مجھے یہ دکھا دے کہ شیطان کس طرح انسان کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے''

اللہ تعالیٰ نے ان کو دکھایا انہوں نے دیکھا کہ

شیطان دل کے بائیں طرف کندھے کے قریب مچھر کی شکل میں بیٹھتا ہے اور اس کے منہ پر ایک لمبی سی سونڈ ہے جب کسی کا دل اللہ کا ذکر کرتا ہے تو سونڈ پیچھے کھینچ لیتا ہے جب دل کو ذکر الٰہی سے غافل پاتا ہے تو سونڈ اس کے دل کو لگا کر وسوسہ ڈالتا ہے۔

(۱۱) ابو ملیح رحمۃ اللہ علیہ جب ذکر الٰہی کرتے تو ان پر انتہائی ذوق وشوق اور رقت کی کیفیت پیدا ہو جاتی اگر وہ کسی جگہ جاتے ہوئے راستہ میں اللہ کے ذکر سے غافل ہو جاتے تو واپس اس راستے پر آتے اور دوبارہ اس راستے پر اللہ کا ذکر کرتے ہوئے گزرتے اور فرماتے میں یہ چاہتا ہوں کہ میں جس جس راستے میں سے گزروں قیامت کے دن وہ راستے میرے ذکر الٰہی کی گواہی دیں۔ ﴿تنبیہ المغترین﴾

(۱۲) ایک شخص نے 30 سال تک اللہ کو یاد نہ کیا فرشتوں نے عرض کی اے اللہ تیرے فلاں بندے نے 30 سال سے تیرا ذکر نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرا ذکر نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ میری نعمتوں میں ڈوبا ہوا ہے اگر اس کو میری طرف سے کوئی مصیبت پہنچے گی تو مجھے ضرور یاد کرے گا۔

حضرت جبرائیل کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس کی حرکت کرنے والی رگوں میں سے ایک رگ کو حرکت کرنے سے روک دے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا وہ شخص کھڑا ہو کر یارب یارب کہنے لگا اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں حاضر ہوں میں موجود ہوں اے میرے بندے اتنی مدت تک تو کہاں تھا؟ ﴿نوادر القلیوبی﴾

باب 11

ذکر الٰہی کی مجالس کے فضائل

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰکَ عَنْهُمْ ﴿پارہ ۱۵، کہف ۲۸﴾

ترجمہ: اور (اے نبی ﷺ) آپ اپنے آپ کو ان لوگوں سے مانوس رکھیں جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں (اس کی عبادت کرتے ہیں) اس کی رضا چاہتے ہیں اور آپ کی (رحمت کی) نظریں انہیں چھوڑ کر کسی اور پر نہ پڑیں۔

حدیث ۱: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

قیامت کے دن جمع ہونے والے لوگوں کو پتہ چل جائے گا اہل کرم کون لوگ ہیں؟ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ اہل کرم کون ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

مساجد میں مجالس ذکر منعقد کرنے والے۔ ﴿مسند احمد﴾

حدیث ۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جب تم جنت کی کیاریوں سے گزرو تو چر لیا کرو۔

لوگوں نے عرض کی جنت کی کیاریاں کیا ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ذکر کے حلقے ﴿ترمذی، مسند احمد﴾

حدیث ۳: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جو قوم اللہ کے ذکر کے لیے جمع ہوتی ہے تو ایک منادی آسمان سے ندا دیتا ہے کھڑے ہو جاؤ تمہیں بخش دیا گیا ہے تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا گیا ہے۔ اور جو قوم کسی مجلس میں

جمع ہوتی ہے پھر علیحدہ علیحدہ ہو جاتی ہے جس میں وہ ذکر الٰہی نہیں کرتے تو قیامت کے دن یہ چیز ان کی حسرت کا باعث ہو گی۔ ﴿تفسیر در منثور﴾

حدیث ۴:

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے عرض کی ذکر الٰہی کی مجالس کی غنیمت کیا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجالس ذکر کی غنیمت جنت ہے۔ ﴿مسند احمد﴾

حدیث ۵:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جب بھی لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھتے ہیں۔ ان کو فرشتے ڈھانپ لیتے ہیں اور رحمت انہیں اپنی آغوش میں لے لیتی ہے اور ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ اپنی جماعت میں کرتا ہے۔ ﴿مسلم﴾

حدیث ۶:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ کے کچھ گھومنے پھرنے والے فرشتے ایسے ہیں جو ذکر کی محفلوں کی تلاش میں لگے رہتے ہیں جب وہ ذکر الٰہی کی محفلوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو وہ فرشتے ایک دوسرے سے کہتے ہیں بیٹھ جاؤ۔ جب لوگ دعا کرتے ہیں تو ان کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور جب وہ نبی ﷺ پر درود پڑھتے ہیں تو یہ فرشتے بھی ان لوگوں کے ساتھ درود پڑھتے ہیں یہاں تک کہ وہ لوگ ذکر کر کے فارغ ہو جاتے ہیں (اور اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں) پھر فرشتے ایک دوسرے کو کہتے ہیں ان لوگوں کو خوشخبری کہو کہ ان میں کوئی بھی واپس نہیں لوٹا یہاں تک کہ اس کی بخشش ہو گئی ہے۔

﴿کنز الاعمال﴾

حدیث ۷:

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

(قیامت کے دن) رحمٰن کے دائیں طرف حالانکہ اس کے دونوں ہاتھ ہی دائیں، کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو نہ نبی ہوں گے نہ شہید۔ انکے چہروں کے نور کی وجہ سے سب لوگوں کی آنکھیں چندھیا رہی ہوں گی ان کی مسندوں اور قرب الٰہی کی وجہ سے انبیاء اور شہداء بھی ان سے رشک کریں گے۔

لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ کون لوگ ہوں گے؟

نبی ﷺ نے جواب میں فرمایا: یہ ایسے لوگ ہوں گے جو مختلف قبیلوں سے آ کر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے اکٹھے ہوا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے ایسے خوبصورت الفاظ کا انتخاب کرتے تھے جیسے کھجوریں کھانے والا اچھی اور خوبصورت کھجوروں کا انتخاب کرتا ہے۔

﴿الترغیب والترہیب﴾

حدیث ۸:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کچھ ایسے لوگ اٹھائے گا جن کے چہرے پر نور ہو گا اور وہ موتیوں کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے اور نہ وہ انبیاء ہوں گے نہ شہید۔ لیکن لوگ ان کو دیکھ کر رشک کریں گے۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ

ایک اعرابی اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ ان لوگوں کی صفات بتائیں تا کہ ہم انکو پہچان جائیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: باوجود یہ کہ ان کا تعلق مختلف قبیلوں اور علاقوں سے ہے لیکن یہ اللہ کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، اکٹھے ہو کر ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ ﴿الترغیب والترہیب﴾

حدیث ۹:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا

''اے لوگو! فرشتوں میں سے اللہ کے کچھ ایسے لشکر ہیں جو ذکر کی مجالس میں آ کر وہاں ٹھہر جاتے ہیں لہذا تُم جنت کی کیاریوں سے خوب چرا کرو۔''

صحابہ نے عرض کی: ''جنت کی کیاریاں کیا ہیں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا! ''ذکر کی محفلیں''

اس لیے تُم صبح اور شام کو اللہ کا ذکر کیا کرو اور اپنے آپ کو اس کی یاد دلاتے رہا کرو۔

جو شخص اللہ کی بارگاہ میں اپنا مقام و مرتبہ دیکھنا چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ خود دیکھے کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ بندے کو اپنی بارگاہ میں اس مقام پر رکھتا ہے جہاں بندہ اُسے اپنے ہاں رکھتا ہے۔ ﴿مسلم﴾

حدیث ۱۰:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! ''میں اپنے بندے کے گمان سے بھی زیادہ قریب ہوں جو وہ میرے متعلق رکھتا ہے۔ جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر وہ میرا ذکر دِل میں کرتا ہے تو میں بھی دل میں اس کا ذکر کرتا ہوں، اگر وہ کسی مجلس میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس سے بہترین مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں (یعنی فرشتوں کی مجلس میں)، اگر وہ ایک بالشت میرے قریب آئے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب آتا ہوں، اگر وہ میرے قریب ایک ہاتھ آئے تو میں چار ہاتھ اس کے قریب آتا ہوں، اگر وہ میرے نزدیک چل کر آئے تو میں دوڑ کر اس کے قریب آتا ہوں'' ﴿مسلم﴾

حدیث ۱۱:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

''فرشتے اللہ کا ذکر کرنے والوں کو راستوں میں ڈھونڈتے ہیں اور جب ان کو اہلِ ذکر مل جائیں تو وہ (دوسرے فرشتوں کو) کہتے ہیں تمہارا مقصد پورا ہو گیا پھر وہ فرشتے ان ذکر کرنے

والوں کو آسمان تک اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں (پھر جب ذاکر فارغ ہو جاتے ہیں تو فرشتے اللہ کی بارگاہ میں واپس چلے جاتے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ ان سے سوال کرتا ہے حالانکہ وہ فرشتوں سے زیادہ جانتا ہے کہ میرے بندے کیا کر رہے ہیں۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تیری تسبیح و تحمید و تکبیر اور تیری بزرگی کا ذکر کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے! کیا انہوں نے مجھ کو دیکھا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں ! تیری قسم انہوں نے تجھے نہیں دیکھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھ لیتے تو تیری عبادت زیادہ کرتے، تیری تسبیح اور تیری عظمت زیادہ بیان کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ مجھ سے کیا مانگ رہے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ جنت کا سوال کرتے ہیں اللہ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ تیری قسم انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو ان کی حالت کیا ہوتی۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو اس کی طلب میں اور زیادہ حرص کرتے اور زیادہ کوشش کرتے اور بہت زیادہ رغبت کا اظہار کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کے علاوہ میرے بندے کیا کر رہے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ پناہ مانگ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ دوزخ سے پناہ مانگ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں تیری قسم انہوں نے دوزخ کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو ان کی حالت کیا ہوتی؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اگر وہ دیکھ لیتے تو اس سے اور زیادہ بھاگتے اور اس سے بہت ڈرتے تب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم گواہ ہو جاؤ میں نے ان کی مغفرت فرما دی (ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے ان کو دوزخ سے پناہ دے دی) ایک فرشتہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرتا ہے ان ذکر کرنے والوں میں سے ایک آدمی ایسا بھی تھا جو

ذکر کے لیے نہیں آیا تھا بلکہ ان کے پاس کسی دنیاوی کام کے لیے آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بد بخت نہیں رہتا۔ ﴿بخاری﴾

حدیث ۱۲:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن رواحہ کے پاس سے گزرے اور دیکھا کہ وہ صحابہ کو نصیحت کر رہے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یاد رکھو تم وہ جماعت ہو جن کے ساتھ رہنے کا میرے اللہ نے مجھے حکم دیا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت کی

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ ج تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ج وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوٰٮهُ وَکَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جتنے لوگ تعداد میں بیٹھتے ہیں فرشتے بھی ان کے ساتھ اتنی ہی تعدا میں بیٹھتے ہیں اگر وہ (لوگ) اللہ کی تسبیح کریں تو فرشتے بھی اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اگر لوگ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کریں تو فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہیں، اگر لوگ اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کریں تو فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتے ہیں۔ پھر (مجلس ذکر کے ختم ہونے کے بعد) فرشتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے زیادہ ان کے حالات سے آگاہ ہوتا ہے پھر بھی فرشتے عرض کرتے ہیں: اے اللہ تیرے بندوں نے تیری تسبیح بیان کی ہم نے بھی بیان کی انہوں نے تیری کبریائی بیان کی ہم نے بھی کی، انہوں نے تیری حمد بیان کی ہم نے بھی تیری حمد بیان کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتوں گواہ ہو جاؤ میں نے انہیں بخش دیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں ان میں فلاں فلاں گناہگار بھی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ ایسے لوگ ہیں ان کی مجلس میں بیٹھنے والا بد بخت نہیں رہتا۔ ﴿الترغیب والترہیب﴾

حدیث ۱۳:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

نماز فجر سے لے کر آفتاب نکلنے تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنا مجھے اولاد اسماعیل میں چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے اور نماز عصر سے آفتاب غروب ہونے تک اللہ کا ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنا مجھے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ ﴿ابوداؤد﴾

حدیث ۱۴:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

وہ لوگ جو کسی مجلس سے اللہ کا ذکر کیے بغیر اٹھ جاتے ہیں ان کی مثال مردار گدھے کی طرح ہے اور ان پر افسوس ہے۔ ﴿ابوداؤد﴾

حدیث ۱۵:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا

جو قوم کسی مجلس میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر نہ کرے اور اپنے نبی پر درود نہ پڑھے تو (قیامت کے دن) ان پر پکڑ ہوگی پھر اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو انہیں عذاب دے گا اور چاہے تو انہیں بخش دے گا۔ ﴿ابوداؤد﴾

حدیث ۱۶:

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ ایک روایت لکھتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

نیک مجلس دو کروڑ بُری مجالس کا کفارہ ہے۔ ﴿مکاشفۃ القلوب﴾

سفیان بن عینیہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

جب لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر جمع ہو کر کرتے ہیں تو شیطان اور دنیا سے ہٹ جاتے ہیں شیطان دنیا سے کہتا ہے یہ کیا تو دیکھتی نہیں یہ کیا کر رہے ہیں دنیا کہتی ہے ان کو چھوڑ دو جب یہ ذکر سے فارغ ہو کر علیحدہ علیحدہ ہوں گے تو میں ان کی گردنیں پکڑ کر تمہارے پاس لاؤں گی۔

﴿مکاشفۃ القلوب﴾

باب 12

قرآن اور ذکر سے غفلت کی سزا

(۱) اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى

﴿پارہ ۱۶، سورۃ طٰہٰ آیت ۱۲۴﴾

ترجمہ: جس نے میرے ذکر سے منہ پھیرا تو اس کے لیے تنگ و تلخ زندگانی ہے اور ہم اس کو قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔

جو بھی کوئی اللہ کے ذکر سے منہ موڑے گا اس سے غفلت کرے گا تو ایسے بندے کے لیے دنیاوی زندگی، قبر کی زندگی اور قیامت کے دن بھی اس کو تنگی و مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ایسے غافل شخص کے گھر میں، کاروبار میں اور زندگی میں بے برکتی نہیں جائے گی۔ گھر میں لڑائی جھگڑے اور بے سکونی وغیرہ کا رہنا، کاروبار میں زوال کا آنا وغیرہ یہ تمام اللہ کے ذکر سے غفلت کی سزا ہے۔ ایسے بندے کا اپنے گناہوں سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو جانا چاہیے اور قرآن کو سمجھ کر پڑھنا چاہیے تا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو سمجھ کر اپنے زندگی کے معاملات کو ان کے مطابق چلا سکے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْ عَنْ كَثِيْر

﴿پارہ ۲۵ الشوریٰ ۳۰﴾

ترجمہ: ''اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو وہ معاف کر دیتا ہے''۔

اس لیے جو بھی مشکلات تنگیاں وغیرہ آتی ہیں یہ بندے کے گناہوں کی سزا ہوتی ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم پر کسی نے جادو، تعویذ وغیرہ کر دیئے ہیں یا ہمارے گھر میں جنات کا بسیرا ہے

حالانکہ یہ سب جھوٹ ہوتا ہے اصل میں ایسا بندہ اپنے اللہ سے غافل ہو چکا ہوتا ہے اس کی یاد سے منہ موڑ چکا ہوتا ہے جسکی وجہ سے اس کے ہر معاملے میں۔ بے برکتی نہیں جاتی وہ عاملوں کے پاس جا جا کر تعویز تو کرواتا ہے لیکن اس کو آرام نہیں آتا، بیماریاں، گھریلو ناچاقیاں، کاروبار کا نہ چلنا، جوان اولاد کا رشتہ نہ ہونا یہ سب اپنے بُرے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جوں جوں کوئی عاملوں کے پاس جاتا ہے تنگیاں اور بڑھتی جاتی ہیں لیکن وہ ختم تو دور کی بات ہے کم بھی نہیں ہوتیں اور ہوں بھی کیسے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے۔

ترجمہ: ''جو میری یاد سے منہ موڑے گا اس کے لیے تنگ زندگی ہے''

ایسے بندے کو دنیا کی کوئی طاقت خوشحال زندگی نہیں دے سکتی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمادیا اس کے لیے تنگ زندگی ہے ایسے بندے کو سچے دل سے توبہ کر کے اپنے خالق حقیقی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ اس کا بس یہی ایک علاج ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو اور کوئی جادو، تعویذ وغیرہ اس کا علاج نہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

وَ مَنۡ یَّعۡشُ عَنۡ ذِکۡرِ الرَّحۡمٰنِ نُقَیِّضۡ لَہٗ شَیۡطٰنًا فَہُوَ لَہٗ قَرِیۡنٌ

﴿پارہ ۲۵، سورۃ الزخرف آیت ۳۶﴾

ترجمہ: اور جو کوئی رحمٰن کے ذکر سے غافل (اور اندھا) ہوتا ہے تو ہم اس پر ایک شیطان متعین کر دیتے ہیں تو وہ اس کا (ہر کام میں) ساتھی رہتا ہے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ

جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو تو اس کے ساتھ ہر وقت ایک شیطان مقرر کر دیا جاتا ہے جو اس کے ہر کام میں شامل ہوگا اور جب شیطان اس کے ہر کام میں شامل ہوگا تو ہر کام سے برکت اٹھ جائے گی اور بے برکتی پیدا ہو جائے گی تو ایسے غافل کی اولاد، مال، عزت وغیرہ کسی کام میں برکت نہیں رہے گی۔

(۳) اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ ﴿پارہ ۲۸، سورۃ المنفقون آیت ۹﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرنے پائیں اور جو ایسا کریں گے وہ خود ہی نقصان میں پڑیں گے۔

اس آیت مبارکہ میں فرمایا گیا ہے کہ

اپنا مال کمانے، اکٹھا کرنے یا مال کی فکر میں ہر وقت رہنے میں اور اولاد کی محبت اور اس کی ذمہ داریوں میں اتنا گم نہ ہو جانا کہ اللہ کا ذکر اور اس کی یاد ہی دل سے نکل جائے۔ ایسا مال اور اولاد جو اللہ سے غافل کر دے اس میں ذرا برابر بھی برکت نہیں رہتی۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مستحق بنا دیتی ہیں۔ ہاں مال جتنا دل کرے کماؤ لیکن اس میں سے زکوٰۃ وصدقہ بھی دو۔ اولاد کو ہر اچھی سہولت دو لیکن ان کی دینی تعلیم کا بندوبست بھی کرو تو ایسی صورت میں تم غافل نہیں بلکہ ذاکر ہو۔

(۴) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَمَنْ یُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ یَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝ ﴿پارہ ۲۹، الجن ۱۷﴾

ترجمہ: اور جو اپنے رب کے ذکر سے منہ پھیرے گا تو وہ اس کو سخت چڑھتے ہوئے عذاب میں ڈالے گا۔

(۵) اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا:

اِسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ ﴿پارہ ۲۸، المجادلہ ۱۹﴾

ترجمہ: ان پر شیطان نے قابو پالیا ہے تو اس نے ان کو اللہ کے ذکر کو بھلا دیا' وہ شیطان ہی کا

گروہ ہے، خبردار ہو جاؤ بے شک شیطان کا گروہ ہی نقصان میں ہے۔

(٦) ایک اور موقع پر ارشاد ہوا:

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی عَنْ ذِکْرِنَا وَلَمْ یُرِدْ اِلَّا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا ۝ ﴿پارہ ۲۷، النجم ۲۹﴾

ترجمہ: تو (اے نبی ﷺ) جو ہمارے ذکر سے منہ پھیرتے ہیں اور وہ صرف دنیا ہی کی زندگی چاہتے ہیں آپ بھی ان سے منہ پھیرلیں۔

(٧) اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ ج فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ﴿پارہ ۷، المائدہ ۹۱﴾

ترجمہ: شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے میں (مبتلا کر کے) تم میں دشمنی اور بغض ڈلوا دے اور تم کو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے روک دے پھر کیا تم (اب بھی) باز آؤ گے (کہ نہیں)

(٨) ارشاد ہوا:

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوٰہُ وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا﴿پارہ ۱۵، الکہف ۲۸﴾

ترجمہ: اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانیے (خیال میں نہ لائیے) جس کا دل ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا اور وہ (غافل) اپنی خواہش کے تابع ہو گیا اور اس کا کام حد سے گزر گیا۔

(٩) اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں فرمایا:

فَاتَّخَذْتُمُوْھُمْ سِخْرِیًّا حَتّٰۤی اَنْسَوْکُمْ ذِکْرِیْ وَکُنْتُمْ مِّنْھُمْ تَضْحَکُوْنَ۝

﴿پارہ ۱۸، المؤمنون ۱۱۰﴾

ترجمہ: تو (اے منکرو) تم نے ان (اللہ کے نیک بندوں) کا ٹھٹھا بنا لیا یہاں تک (کہ ان

سے ٹھٹھا کرنے کے مشغلہ میں پڑ کر) میرا ذکر ہی بھول گئے اور تم ان (نیک بندوں پر) ہنسا کرتے تھے (اور وہ تمہاری باتوں پر صبر کرتے تھے)۔

(۱۰) لَقَدْ اَضَلَّنِیْ عَنِ الذِّکْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْ ط وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۞ ﴿پارہ ۱۹، الفرقان ۲۹﴾

ترجمہ: بے شک اس (اللہ اور رسول ﷺ کے دشمن) نے تو میرے پاس ذکر آ جانے کے بعد مجھے اس سے بہکا دیا اور شیطان انسان کو (مصیبت کے وقت) بے یار و مددگار چھوڑ دینے والا ہے۔

(۱۱) وَاِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَحْدَہُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ ج وَاِذَا ذُکِرَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِہٖٓ اِذَا ھُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ۞ ﴿پارہ ۲۴، الزمر ۴۵﴾

ترجمہ: اور جب تنہا اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو نفرت کرنے لگتے ہیں ان لوگوں کے دل جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے اور جب اللہ کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو ناگہاں وہ خوش ہوتے ہیں۔

باب 13

احادیث اور ذکر سے غفلت کی سزا

حدیث ۱: جس کھانے پر ذکر الٰہی نہ ہو وہ شیطان کے لئے حلال ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ابلیس نے کہا یا رب تو نے جو مخلوق بھی پیدا کی اس کو اس کا رزق بھی عطا فرمایا پس میرے لیے بھی رزق مقرر کرو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ہر وہ چیز جس پر میرا نام نہ لیا جائے وہ تیرا رزق ہے۔ ﴿حلیۃ الاولیاء﴾

حدیث ۲: ذکر سے غفلت کرنے پر شیطانی وسوسوں کا آنا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

شیطان ہر وقت ابن آدم کے قلب پر سوار رہتا ہے اگر وہ (ذکر الٰہی بھول) جائے یا غافل ہو جائے تو شیطان دل میں وسوسہ ڈالتا ہے اور جب ابن آدم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ ﴿تفسیر ابن کثیر﴾

حدیث ۳: غافل خبیث النفس اور سست رہتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

تم میں سے جب کوئی سوتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہ لگا دیتا ہے اور ہر گرہ کے وقت تھپکی دیتا ہے' سوتا رہ ابھی رات بڑی باقی ہے۔ پھر جب وہ جاگ گیا اور وہ اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے' پھر اگر وہ وضو کرے تو دوسری گرہ بھی کھل جاتی ہے' پھر اگر وہ نماز پڑھ لے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ تو وہ ہشاش بشاش ہو کر صبح کرتا ہے۔ اگر اس نے ایسا نہ کیا (یعنی ذکر الٰہی، وضو اور نماز نہ پڑھی) وہ خبیث النفس اور سست رہتا ہے۔ ﴿بخاری، مسلم﴾

حدیث ۴: غافل اللہ کا ناشکرا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے ابن آدم جب تو نے میرا ذکر کیا تو تو نے میرا شکر کیا اور جب تو میرے ذکر سے غافل ہوا تو تُو نے میری ناشکری کی۔ ﴿الترغیب والترہیب﴾

حدیث ۵: غافل خسارے میں ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا

جو کوئی ایسی جگہ پر بیٹھے جہاں اس نے اللہ کا ذکر نہ کیا تو اس کے لیے اللہ کی طرف سے خسارہ ہے جو بستر پر لیٹے اور اللہ کا ذکر نہ کرے اس کے لیے بھی اللہ کی طرف سے خسارہ ہے۔ ﴿سنن ابوداؤد﴾

حدیث ۶: ذکر سے غافل کا دل سخت ہو جاتا ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اللہ کے ذکر کے بغیر گفتگو کی کثرت سے پرہیز کرو کیونکہ ذکر الٰہی کے بغیر گفتگو کی کثرت دلوں کی سختی ہے اور لوگوں میں اللہ سے سب سے زیادہ دور سخت دل ہے۔ ﴿ترمذی﴾

حدیث ۷: ذکر سے غفلت اور کثرت کلام دلوں کی موت ہے

حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کثرت کلام سے پرہیز کیا کرو کیونکہ ذکر الٰہی کے بغیر کثرت کلام دل کے لیے موت ہے اور اللہ کا ذکر کثرت سے ضرور کیا کرو کیونکہ یہ دل کو زندگی بخشتا ہے۔ ﴿الفردوس بمأثور الخطاب﴾

حدیث ۸: سفر میں غافل کا رفیق شیطان ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب کوئی شخص سواری پر سوار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان اس کا رفیق بن جاتا ہے اور اس کو کہتا ہے کچھ گاؤ (اگر) جب وہ اچھی طرح سے گا نہیں سکتا تو اس کو کہتا ہے کوئی آرزو کرو چنانچہ وہ (سارا سفر) آرزو میں ہی لگا رہتا ہے حتی کے سواری سے اتر جاتا ہے۔

﴿کنز الاعمال﴾

ایک روایت میں ہے اگر سواری پر سوار ہوتے وقت اللہ کا نام لے لیا جائے یعنی ذکر یا کوئی دعا پڑھ

لی جائے تو شیطان دور ہو جاتا ہے اور فرشتہ اس کا رفیق بن جاتا ہے اور وہ اسے خیر اور نیکی کی تلقین کرتا ہے اور سارا سفر بندے کے ساتھ رہتا ہے۔

حدیث۹: **ذکر سے غافل کے ساتھ شیطان کا جماع میں شریک ہونا**

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

جب کوئی شخص اپنی بیوی سے جماع کرتا ہے اور بسم اللہ نہیں پڑھتا تو شیطان پیشاب نکلنے کے سوراخ پر لپٹ جاتا ہے اور مرد کے ساتھ وہ بھی جماع میں شریک ہو جاتا ہے۔

﴿حکیم ترمذی فی نوادر الاصول﴾

اور اسی طرح اگر حمل ٹھہر جائے بچے کے اخلاق اور اس کی عادات پر بڑا برا اور غلط اثر پڑتا ہے۔

اسی لیے ایک حدیث پاک میں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس (ہم بستری) کے لیے جانا چاہے تو یہ دعا ضرور پڑھے:

بسم الله اللهم جنبا الشيطان و جنب الشيطان مارزقتنا

ترجمہ: اے اللہ ہمیں شیطان سے محفوظ فرما اور جو اولاد ہم کو عطا فرمائے اس کو بھی شیطان سے محفوظ فرما۔

پس اگر اس وقت (یعنی اس ہم بستری) سے اولاد پیدا ہوئی تو شیطان اس کو کبھی بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ ﴿بخاری و مسلم﴾

حدیث۱۰: **غافلین کے گھر میں کافر جنات کا بسیرا:**

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس گھر میں قرآن پاک کی تلاوت کی جائے وہ گھر پر سکون بن جاتا ہے اور اس کی خیر

وبرکت بڑھتی ہے اور اس میں مومن جن رہائش رکھتے ہیں اور جب گھر میں تلاوت قرآن نہیں کی جاتی تو ایسا گھر رہنے والوں پر وحشت بن جاتا ہے اور اس کی خیر و برکت کم ہو جاتی ہے اور اس میں کافر جنات بسیرا کر لیتے ہیں۔ ﴿کنز الاعمال﴾

حدیث ۱۱: عافلین کے گھر میں شیطان کا مجمع:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جس گھر میں قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے اس میں فرشتے آتے ہیں اور شیاطین دور ہو جاتے ہیں، یہ اہل خانہ کے لیے کشادہ ہو جاتا ہے اور اس میں خیر و برکت کی کثرت اور شر (یعنی بے برکتی) کی قلت ہو جاتی ہے، اور جس گھر میں قرآن کی تلاوت نہ کی جائے اس میں شیاطین جمع ہو جاتے ہیں، فرشتے نکل جاتے ہیں اور وہ اپنے رہنے والوں پر تنگ ہو جاتا ہے۔ خیر (وبرکت) کم اور شر (بے برکتی) بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ ﴿کنز الاعمال، ابن ابی شیبہ﴾

حدیث ۱۲: غافلوں کا گھر مردہ گھر ہے:

ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اس گھر کی مثال جس میں اللہ کا ذکر کیا جائے اور جس میں اللہ کا ذکر نہ کیا جائے زندہ اور مردہ کی سی ہے۔ ﴿مسلم، الترغیب والترہیب﴾

حدیث ۱۳: ذکر الٰہی سے بغض اللہ سے بغض ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اللہ سے محبت کی علامت اس کے ذکر سے محبت کرنا ہے اور اللہ سے بغض کی علامت اس کے ذکر سے بغض کرنا ہے۔ ﴿شعب الایمان﴾

باب 14

ذکرِ الٰہی سے غافلوں کا تذکرہ

حکایت ا:

حضرت لقمان ابتداء میں غلام تھے مگر عاقل اور ذہین تھے۔ انکے آقا نے ان کو ایک کاشتکار کے ہاتھ بیچ دیا وہ کاشتکار ان کو اپنے گھر لایا حضرت لقمان دن کو آقا کی خدمت میں رہتے جب رات ہوتی تو آقا سو جاتا اور یہ ایک ویران کمرے میں ایک تہائی رات تک عبادت کرتے پھر اپنے آقا کو جگاتے کہ اے آقا جاگو جنت طرح طرح سے سجائی ہوئی ہے اور جہنم کا عذاب بھی تیار ہے۔ جو جنت سے محبت کرتا ہے وہ کیسے سونا پسند کرتا ہے۔ پس آقا ان سے کہتا! اے غلام چلے جاؤ میرا رب رحیم ہے۔ تو حضرت لقمان واپس اپنے کمرے میں چلے جاتے اور جب دو تہائی رات گزر جاتی تو اپنے آقا کے پاس آتے اور آواز دیتے آقا کچھ رات باقی رہ گئی ہے اپنے رب سے مانگ لو زادِ سفر لے لو کہ تم دنیا چھوڑ کر کوچ کرنے والے ہو۔

وہ کہتا اے غلام چلے جاؤ میرا رب رحیم ہے۔ پھر لقمان چلے جاتے اور عبادت میں مشغول رہتے پھر صبح کو اپنے آقا کے پاس آتے اور کہتے۔

اے آقا اب پرندے اپنے گھونسلوں سے اڑ گئے اپنے رب کے ذکر میں مشغول ہو گئے اور کیڑے، چیونٹیاں سب اس کے ذکر میں لگے ہوئے ہیں اب اٹھ جاؤ اگر تم نے اللہ سے کچھ طلب کرنا ہے تو کر لو۔ پھر وہ کہتا چلے جاؤ میرا رب رحیم ہے۔ حضرت لقمان واپس آتے اور نماز فجر ادا کرتے۔

جب جو بیجنے کا موسم آیا تو آقا نے حضرت لقمان کو جو دیئے کہ ان کو بیج دو۔ حضرت لقمان نے ہمسایہ سے باجرا لے کر وہ بیج دیا۔ پھر کچھ دن بعد آقا فصل دیکھنے کے لیے آیا تو باجرا دیکھ کر حیران ہوا اور بولا میں نے تجھے جو بیجنے کے لیے کہا تھا۔ حضرت لقمان نے کہا اے آقا! میرا رب رحیم ہے۔ وہ بولا یہ تو ٹھیک ہے مگر تو نے باجرا بیجا ہے بھلا جو کیسے اگیں گے۔

آپ نے فرمایا اے آقا باجرا جو نہیں بن سکتا تو غفلت کی نیند سو کر صالحین کے درجہ کو کیونکر پہنچ سکتا ہے۔ ﴿مفید السالکین﴾

حکایت ۲:

حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ جہاں دنیاوی باتیں ہوتیں وہاں نہیں جاتے تھے ایک دن مسجد میں انہوں نے چند لوگ دیکھے امید کی کہ یہ لوگ ذکر الٰہی میں مصروف ہوں گے' آپ بھی ان کے پاس چلے گئے جب ان کے قریب گئے تو دیکھا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے اس طرح باتیں کر رہے تھے۔

''میرا غلام آیا اور اس نے یہ یہ کام کیا دوسرے نے کہا میں نے اپنے غلام کے لیے یہ یہ سامان مہیا کیا'' حضرت ابو مسلم نے انہیں دیکھا اور فرمایا: سبحان اللہ! کیا تمہیں علم ہے کہ میری اور تمہاری مثال کیا ہے؟ یہ مثال اسی شخص کی سی ہے جسے سخت، تیز بارش کا سامنا ہو اس نے اچانک خود کو دو دروازوں کے پاس پایا ہو اور اس نے کہا کہ کاش میں اس گھر کے اندر داخل ہو جاؤں جب بارش ختم ہو تو اس وقت باہر نکل آؤں۔ وہ شخص اس گھر کے اندر چلا جاتا ہے مگر حیران ہوتا ہے کہ اس گھر کی تو چھت ہی نہیں تھی۔ میں تمہارے پاس بیٹھا تھا مجھے تم لوگوں سے یہ امید تھی کہ تم اللہ کے ذکر میں مشغول ہو۔ خیر و برکت پر ہو گئے لیکن تم تو اہل دنیا ہو۔ ﴿عیون الحکایات﴾

حکایت ۳:

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات ایک صوفی اللہ کے ذکر سے غافل ہو گیا تو اس شہر میں آواز آئی کہ فلاں صوفی مر گیا ہے لوگ اس کے گھر پر افسوس کرنے آئے دیکھا تو وہ زندہ تھے جب لوگ واپس جانے لگے تو انہوں نے لوگوں کو بلا کر بتایا۔

وہ آواز واقعی ٹھیک تھی اس واسطے کہ میں ہر لمحہ ذکر الٰہی میں مشغول رہتا تھا لیکن ایک گھڑی غافل ہو گیا تھا اسی لیے آواز آئی میری ذکر سے غفلت کو موت قرار دیا گیا ہے۔ ﴿اسرار الاولیاء﴾

حکایت ۴:

شیخ ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ نے بصرہ کے ساحل پر ایک شخص کو مچھلیاں شکار کرتے دیکھا اس کے ساتھ اس کی ایک چھوٹی بچی تھی جب کوئی مچھلی کانٹے میں پھنستی تو وہ اس کو نکال کر ٹوکری میں پھینک دیتا۔ ٹوکری لڑکی کے پاس تھی وہ اس مچھلی کو نکال کر پھر پانی میں ڈال دیتی۔ ایک بار اس شخص نے ٹوکری کو دیکھا تو وہ بالکل خالی تھی۔ پس اس شخص نے پوچھا بیٹی مچھلیاں کہاں گئیں؟

بیٹی نے جواب دیا آپ نے ہی رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مجھے سنایا تھا ''جو مچھلی اللہ کے ذکر سے غافل ہوتی ہے وہی کانٹے میں پھنستی ہے'' اور جو مچھلی ذکر الٰہی سے غافل ہو اس کی برکت ختم ہو جاتی ہے اس لیے میں نے ان غافل مچھلیوں کو پھر دریا میں پھینک دیا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان غافل مچھلیوں کو کھا کر ہم غافل نہ ہو جائیں اور کوئی نقصان نہ اٹھائیں۔ شکاری نے لڑکی کی یہ بات سنی تو رونے لگا اور کانٹے کو پھینک کر وہاں سے چلا گیا۔ ﴿روض الریاحین﴾

حکایت ۵:

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے تحفہ میں ایک پرندہ دیا۔ ایک دن اس پرندے نے زبان حال سے کہا اے جنید! آپ اپنے دوستوں سے باتیں کرتے ہیں جبکہ مجھے قید کر دیا ہے۔ حضرت جنید نے اسی وقت اسے آزاد کر دیا وہ پرندہ کہنے لگا بے شک پرندے ہمیشہ اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں جب غافل ہوں تو جال میں پھنس جاتے ہیں چنانچہ ایک بار میں بھی ذکر الٰہی سے غافل ہوا تو مجھے یہ سزا ملی کہ قید میں اتنا عرصہ رہنا پڑا۔ اے جنید آپ غور کریں ان لوگوں کی کیا حالت ہوگی جو کثرت سے غافل ہوں۔ اے جنید میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں آئندہ کبھی غافل نہیں ہوں گا پھر وہ پرندہ چلا گیا لیکن کبھی کبھی آپ کی زیارت کے لیے آیا کرتا تھا آپ اس کو دانہ ڈال دیا کرتے جب حضرت جنید کا وصال ہوا تو وہ پرندہ بھی زمین پر گرا اور مر گیا۔ پھر آپ کے احباب میں سے کسی نے خواب میں حضرت جنید سے پوچھا آپ کی وصال کے بعد کیا حالت ہے تو حضرت جنید نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے پرندے پر رحم کرنے کی وجہ سے مجھے اپنی رحمت سے نوازا۔

باب 15

قرآن اور ذکر خفی کے فضائل و دلائل

درج ذیل آیات میں قلبی اور خفی ذکر کی طرف اشارات ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے سورۃ الزمر میں ارشاد فرمایا:

ثُمَّ تَلِينُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِیْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

(پارہ ۲۳، الزمر ۲۳)

ترجمہ: پھر ان کی کھالیں اور دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں یہ اللہ کی ہدایت ہے جس کو چاہتا ہے اس کے ذریعہ سے سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں قلبی ذکر اور سلطان اذکار کی طرف اشارہ ہے۔

(۲) ایک اور موقع پر ارشاد ہوا:

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا [پارہ ۱۵، الکہف ۲۸)

ترجمہ: اور نہ کہا مانئے اس شخص کا جسکا دل ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے۔

اس آیت مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ کچھ دل ایسے ہیں جو اللہ کے ذکر سے غافل ہیں کچھ دل ایسے ہیں جو ذاکر ہیں۔ اس آیت میں قلبی ذکر کا واضح اشارہ ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ (پارہ ۹، الاعراف ۲۰۵)

ترجمہ: اور اپنے رب کا اپنے دل میں ذکر کیا کرو عاجزی اور خوف سے اور زبان سے بھی آہستہ آہستہ بغیر پکارتے ہوئے اور غافلوں میں سے نہ بنو۔

تفسیر عبداللہ بن عباس میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں (گویا کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں اپنے نبی ﷺ سے فرماتا ہے) اے (نبی ﷺ) آپ اپنے رب کا

ذکر دل ہی دل میں کیا کریں، جب آپ ظہر یا عصر کی امامت کرائیں تو بڑے عجز و نیاز اور خشیت سے پڑھا کریں (یعنی قرآن کی قرأت آہستہ ہوگی) فجر، مغرب اور عشاء میں تھوڑی سی آواز سے پڑھا کریں لیکن بہت زیادہ چلا کر نہیں۔ (ملخصاً تفسیر ابن عباس)

تفسیر ابن کثیر میں امام ابن کثیر نے اس آیت کے بارے میں فرمایا ہے

یعنی خوف اور امید کی حالت میں اپنے رب کا ذکر اپنے دل میں بھی کرو اور ذرا اونچی آواز سے بھی لیکن زیادہ بلند آواز سے نہیں اسی لیے فرمایا

دون الجهر من القول اور ذکر کا یہ طریقہ مستحب ہے۔

جب صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہمارا خدا قریب ہے کہ ہم آہستہ سے اسے پکاریں یا دُور ہے کہ ہم بلند آواز سے اسے پکاریں تو قرآن کی یہ آیت اتری۔

ترجمہ: اور میرے بندے جب آپ سے پوچھیں میرے بارے میں تو میں ان کے قریب ہوں اور جب کوئی مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ (البقرہ ۱۸۶)

اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے پس جب ہم کسی وادی میں پہنچے تو بلند آواز سے لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہا کرتے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اے لوگو اپنی جانوں پر ترس کھاؤ کیونکہ تم بہرے یا غائب کو نہیں پکارتے کیونکہ وہ تو تمہارے ساتھ ہے اور سننے والا قریب رہنے والا ہے اس کا نام بڑا ہی برکت والا اور اس کی شان بہت بلند ہے"۔ (بخاری، ملخصاً تفسیر ابنِ کثیر)

اس آیت کی تفسیر مولانا یوسف بنوری شیخ انور شاہ کشمیری کے حوالے سے لکھتے ہیں شیخ انور شاہ فرماتے ہیں ہم قرآن کی اس آیت کے لفظ سے باہر نہیں جاتے ہیں پس اس سے مراد ذکر ہے نہ کہ نماز۔ اگرچہ نماز بھی ذکر ہے اور "واذکر ربک فی نفسک" سے ظاہر مراد ذکر قلبی ہے کہ زبانی نماز تو زبانی ذکر ہے شاید اسی لیے اللہ تعالیٰ واذکر اسم ربک نہیں فرمایا اور فرمایا تضرعاً و خیفة اور خفیه نہیں فرمایا خوف دل کا فعل ہے اور از قبیل عقاب ہے یعنی خوف۔

جیسے فرمایا مومن وہ ہیں جن کے سامنے ذکر الٰہی کیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔

(نفحۃ العنبر من ہدی الشیخ انور)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔ امام ابنِ جریر اور ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہما روایت کرتے ہیں کہ

''**واذکر ربک فی نفسک**'' کے تحت حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

''میرا بندہ جب میرا ذکر اپنے دل میں کرتا ہے تو میں اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جب میرا ذکر تنہائی میں کرتا ہے تو میں بھی اس کو تنہائی میں یاد کرتا ہوں اور جب کسی محفل میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنی محفل میں یاد کرتا ہوں جو اُس کی محفل سے بہتر ہوتی ہے (یعنی فرشتوں کی محفل)''۔ (ملخصاً تفسیر دُرِ منثور)

اور امام اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''**واذکر ربک**'' اور اے نبی ﷺ اپنے رب کا ذکر کریں۔''**فی نفسک**'' اپنے دل میں (ذکر کریں)

اس ذکر سے مراد ذکرِ خفی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ذکرِ خفی کا اثر دل پر زیادہ ہوتا ہے اور ذکرِ خفی قبولیت کے بھی زیادہ قریب ہے۔

اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ایک جگہ امام اسماعیل حقی حقیقی ذکر کی وضاحت کرتے ہیں آپ لکھتے ہیں۔

اصلی ذکر یہ ہے کہ بندہ جب لسانی ذکر کرے تو اس کے قلب و روح (اللہ کی بارگاہ میں) حاضر ہوں اور تمام اعضاء بھی۔ حتیٰ کے ذکرِ الٰہی کے وقت بندہ مکمل طور پر تمامِ نفسانی خیالات و وسوسوں سے کٹ کر اللہ کی طرف توجہ رکھے اسی طرح پابندی سے زبانی ذکر کرنے سے بندہ کو قلبی ذکر تک رسائی ملتی ہے۔ (ملخصاً تفسیر روح البیان)

تفسیر خزائن العرفان میں صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

(اس آیت میں) بے آواز دل میں ذکر کرنا (قلبی ذکر) عظمت وجلال حق کا استحضار لازم ہے کذا فی تفسیر ابن جریر دل میں عظمت وجلال حق کا استحضار اور ذکرِ قلبی ہے۔

مسئلہ: ذکر بالجہر اور ذکر بالاخفاء دونوں میں نصوص وارد ہیں جس شخص کو جس قسم کے ذکر میں ذوق وشوق، تام اور اخلاص کامل میسر ہو اس کے لیے وہی افضل ہے۔ کذافی ردالمختار وغیرہ۔ (تفسیر خزائن العرفان)

احمد یار نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

پچھلی آیت میں سننے والوں کو حکم تھا کہ قرآن کی تلاوت کے وقت خاموش رہو اب ان کو حکم ہے کہ ہاں دل میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو گویا قرآن مجید سنتے وقت بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر دل میں کر سکتے ہو صرف زبان پر خاموشی کی مہر لگاؤ۔ (تفسیر نعیمی)

(۴) اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ

(پ8 اعراف 55 آیت)

اپنے رب کو عاجزی سے گڑگڑا کر اور خفیہ (پوشیدہ) پکارو بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تضرعاً و خفیة کا مطلب سراً یعنی خاموشی اور چپکے سے فرماتے ہیں (تفسیر ابنِ کثیر)

یعنی اپنے رب کو خاموشی سے اور چپکے چپکے پکارو اور تفسیر ابنِ عباس رضی اللہ عنہ میں اسی آیت کی تفسیر میں آپ کا قول ہے:

"اپنے رب کو علانیہ اور پوشیدہ ہر طریقے سے پکارو۔"

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ایک مقام پر لکھتے ہیں:

خفی ذکر میں ریا کا امکان بہت کم ہوتا ہے اور لکھتے ہیں علماء کا اجماع ہے کہ خفی ذکر افضل ہے (پھر قاضی ذکرِ خفی کی فضیلت میں احادیث لکھنے کے بعد لکھتے ہیں۔)

ذکر کی تین اقسام ہیں:

i- ذکر بالجہر ii- ذکر باللسان (آہستہ آواز سے ذکر کرنا)

iii- قلب و روح اور نفس کے ساتھ ذکر کرنا جس میں زبان کا کوئی دخل نہیں ہوتا ہے یہ وہ ذکر ہے جس کو فرشتے بھی نہیں سُنتے۔ (ملخصاً تفسیرِ مظہری)

(۵) اِذْنَادٰی رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِیًّا (پ16 مریم آیت 3)

"جب کہ اس نے اپنے رب کو آہستہ (خفیہ) پکارا۔"

6- رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ

(پ نور آیت 37)

وہ مرد جنہیں کوئی سودا اور خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اور نماز قائم کرنے سے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں رکھتا۔

حضرت خواجہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

یہ آیت ذکر قلبی کے دوام کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ (ملفوظات خواجہ غلام علی دہلوی)

ملک حسین شاہ نے بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی! کیا آپ کے سلسلہ میں سماع ذکر بالجہر اور خلوت جائز ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ ہمارے طریقے میں خلوت در انجمن ہے یعنی ظاہر مخلوق کے ساتھ باطن خدا کے ساتھ۔ اس نے کہا یہ کیسے ممکن ہے؟ آپؒ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے!

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ.

(روح البیان، تذکرہ مشائخ نقشبند)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

اس آیت میں ایسے لوگ بھی شامل ہیں جو زندگی کے معاملات کو ترک نہیں کرتے تجارت میں مشغول ہونے کے باوجود ذکرِ الٰہی سے غافل نہیں ہوتے وہ ظاہر میں لوگوں کے ساتھ ہوتے ہیں لیکن باطن میں ساری دُنیا سے غافل ہو کر اپنا باطنی تعلق اللہ تعالیٰ سے جوڑے ہوتے ہیں۔ (تفسیرِ مظہری)

سید نعیم الدین مراد آبادی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں

اس میں ذکرِ لسانی، ذکرِ قلبی اور اوقاتِ نماز میں مسجدوں کی حاضریوں کا ذکر ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان)

مفتی احمد یار نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:

اللہ تعالیٰ کے بندوں میں کچھ ایسے مرد بھی ہیں جو دن رات، صبح و شام سجدوں میں ہر طرح کا خوب اچھے طریقے اور قلبی محبت سے اللہ تعالیٰ کی تسبیحیں پڑھتے ہیں بلند آواز سے آہستہ بھی۔ سری (قلبی) بھی سانسوں میں بھی (پاس انفاس) بیٹھے بھی کھڑے بھی حلقوں میں بھی مراقبوں میں بھی اعتکافوں میں بھی طلوعِ قمر سے غروبِ آفتاب تک، زوال آفتاب سے رات تک ایسے ذوقِ ایمانی شوقِ رحمانی عشقِ کبریائی، محبتِ مصطفائی ﷺ سے کہ دُنیا کی کوئی تجارت کوئی بیع نہ ذکرِ الٰہی سے غافل وست کرتی ہے نہ پانچ نمازوں سے نہ زکوٰۃ سے۔ (تفسیرِ نعیمی)

(۷) فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ (پ5 النساء آیت 103)

"تو اللہ کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور لیٹ کر کرتے رہو۔"

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ذکر دن اور رات، خشکی اور تری، سفر اور حضر، غنا و فقر، بیماری اور صحت، خفیہ و علانیہ ہر حال میں کرو۔ (تفسیر طبری)

خواجہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ذکرِ قلبی کا مفہوم ہے کہ

"قلبی ذکر ہمیشہ کرتے رہنا چاہئے اور ہمیشہ زبانی ذکر مشکل ہوتا ہے"۔ (ملفوظات غلام علی دہلوی)

(۸) الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ (پ 4 آل عمران آیت 191)

ترجمہ: ''جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے اللہ کا ذکر کرتے ہیں''۔

امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس آیت میں قلبی ذکر کے مفہوم کی طرف اشارہ ہے فرماتے ہیں! ایسے اوقات بھی ہوتے ہیں جن میں زبان کے ساتھ ذکر جائز نہیں اور قلبی ذکر عام حالت میں بھی اور ہمیشہ بھی کیا جاسکتا ہے جیسا کہ اس آیت مبارکہ میں فرمایا گیا۔

(رسالہ قشیریہ)

(۹) فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَ کُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا (پارہ۲، البقرہ ۲۰۰)

ترجمہ: تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس آیت میں ذکر قلبی اور ذکر لسانی دونوں کے متعلق فرمایا گیا ہے۔ (مفردات القرآن)

(۱۰) وَاذْکُرُوْہُ کَمَا ھَدٰکُم (پ 2 بقرہ آیت 198)

ترجمہ: اور اس کا ذکر کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت فرمائی۔

سید عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ وذکرہ کما ھدکم

ہر ایک مقام چاہے ظاہری ہو یا باطنی ایک درجہ ہے اس لیے سب سے پہلے ذکر بالجہر کرنا چاہیے پھر حسب ترتیب نفسی، قلبی، روحی، سری، خفی اور اخفی کی طرف راہنمائی ہوتی رہتی ہے۔

(سرالاسرار)

علماء دیوبند کے امام مولانا رشید احمد گنگوہی اپنی کتاب امداد الملوک اور مولانا عاشق الٰہی میرٹھی ارشاد الملوک میں لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاذْکُرُوْہُ کَمَا ھَدٰکُم

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ جیسا کہ اسنے تمہیں ہدایت دی ہے۔

اور جن امور کی اللہ تعالیٰ نے اپنے ذاکرین کو راہنمائی فرمائی ہے اس کے چند مراتب

ہیں۔

اول ذکر زبانی ہے۔

دوم ذکر نفس کا مرتبہ ہے۔

سوم ذکر قلبی ہے۔

چہارم ذکر سری کا مرتبہ ہے۔

پنجم ذکر روح کا ہے۔

ششم پھر ذکر خفی کا مرتبہ ہے۔ (امداد السلوک)

باب 16

احادیث اور ذکر خفی کے فضائل و دلائل

حدیث ۱:

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

میں اپنے بندے کے گمان سے بھی زیادہ قریب ہوں' جو وہ میرے متعلق رکھتا ہے' جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر وہ میرا ذکر دل میں کرے تو میں بھی اس کا ذکر دل میں کرتا ہوں اگر وہ جماعت میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس سے بہتر اجتماع میں اس کا ذکر کرتا ہوں اگر وہ بالشت میرے قریب ہو تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں' اگر وہ بقدر ایک ہاتھ میرے قریب ہو تو میں دو ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں' اگر وہ میرے پاس چل کر آئے تو میں دوڑتا ہوا اس کے پاس آتا ہوں۔

(بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد بن حنبل، الترغیب والترہیب، حلیۃ الاولیاء، فتح الباری)

اس حدیث پاک سے قلبی ذکر ثابت ہوتا ہے اور قلبی ذکر کے جواز کے بارے میں صرف یہی ایک حدیث کافی ہے۔ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث ان دس انگلیوں کے پوروں (یعنی 30 بار) کی تعداد کے برابر سنی۔ (تفسیر بغوی)

حدیث ۲:

حضرت معاذ بن انس ؓ سے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

جب بھی میرا بندہ میرا ذکر اپنے دل میں کرتا ہے تو میں اس کا ذکر فرشتوں کی محفل میں کرتا ہوں اور جب میرا بندہ میرا ذکر محفل میں کرتا ہے تو میں اس کا ذکر رفیق اعلیٰ میں کرتا ہوں۔

(مجمع الزوائد، کنز الاعمال، المعجم الکبیر، الترغیب والترہیب)

حدیث ۳:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

بڑائی میری کملی اور بزرگی میری چادر ہے پس جو کوئی ان دونوں کے بارے میں مجھ سے جھگڑا کرے تو میں اس کو دوزخ میں پھینک دوں گا جو ایک بالشت میرے قریب ہو تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں جو میری طرف چل کر آئے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ اور جو میرا ذکر دل میں کرے تو میں بھی اپنے دل میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور جو میرا ذکر کسی مجلس میں کرے تو میں اس سے زیادہ بڑی اور زیادہ پاکیزہ مجلس (یعنی فرشتوں کی مجلس) میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ (المصنف، مسند احمد، صحیح ابن حبان)

حدیث ۴:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اے لوگو! اللہ کے فرشتوں کی چھ جماعتیں ہیں جو آسمان سے روانہ ہوتی ہیں اور ذکر کی محفلوں میں قیام کرتیں ہیں اس لیے تم جنت کی کیاریوں میں چر لیا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے سوال عرض کیا جنت کی کیاریاں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: ''ذکر کی محافل اس لیے صبح و شام اللہ کا ذکر کیا کرو اور اپنے دلوں میں اس (اللہ تعالیٰ) کا ذکر کیا کرو۔ جو شخص اللہ کی بارگاہ میں اپنا مقام جاننا چاہتا ہے اس کو چاہیئے کہ وہ دیکھے کہ اس کے دل میں اللہ کا مقام کیا ہے؟ کیونکہ اللہ بندے کو وہی مقام عطا فرماتا ہے جو بندہ اپنے دل میں اللہ کو مقام دیتا ہے''۔

(مستدرک)

حدیث ۵:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

بہترین ذکر ذکر خفی ہے اور بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کر جائے (یعنی جو ضروریات کو پورا کر دے کسی غیر کا محتاج نہ کرے)۔ (صحیح ابن حبان، مسند احمد، بیہقی فی شعب الایمان، مجمع الزوائد)

حدیث ۶:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

بہترین ذکر ذکر خفی ہے۔ (الترغیب والترہیب)

حدیث ۷:

حضرت حمزہ بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ کا ذکر خامل کیا کرو۔ کسی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ذکر خامل کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ذکر خفی" (الزہد والرقائق)

حدیث ۸:

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

وہ ذکر الٰہی جسے کراماً کاتبین نہیں سن سکتے اس ذکر سے (70) ستر درجے افضل ہے۔ جسے وہ (فرشتے) سنتے ہیں۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

حدیث ۹:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

وہ ذکر الٰہی جسے کراماً کاتبین بھی نہیں سنتے دوسرے ذکر سے ستر درجے افضل ہے (جسے وہ سنتے ہیں) قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو جمع کرے گا اور فرشتے اپنی تحریروں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ پیش کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا دیکھو اس آدمی کا کوئی عمل رہ تو نہیں گیا؟ فرشتے عرض کریں گے ہمارے علم میں جو آیا ہم نے لکھ دیا ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس کی ایک نیکی تم نہیں جانتے وہ ہے ذکر خفی۔ (مسند ابو یعلی)

حدیث ۱۰:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

اس حدیث پاک میں خفی ذکر کی طرف اشارہ ہے۔

حدیث ۱۱:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جو گھڑی انسان کی اللہ کے ذکر کے بغیر گزر جاتی ہے قیامت کے روز اس پر حسرت کرے گا۔ (بیہقی فی شعب الایمان، مجمع الزوائد، المعجم الاوسط)

حدیث ۱۲:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی بھی گھڑی پر افسوس نہیں ہوگا سوائے اس گھڑی کے جو دنیا میں ذکر الٰہی کے بغیر گزری۔

(بیہقی فی شعب الایمان، مجمع الزوائد، الترغیب والترہیب)

حدیث ۱۳:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جنت والے جنت میں کھائیں اور پئیں گے مگر نہ ناک سنکیں گے نہ پاخانہ کریں گے بلکہ انکا کھانا ڈکار کی شکل میں اور پینا کستوری کے پسینہ میں بدل جائے گا اور ان کو تسبیح و تحمید اس طرح سے القاء کی جائے گی جیسے (جانداروں کو) سانس کا القاء کیا جاتا ہے۔

(صحیح مسلم، صحیح ابن حبان، مسند احمد، مسند ابویعلیٰ)

اس حدیث پاک سے پاس انفاس کا ذکر ثابت ہوتا ہے۔

حدیث ۱۴:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کوئی دن رات ایسا نہیں گزرتا مگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے

صدقہ فرماتا ہے بندے پر اللہ کی طرف سے اس سے افضل کوئی صدقہ نہیں کہ اسے اللہ تعالیٰ اپنا ذکر (دل میں) الہام کردے۔ (تفسیر در منثور، ابن ابی الدنیا)

حدیث ۱۵:

حضرت ابورزین ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابورزین جب تم خلوت میں ہو تو اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔ (بیہقی فی شب الایمان)

امام ابوبکر احمد بیہقی اس حدیث کو لکھتے ہیں غالباً اس حدیث پاک میں اس ذکر سے مراد ذکر قلبی ہے تاکہ اس سے خلوت میں بھی گناہ سرزد نہ ہو جو مجمع میں نہیں کیا جاسکتا۔ (شعب الایمان)

حدیث ۱۶:

حضرت معاذ بن جبل ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ہر حال میں اللہ کا ذکر کثرت سے کرو اور اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی عمل اللہ کو پیارا نہیں اور نہ ہی اس ذکر سے بڑھ کر کوئی عمل بندے کو دنیا و آخرت میں نجات دلانے والا ہے۔

(کنزالاعمال، بیہقی فی شعب الایمان)

امام بیہقی اس حدیث پاک کے بارے فرماتے ہیں حضرت حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس حدیث پاک میں ذکر سے مراد وہ ذکر نہیں جو صرف زبان سے ہو بلکہ وہ ذکر ہے جو زبان اور دل دونوں سے ہو بلکہ قلبی ذکر زبانی ذکر سے افضل ہے۔ کیونکہ وہ ذکر جو صرف زبان سے ہو وہ کسی بُرائی سے نہیں روکتا اور وہ ذکر جو دل کی گہرائی سے کیا جائے وہ غلطیوں اور گناہوں سے روکتا ہے۔

(شعب الایمان)

حدیث ۱۷:

عبداللہ بن عمر ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے طاقتور عمل تین ہیں۔

۱۔ خود لوگوں کے ساتھ انصاف کرنا

۲۔ اپنے مال میں اپنے بھائی کو شریک کرنا

۳۔ ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے رہنا (المصنف، درمنثور، کتاب زہد)

اس حدیث پاک میں بھی قلبی اور خفی ذکر کی طرف اشارہ ہے کیونکہ ہر حالت میں زبانی ذکر ناممکن ہے۔ جیسا کہ مفتی احمد یار نعیمی فرماتے ہیں

زبان باتیں کرنے اور سونے کی حالت (اور پیشاب کرنے، رونے اور نہانے کی حالت) میں ذکر الٰہی نہیں کرسکتی مگر قلبی ذاکر سوتے جاگتے کھاتے پیتے ہر وقت اللہ اللہ کرتا ہے۔ بعض قلبی ذاکر ایسے ہیں کہ جس مجلس میں گزر جائیں وہاں سب کو ذاکر بنا دیں بلکہ جہاں بیٹھ جائیں وہاں کا ذرہ ذرہ اور درودیوار ذاکر بن جائیں۔

سلسلہ نقشبندیہ میں ذکر قلبی کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں ریا کا شک نہیں جیسا کہ قرآن پاک میں فرمایا

ادعو ربکم تضرعا و خفیة

مفتی احمد یار نعیمی فرماتے ہیں زبانی ذکر سے قلبی ذکر اس لیے افضل ہے کہ مرتے وقت کبھی زبان بند ہو جاتی ہے مگر دل بند نہیں ہوتا جس کا دل ذاکر ہو وہ انشاءاللہ ذکر پر ہی مرے گا۔ (تفسیر نعیمی)

باب 17

ذکرِ خفی بزرگانِ دین کی نظر میں

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ذکر کرو خفیہ اور اعلانیہ طور پر حتی کہ ہر حال میں۔ ﴿نور تحقیق﴾

(۲) امام حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ذکر کی دو قسمیں ہیں۔

ایک اللہ تعالیٰ کو اپنے قلب میں یاد کرنا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو علم نہ ہو یہ نہایت عمدہ ہے اور اس کا ثواب بہت بڑا ہے اور اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو اس وقت یاد کرنا ہے کہ جب وہ محروم کردے۔ ﴿احیاء العلوم﴾

(۳) حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے مقربوں کے لیے تسبیح ایسے ہے جیسے انسان کے لیے روح ہے۔

﴿تفسیر مظہری﴾

(۴) حضرت عبید بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جب تک بندے کا قلب ذکر میں مشغول رہتا ہے تو وہ نماز (عبادت) ہی میں رہتا ہے اگرچہ وہ بازار میں ہی کیوں نہ ہو اور اگر وہ ہونٹ بھی ہلائے یعنی زبان سے بھی ذکر کرے تو یہ بہت عمدہ بات ہے۔ ﴿حلیۃ الاولیا﴾

(۵) حضرت عبداللہ بن سالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ذکر کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ذکر باللسان (۲) ذکر بالقلب

زبانی ذکر سے ایک نیکی کی دس گنا جزاء ملتی ہے جبکہ قلبی ذکر سے ایک نیکی کی جزاء سات سو گناہ ملتی ہے۔ ﴿کتاب اللمع فی التصوف﴾

(۶) تبع تابعی امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اللہ کے ولیوں کے قلوب کے لیے یہ حرام ہے کہ وہ اللہ کے ذکر سے ایک لمحہ بھی ساکن ہوں۔ ﴿کشف المحجوب﴾

(۷) سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

میرے قلب وروح میں اس طرح اللہ کا ذکر جاری وساری ہے کہ اس کے سوا مجھے کسی کا نام یاد نہیں رہتا۔ ﴿تذکرۃ الاولیا﴾

(۸) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مکحول روایت کرتے ہیں کہ جب قلب ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتا ہے تو تندرست ہو جاتا ہے لیکن ذکر سے جب غافل ہو جاتا ہے تو دوبارہ بیمار اور مریض ہو جاتا ہے۔

﴿الوابل الصیب من الکلم طیب﴾

(۹) سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے قلوب کی طرف اپنا احسان اسی قدر متوجہ فرماتا ہے جس قدر دل اس کے ذکر سے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ پس تُو دیکھ تیرے دل میں کس کی آمیزش ہے۔ ﴿طبقات﴾

(۱۰) سیدنا محمد بن فضل بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

زبانی ذکر گناہوں سے کفارہ اور درجات کی بلندی کا سبب بنتا ہے جب کی قلبی ذکر قرب الٰہی اور اللہ تعالیٰ سے وابستگی کا سبب بنتا ہے۔ ﴿طبقات صوفیا﴾

(۱۱) سیدنا ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اگر تمہارے قلب میں ذکر الٰہی باقی ہے تو تمہیں دنیا کی کوئی شے نقصان نہیں پہنچا سکتی اور اگر تمہارے قلب میں ذکر الٰہی باقی نہیں ہے تو لباس فاخرہ بھی سودمند نہیں ہو سکتا اور فرمایا قلب وہ بہتر ہے جس میں ذکر الٰہی ہو۔ ﴿تذکرۃ الاولیا﴾

(۱۲) حضرت ابوسعید خزاز رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

جوذکرزبان سے کیا جائے اوردل اس سے غافل ہوتو وہ ذکرایک عادت ہے اوروہ ذکر جوقلب سے ہواورزبان خاموش رہے اس ذکر کی قدر خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

﴿ مکتوبات شیخ عبدالقدوس گنگوہی ﴾

حضرت ابوسعید خزاز رحمتہ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ:

ذکرتین طرح سے کیا جاتا ہے۔

(۱) زبان سے (۲) قلب وزبان سے (۳) جس میں قلب تو ذاکر رہے لیکن زبان خاموش ہوجائے لیکن اس مقام کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں۔ ﴿ تذکرۃ الاولیا ﴾

(۱۳) امام ابوالقاسم قشیری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

ذکر کی دو قسمیں ہیں ایک زبان ذکراوردوسرا قلبی ذکر۔اصلی تاثیر ذکرقلبی کی ہے ﴿ رسالۃ القشیریہ ﴾

امام ابوالقاسم قشیری رحمتہ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ:

قلبی ذکر مریدین کے لیے تلوار ہے اس سے وہ اپنے دشمنوں (نفس وشیطان) سے لڑتے ہیں ان آفتوں کو دور کرتے ہیں جوان پر آتی ہیں۔ ﴿ رسالہ القشیریہ ﴾

(۱۴) امام راغب اصفہانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

ذکر کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ذکرقلبی (۲) ذکرلسانی۔ ﴿ مفردات القرآن ﴾

(۱۵) امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

فنافی اللہ کی ابتداء لسانی ذکر سے پھر تکلفاً ذکرقلب سے پھر طبعاً ذکرقلبی سے ہوتی ہے۔

﴿ کتاب الاربعین فی الاصول الدین ﴾

آپ نے ایک دوسری جگہ فرمایا:

ذکر کے چار درجے ہیں جس میں تیسرا درجہ قلبی ذکر کا ہے۔ ﴿ کیمیائے سعادت ﴾

(١٦) سیدنا ابراہیم الخواص رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

دل کا ذکر تمام اذکار سے افضل ہے۔ ﴿ طبقات صوفیہ ﴾

(١٧) سیدنا عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

سب سے پہلے ذکر بالجہر کرنا چاہیے پھر نفسی، قلبی، روحی، سری، خفی اور اخفی ذکر کرنا چاہیے۔ ﴿ سرالاسرار ﴾

آپ نے مزید فرمایا کہ:

تو اپنے نفس سے خفیہ ذکر اور جزیات فکر کے ساتھ جنگ کر۔ ﴿ بہجتہ الاسرار ﴾

آپ نے مزید فرمایا کہ:

ذکر خفی کو فرشتے اٹھا کر نہیں لے جاتے اس لیے ذکر خفی بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان مخفی رہتا ہے کیونکہ اس کی خبر فرشتوں کو نہیں ہوتی۔ ﴿ غنیتہ الطالبین ﴾

اور غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

جب قلب میں ذکر الٰہی پکا ہو جاتا ہے اور جب شیطان اس ذاکر کے قریب آتا ہے تو بے ہوش ہو جاتا ہے جس طرح انسان کے قریب جن آتا ہے تو انسان بے ہوش ہو جاتا ہے۔ اس وقت دوسرے شیطان پوچھتے ہیں اس کو کیا ہو گیا ہے جواب ملتا ہے کہ اس کو انسان کا سایہ ہو گیا ہے یعنی انسان کو چھونے سے بے ہوش ہو گیا ہے۔ ﴿ غنیتہ الطالبین ﴾

(١٨) سیدنا علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے قلب کے لیے عزت اور ذلت پیدا کی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کا نام قلب کی عزت فرمایا ہے۔ ﴿ کشف المحجوب ﴾

آپ مزید فرماتے ہیں کہ:

عارف کا ذکر بغیر بھول کے ہوتا ہے یعنی ہر وقت اللہ کے ذکر میں رہتا ہے دنیا کی کوئی چیز ایک لمحہ کے لیے بھی اس پر اثر انداز نہیں ہوتی۔

(۱۹) امام محی الدین یحییٰ نووی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

تمام علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ قلبی ذکر اور لسانی ذکر بے وضو، جنبی و نفاس والی عورت کے لیے بھی جائز ہے۔ ﴿تصوف کے روشن حقائق﴾

امام نووی مزید فرماتے ہیں:

ذکر دل اور زبان دونوں کے ساتھ ہوتا ہے سب سے افضل ذکر وہ ہے جو دل اور زبان دونوں کے ساتھ ہو اگر دونوں میں سے ایک کے ساتھ کرنا ہو تو قلبی ذکر افضل ہے۔ ﴿کتاب الاذکار﴾

(۲۰) قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

ذکر کی دو قسمیں ہیں۔ قلبی ذکر اور زبانی ذکر۔ ﴿الحدیقۃ الندیقۃ فی طریقۃ النقشبندیہ﴾

(۲۱) حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا ولی وہ ہے جو قلب سے ذکر کرے قلب اللہ تعالیٰ نے ذکر کے لیے پیدا کیے ہیں۔ ﴿دلیل العارفین﴾

(۲۲) شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ بانیء سلسلہ سہروردیہ کے خلیفہ خواجہ حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

عشاق (الٰہی) اپنے قلب میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تا کہ اس کے وصل کی خوشبو سے بہرہ ور ہوں تو ان کے دل سے ھو نکلتا ہے۔ ﴿طلائع الشموس﴾

(۲۳) منصور بن عمار رحمتہ اللہ نے فرمایا:

پاک ہے وہ ذات جس نے عارفوں کے قلوب کو ذکر الٰہی کا مقام بنایا۔ ﴿کشف المحجوب﴾

(۲۴) ابو عبداللہ خبیق رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے قلوب کو ذکر کرنے کی جگہ بنایا اور جب نفس کے ساتھ ہمنشینی اختیار کی تو دل شہوتوں کے ٹھکانے بن گئے اور دلوں کی شہوت کو بے قرار کرنے والے خوف کے سوا کوئی پاک نہیں کرے گا یا بے آرام کرنے والا شوق پاک کرے گا۔ ﴿کشف المحجوب﴾

(۲۵) **قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:**

جس نے بغیر زبان اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اسے نعمت وصال حاصل ہوگئی۔

﴿ ملفوظات نظام الدین اولیاء ﴾

(۲۶) **بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:**

اہل تصوف صرف اسی قلب کو زندہ سمجھتے ہیں جو ذکر الٰہی میں مشغول ہو۔ ایک لمحہ ایک دم بھی ذکر الٰہی سے غافل نہ ہو۔ ﴿ اسرار الاولیاء ﴾

آپ نے مزید فرمایا کہ:

جس وقت انسان کے قلب سے دنیاوی تعلق دور ہو جاتا ہے اور ہوائے نفسانی اس سے چلی جاتی ہے اس وقت قلب ذاکر بنتا ہے۔ ایسا قلب نور ذکر سے زندہ ہوتا ہے۔ ﴿ راحت القلوب ﴾

(۲۷) **حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اکبر اور جانشین حضرت صدر الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:**

اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو بندہ سعید لکھ دیتا ہے اور اس کو زبان کے ذکر کے ساتھ قلب کی موافقت کی توفیق عطا فرماتا ہے اور زبان کے ذکر سے قلب کے ذکر کی جانب ترقی دیتا ہے یہاں تک کہ اگر زبان خاموش رہتی ہے تو قلب ذکر سے خاموش نہیں رہتا۔ ﴿ اللہ کے ولی ﴾

(۲۸) **نظام الدین الاولیا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:**

ذکر دو قسم کا ہے۔ ایک خفی اور دوسرا جلی ﴿ مفتاح العاشقین ﴾

(۲۹) **مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:**

لطائف ستہ قلب، روح، سر، خفی، اخفی ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اگر ایک مصفی ہو جائے تو دوسرے بھی غذا حاصل کرتے ہیں قلب کو ذکر کی غذا ملتی ہے تو دوسرے لطائف بھی متاثر ہوتے ہیں۔ ﴿ شرح انوار العلوم ﴾

(۳۰) <u>نصیر الدین چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:</u>

بعض درویش ایسے ہوتے ہیں جن کی زبان سالک ہوتی ہے اور قلب ذکر الٰہی میں مشغول ہوتا ہے۔ ﴿ مفتاح العاشقین ﴾

(۳۱) <u>خواجہ علی رامتینی رحمتہ اللہ علیہ نے ذکر کثیر کے بارے میں فرمایا:</u>

مبتدی کے لیے ذکر کثیر زبانی ذکر ہے اور منتھی کے لیے ذکر کثیر قلبی ذکر ہے۔ ﴿ مشائخ نقشبندیہ ﴾

(۳۲) <u>ابن قیم لکھتے ہیں:</u>

رہی عین قضائے حاجت و جماع کی حالت میں ذکر الٰہی کرنے کی بات تو بے شک اس وقت قلب کا ذکر الٰہی کرنا مکروہ نہیں کیونکہ قلب کو ذکر الٰہی کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

﴿ الوابل الصیب من الکلم الطیب ﴾

(۳۳) <u>بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:</u>

تمام مشائخ کے آئینہ قلب کی صرف دو جہتیں (لطیفہ روح و لطیفہ نفس) ہیں لیکن میرے آئینہ قلب کی چھ جہتیں (لطیفہ قلب، لطیفہ روح، لطیفہ سر، لطیفہ خفی، لطیفہ اخفی اور لطیفہ نفس) ہیں۔ ﴿ مبداء المعاد ﴾

(۳۴) <u>ابوالحسین بن حبان رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:</u>

زبان کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنے سے درجات بلند ہوتے ہیں جبکہ قلبی ذکر کرنے سے قرب کی منزلیں حاصل ہوتی ہیں۔ ﴿ طبقات صوفیہ ﴾

(۳۵) <u>خواجہ محمد پارسا رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:</u>

اللہ تعالیٰ کا ذکر اس کے یاد کرنے کی توفیق ہے اور اس سے وہ مراتب حاصل ہوتے ہیں جو ذکر کا ثمرہ ہیں یعنی زبانی ذکر، قلبی ذکر، روحی ذکر اور سر کا ذکر۔ ﴿ رسالہ قدسیہ ﴾

(۳۶) <u>سید محمد حسینی گیسودراز چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:</u>

جب ذاکر کثرت سے ذکر کرتا ہے تو اس کی زبان کے ساتھ اس کا قلب بھی ذکر میں شریک ہو جاتا ہے پھر اس کے بعد اگر زبان سے ذکر موقوف بھی کر دے تو دل سے ذکر برابر جاری

رہتا ہے اور اس کی آواز کانوں سے سنائی دیتی ہے۔ یہ قلبی ذکر (لطیفہ) روح کی طرف ترقی کرتا ہے پھر (لطیفہ) سر کی طرف پھر خفی کی طرف پھر اخفی کی طرف اور یہی اس گروہ (صوفیا) کا مقصود ہے۔ ﴿ ملفوظات بندہ نواز گیسودراز ﴾

(۳۷) **شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:**

اللہ تعالیٰ کا ہر ذکر خواہ لسانی ہو یا ذکر قلبی توشہ ایمان ہے اور بڑی برکت کی چیز ہے اور ذاکر کا ذکر میں مشغول ہونا اور چیز ہے لیکن ذکر کا ذاکر میں ہونا اور بات ہے۔

اس کے دو مرتب ہیں۔

پہلا مرتبہ یہ ہے کہ

جب ذاکر قصداً ذکر میں مشغول ہوتا ہے تو نفس کا تابعدار ہوتا ہے اور سرکش ہو کر قبضے سے نکل جاتا ہے۔

دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ

اس جدوجہد میں ذاکر قلعہ دل فتح کر لیتا ہے اور اس کا نفس مغلوب ہو کر رام ہو جاتا ہے اس وقت قلب ذاکر ہو جاتا ہے اور ذکر کا ذاکر پر غلبہ ہو جاتا ہے اس مقام پر ذکر حیات بن جاتا ہے اور ذکر کے بغیر موت ہوتی ہے۔ ﴿ مکتوبات قدوسیہ ﴾

(۳۸) **امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:**

کارکنان قضا و قدر نے سلسلہ ءِ نقشبندیہ اور طریقہ ءِ عالیہ کے اکابرین پر یہ بات منکشف کر دی ہے کہ چھ لطیفوں میں سے (قلب، روح، سر، خفی، اخفی اور نفس) کچھ افراد انسانی کے مجموعے میں موجود اور ثابت ہیں۔ تمام کے تمام قلب کے اندر بھی موجود ہیں۔ باقی مشائخ کی سیر تو ظاہر قلب پر ہوتی ہے اور حضرات نقشبندیہ کی سیر باطن قلب پر ہوتی ہے اور اس میں یہ حضرات قلب کے بطن بطون (یعنی قلبی گہرائیوں کے بواطن) کے مقام پر پہنچ جاتے ہیں اور علوم و معارف کے چھ لطائف (قلب، روح، سر، خفی اور اخفی) مقام قلب پر منعکس ہونے لگتے ہیں

جنہیں مقام قلب سے مناسبت ہوتی ہے۔ ﴿مبداء المعاد﴾

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ

''میرے مخدوم یہ راہ جس کو طے کرنے کے ہم در پے ہیں انسان کے سات لطیفوں کے موافق سب سات قدم ہیں دو قدم عالم خلق میں ہیں جن کا تعلق قالب (آگ، ہوا، مٹی، پانی کا مجموعہ یعنی جسم انسانی) اور نفس کے ساتھ ہے اور پانچ قدم عالم امر میں ہیں جو قلب، روح، سر، خفی، اخفی کے ساتھ وابستہ ہیں اور ان سات قدموں میں سے ہر ایک قدم میں دس ہزار پردے پھاڑنے پڑتے ہیں خواہ وہ پردے نورانی ہوں یا ظلمانی۔

ان اللہ سبعین الف حجاب من نور و ظلمة (مجمع الزوائد)

ترجمہ: تحقیق اللہ تعالیٰ کے لیے ستر ہزار پردے نور اور ظلمت کے ہیں۔

ان سات قدموں میں سے ہر ایک قدم پر اپنے آپ سے دُور ہوتا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا جاتا ہے حتیٰ کہ ان قدموں کے مکمل ہونے تک قرب بھی پورا ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد فنا و بقاء سے مشرف ہوتا ہے اور ولایت خاصہ کے درجے تک پہنچ جاتے ہیں۔ ﴿مکتوبات شریف﴾

(۳۹) خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ذکر قلبی بھی (نبی اکرم ﷺ) سے مروی ہے جیسا کہ روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بعثت سے پہلے ذکر قلبی میں مشغول رہتے تھے۔ ﴿مکتوبات معصومیہ﴾

خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا کہ عالم امر میں قلب و روح، سر، خفی اور اخفی پانچ لطائف ہیں ان پانچ لطائف میں سے ہر ایک لطیفہ کا ایک عالم ہے جو اس عالم سے جو کہ عرش سے نیچے ہے کئی گنا زیادہ ہے اور دائرہ امکان ان پانچوں لطیفوں پر منتہی ہو جاتا ہے۔ ﴿مکتوبات معصومیہ﴾

(۴۰) سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ذکر قلبی بوقت موت نجات اور زندگی میں روشن ضمیری کا وسیلہ ہیں جس سے ثابت قدمی اور نفس پر امیر ہو جاتا ہے۔ یہ ذاکر قلبی کے مراتب ہیں۔ جس سے ذاکر کا دل غنی ہو جاتا ہے۔ قلبی

ذاکر کو زندگی اور موت میں نافنا ہونے والی رضا حاصل ہوتی ہے۔ ﴿اسرار قادری، قرب دیدار﴾

آپ نے مزید فرمایا کہ قلبی ذاکر کے لیے قبر بمنزلہ خلوت خانہ ہے اور اس میں ذکر الٰہی کی برکت سے خواب فی اللہ میں ہوتا ہے قبر میں نہ اسے کیڑے مکوڑے کھاتے ہیں نہ مٹی بلکہ قلب دائمی طور پر زندہ رہتا ہے ایسا قلبی ذاکر قیامت کے دن اس طرح قبر سے اٹھے گا جیسے کوئی سو کر اٹھتا ہے۔ اور وجد، جذبہ سکر سے عرش اکبر پر سر ٹکرائے گا اور دامن مصطفیٰ ﷺ کو بڑے ادب واحترام سے پکڑے گا جو اسے لطف و کرم سے فرمائیں گے۔ اے صاحب ذکر و جذب قلب ہوش میں آؤ کیونکہ آج قیامت کا دن ہے پھر وہ شخص حضور اکرم ﷺ کے ساتھ بغیر حساب و کتاب بہشت میں داخل ہوگا۔

﴿قرب دیدار﴾

سلطان باہو نے مزید فرمایا:

قلب نہ ہلیا تاں کیہ کجھ ہو یا کیا ہو یا ذکر زبانی ہو
روحی ، قلبی ، اخفی ، سری ، سبھے راہ حیرانی
شہ رگ تھیں نزدیک اوہ رہندا یار نہ ملیا جانی ہو
نام فقیر تنہاں دا باہو جیہڑے وسن لا مکانی ہو

۔،۔،۔،۔،۔،۔،۔

جنہاں عشق حقیقی پایا موہوں نہ کجھ الاون ہو
ذکر فکر رہن ہمیشاں دم نوں قید لگاون ہو
نفسی، قلبی، روحی، سری، خفی، اخفی ذکر کماون ہو
میں قربان تنہاں تو باہو جیہڑے اکس نگاہ جواون ہو

(۴۲) <u>خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:</u>

عارف کی خاموشی تین صفتوں سے خالی نہیں ہوتی۔ (۱) قلبی ذکر (۲) خطرات کی نگہداشت (۳) مشاہدہ احوال کا دل پر گزرتا ہے۔ ﴿مشائخ نقشبندیہ﴾

(۴۳) <u>حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:</u>

صوفیا میں سے جو لوگ مدتوں راہ تصرف کی کوچہ گردی کے باوجود لطائف کو حاصل نہیں کر پائے لطائف سے آشنا حضرات کے مقابلہ میں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک ماہر طبیب جو علم تشریح سے واقف مختلف امراض اور ان کے اسباب وعلامات اور ان کے علاج کا اچھی طرح علم رکھنے والے اور اس کے ساتھ سلف کے مجرب اصولوں کے ماہر کے مقابلے میں معمولی سمجھ بوجھ کی بوڑھی عورتیں اٹکل پچو سے دواء دارو کرتی ہیں۔ الغرض اگر تم اہل تمکین (صاحب مقام) کا راستہ معلوم کرنا چاہتے ہو جو انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں تو لطائف کا علم حاصل کیے بغیر ممکن نہیں۔

《 الطاف القدس فی معرفت النفس 》

(۴۴) <u>خواجہ غلام علی دہلوی تیرہویں صدی کے مجدد رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:</u>

انسان لطائف عشرہ کا مرکب ہے۔ پانچ عام امر کے (قلب، روح، سر، خفی اور اخفیٰ) پانچ عالم خلق (نفس، آگ، ہوا، مٹی اور پانی) ہیں۔ آپ نے مزید فرمایا کہ طالب پر سب سے پہلے عالم امر کے پانچوں لطائف (قلب، روح، سر، خفی اور اخفی) کی جدا جدا توجہ ڈالتا ہوں اس کے بعد لطیفہ نفس کی نسبت کے القاء کے ذریعے ان کا تصفیہ کرتا ہوں۔ 《 درالمعارف 》

(۴۵) <u>قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:</u>

(حضرات نقشبندیہ) مرید پر پہلی توجہ کے ذریعے عالم امر کے لطائف میں ذکر کا القاء کرتے ہیں تا کہ قلب، روح، سر، خفی اور اخفی اپنے اصول سے فانی ہو جائیں اور اس سیر کو سیر انفسی کہتے ہیں۔ 《 بستان السالکین 》

(۴۶) <u>شیخ محمد بن سلیمان بغدادی خالدی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:</u>

جب ذکر لطیفہ قلب میں راسخ ہو جاتا ہے پھر ذکر لطیفہ روح میں منتقل ہوتا ہے اور جب لطیفہ روح ذکر کے ساتھ راسخ ہو جاتا ہے تو یہ ذکر لطیفہ سر کی طرف منتقل ہوتا ہے جب سر میں ذکر الٰہی راسخ ہوتا ہے تو یہ ذکر لطیفہ خفی میں منتقل ہوتا ہے اور جب لطیفہ خفی میں راسخ ہوتا ہے یہ ذکر لطیفہ

اخفی میں منتقل ہوتا ہے۔ ﴿الحدیقۃ الندیۃ فی الطریقۃ نقشبندیہ﴾

(۴۷) **وہابیوں کے عالم اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:**

لطائف شش گانہ جو انسان کے اندر واقعہ ہیں ان کے مقام یہ ہیں۔قلب بائیں پستان کے نیچے، روح داہنے پستان کے نیچے اور لطیفہ سر دونوں کے درمیان چھ لطیفوں قلب، روح، سر، اخفیٰ، نفس کو ذاکر بنانا چاہیے اس حیثیت سے کہ خود ان کے ذکر پر آگاہ اور مطلع ہو اور تلقین کرنے والا جس نے اپنے لطیفہ میں ذکر جاری کیا ہوا ہے پوری ہمت کے ساتھ طالب کے لطیفہ میں اس ذکر کو القاء کرے اور دعا اور التجاء کے وسیلہ سے محض فضل الٰہی سے مدد چاہے اور قوت و ہمت سے توجہ کرے اور توجہ کا ادنیٰ اثر یہ ہے کہ جنبش ظاہر ہو جائے۔لطائف کا ذکر کثرت سے کر کے ہر لطیفہ کو اپنے نور سے منور کرے۔ ﴿صراط المستقیم﴾

(۴۸) **مجدد الف ثانی کے پوتے خواجہ ابو سعید دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:**

جب اللہ تعالیٰ نے انسانی جسمانی ہیکل (شکل وصورت) کو پیدا فرمایا تو عالم امر کے لطائف قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ کو انسان کے جسم کی چند جگہوں کے ساتھ عاشقانہ تعلق بخشا چنانچہ بائیں پستان سے دو انگلی نیچے مائل بہ پہلو قلب اور روح کو دائیں پستان سے دو انگلی نیچے سر کو بائیں پستان کے برابر دو انگلی سینہ کی طرف اور اخفیٰ کو دائیں پستان کے برابر دو انگلی سینہ کی طرف اور اخفیٰ کو عین وسط سینہ میں عشقی تعلق عطا فرمایا۔اس تعلق نے اس حد تک ترقی کی کہ ان لطائف نے اپنے آپ اور اپنے اصول کو جو کہ انوار ہی انوار ہیں فراموش کر کے اس جسمانی ظلمانی پتلے کے ساتھ موافقت کر لی اور اپنا پورا تعشق اسی تاریک محل میں صرف کر دیا۔ ﴿ہدایت الطالبین﴾

(۴۹) **حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:**

انسان کے جسم میں چھ جگہیں انوار اور برکتوں سے پر ہیں اور یہی لطائف کہلاتے ہیں۔وہ قلب، روح، سر، خفی، اخفی اور نفسی ہیں۔سالک کو ان چھ لطیفوں یہاں تک ذاکر ہونا چاہیے کہ خود انکے ذکر سے واقف ہو جائے اور مرشد اس ذکر کو لطیفہ مریدین میں ڈالنے کی طرف توجہ

کرے اور بارگاہ الٰہی میں دعا کرے۔ ﴿ ضیاء القلوب ﴾

(۵۰) **پیر سید مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:**

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جامع بین الخلق والامر پیدا کیا قلب، روح، سر، خفی اور اخفی یہ پانچ عالم امر سے ہیں اور نفس، خاک، باد، آب، آتش عالم خلق سے ہیں۔ ﴿تحقیق الحق فی کلمۃ الحق ﴾

(۵۱) **مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں:**

لطیفہ قلب کا تعلق یسار سے ہے اور لطیفہ سر کا تعلق وسط سے اور سب لطائف (قلب، روح، سر، خفی، اخفی، نفس) میں ارتباط ہے تو روح کا ان پر عکس پڑنا مظنون ہے اور بعض اوقات عکس زیادہ محسوس ہونے لگتا ہے۔ ﴿ تربیت سالک ﴾

(۵۲) **پیر سید جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:**

ذکر کی دو قسمیں ہیں ایک زبان سے ایک دل سے ایک وقت بھی اللہ تعالیٰ کا لفظ زبان سے نکلا تو زبان کا ذکر ہوا دل سے ایک مرتبہ اللہ کو یاد کیا تو تین کروڑ پچاس لاکھ مرتبہ زبان کے ذکر کے برابر ہوگا یہ قلب کا ذکر ہے۔ ﴿ سیرت امیر ملت ﴾

(۵۳) **خواجہ افضل چشتی قادری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:**

زبانی ذکر بہت مبارک ہے لیکن جو ذکر اس ذکر سے ہزار درجے بلند ہے وہ ہے قلبی ذکر اور قلبی ذکر سے ہزار درجے بڑا روحی ذکر ہے اس سے ہزار درجے بڑا ہے سری ذکر ہے اور سری ذکر سے ہزار درجے بلند خفی ذکر ہے۔ ﴿ محبت کی زنجیر ﴾

(۵۴) **رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں:**

ذکر کے چند مراتب ہیں پہلا ذکر زبانی اور دوسرا ذکر نفسی تیسرا ذکر قلبی، چوتھا ذکر روحی، پانچواں ذکر سری، چھٹا ذکر خفی۔ ﴿ امداد سلوک ﴾

باب 18

ذکر کثیر سے مراد ذکر خفی ہے

(۱) **کثرت ذکر سے مراد کونسا ذکر ہے؟**

اللہ تعالیٰ نے زکریا علیہ السلام کو فرمایا

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَار [پارہ ۳ ال عمران ۴۱]

ترجمہ: اور اپنے رب کا ذکر کثرت سے کریں اور شام اور صبح اسکی پاکی بیان کریں۔

(۲) اور فرمایا

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ [پارہ ۱۰، الانفال ۴۵]

ترجمہ: اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

(۳) اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا [پارہ ۲۱ احزاب آیت ۲۱]

ترجمہ: (اے مسلمانو) بے شک تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی پیروی بہتر ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ اور قیامت کے دن کی امید رکھتے ہیں اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں۔

(۴) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا [پارہ ۲۲ احزاب آیت ۴۱]

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ کا ذکر بڑی کثرت سے کیا کرو۔

احادیث

حدیث ۱: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

''جو شخص تم میں سے رات کی عبادت کرنے سے اور اس کی مشقت اٹھانے سے قاصر ہے اور مال خرچ کرنے سے بزدل ہے اسے چاہئے کہ وہ اللہ کے ذکر کی کثرت کرے (تا کہ اس کے اندر سے یہ خامیاں نکل جائیں ذکر کی برکت سے)۔ [الترغیب والترہیب]

حدیث ۲:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

''ہر حال میں اللہ کا ذکر کثرت سے کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اس (عمل) سے بڑھ کر کوئی (عمل) محبوب نہیں دنیا اور آخرت میں ذکر الٰہی سے زیادہ کوئی عمل نجات دینے والا نہیں۔

[بیہقی فی شعب الایمان]

حدیث ۳:

ام انس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے نصیحت فرمائیے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' گناہوں کی ہجرت کرو کیونکہ یہ سب سے بہتر ہجرت ہے، اور فرائض کی حفاظت کرو یہ بہترین جہاد ہے اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو کیونکہ تم اللہ کی بارگاہ میں کوئی بھی ایسا عمل نہیں پیش کر سکتی جو اللہ تعالیٰ کو اپنے ذکر کی کثرت سے زیادہ پسند ہو''۔ [الترغیب والترہیب]

حدیث ۴:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

مفردون سبقت لے گئے میں نے عرض کی مفردون کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے والے ذکر کے رسیا ذکر میں مگن رہنے والے ذکر الٰہی ان سے ان کے ثقل اور بوجھ ہلکے کردے گا لہذا وہ قیامت کے دن ہلکے پھلکے آئیں گے۔ [درمنثور]

حدیث ۵:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ قیامت کے دن کونسے لوگ اللہ کی بارگاہ میں اعلیٰ درجہ والے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا'' جو کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے (مرد) اور کرنے والیاں (عورتیں) ہیں'' ابو سعید خدری نے عرض کیا اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے

سے بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''اگر کوئی شخص اپنی تلوار کو کافروں اور مشرکوں پر اتنی چلائے کہ وہ تلوار ٹوٹ جائے اور خون آلود ہو جائے پھر بھی اللہ کا ذکر کرنے والے درجہ میں افضل ہیں''۔ [ترمذی]

حدیث ٦:

رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ کونسی مسجد بہتر ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''وہ مسجد جس میں اللہ کا ذکر کثرت سے ہوتا ہو'' پھر عرض کی گئی جنازہ کونسا بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا '' جس میں اللہ کا ذکر کثرت سے ہو'' پھر عرض کی گئی مجاہد کونسا بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''جو اللہ کا ذکر کثرت سے کرے'' پھر عرض کی گئی کونسا حج بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''جس میں اللہ کا ذکر کثرت سے کیا جائے'' پھر عرض کی گئی تیمارداری کرنے والا کونسا بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا '' جو اللہ کا ذکر کثرت سے کرے'' حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت عمر سے فرمایا کہ اللہ کا ذکر کرنے والے ساری خیر سمیٹ کر لے گئے۔ [بیہقی فی شعب الایمان]

شیخ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ علی رامتینی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے جو ارشاد فرمایا ہے۔

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا [پارہ ٢٢، آیت ٤١]

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ کا ذکر بڑی کثرت سے کیا کرو۔

''ذکر کثیر'' سے مراد زبانی ذکر ہے یا کہ قلبی ذکر۔

خواجہ علی رامتینی نے فرمایا ''مبتدی کے لیے زبانی ذکر اور منتھی کے لیے قلبی ذکر۔ [مشائخ نقشبندیہ]

خواجہ غلام علی دہلوی فرماتے ہیں

ذکر کثیر سے مراد ذکر قلبی دائمی ہے کہ وہ انقطاع پذیر نہیں ہے اور لسانی ذکر مراد نہیں ہے کیونکہ لسانی ذکر انقطاع پذیر ہے اور اس پر دلیل آیت

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

ہے کیونکہ تجارت میں زبانی ذکر تو بند ہو جاتا ہے قلبی ذکر بند نہیں ہوتا۔ [مشائخ نقشبندیہ]

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
''ذکر کثیر اس قلبی ذکر کو کہتے ہیں جو اخلاص واللہبت سے جاری ہو اور ذکر قلیل اس کر کو کہتے ہیں جو زبان سے ہو اور نفاق سے آلودہ ہو۔ [تفسیر قرطبی]

فخر العارفین سید محمد عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں'
'ذکر کثیر'' کا مصداق اس وقت صحیح ہوگا جبکہ ہر سانس ذکر کے ساتھ جاری ہو (اور کوئی سانس بھی ذکر سے خالی نہ ہو) اور یہ اس لیے کہ ظرف میں جب تک مظروف کی جگہ باقی ہے اس وقت نہیں کہیں گے کہ ظرف پر ہو گیا جب کسی برتن میں اتنا بھر دیا جائے کہ لبالب آجائے اور پانی کی گنجائش نہ رہے تب اسی پانی پر 'ماء کثیر' کا اطلاق ہوگا اسی طرح ذکر کثیر کا اطلاق اس وقت ہوگا جبکہ کوئی سانس ذکر سے خالی نہ جائے اور سدا پاس انفاس اور قلبی ذکر جاری ہے پس حضرات صوفیا اکرام کا قلبی ذکر ان آیات مبارکہ کے مطابق ہے۔ [سیرت فخر العارفین]

نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابورزین ؓ سے فرمایا ''اے ابورزین جب تم خلوت میں ہو تو اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو'' اس حدیث پاک کو لکھنے کے بعد امام بیہقی فرماتے ہیں غالباً اس حدیث پاک میں اس ذکر (کثیر) سے مراد قلبی ذکر ہے تا کہ اس سے خلوت میں بھی وہ گناہ سرزد نہ ہو جو مجمع میں نہیں کیا جا سکتا۔ [بیہقی فی شعب الایمان]

نبی ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل ؓ سے فرمایا: ہر حالت میں اللہ کا ذکر کثرت سے کرو فرماتے ہیں امام بیہقی اس حدیث پاک کے بارے میں حضرت حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے'' اس حدیث پاک میں ذکر کثیر سے مراد وہ ذکر نہیں جو زبان سے ہو بلکہ وہ ذکر ہے مراد ہے جو قلب اور زبان دونوں سے ہو۔ (قلبی اور لسانی ذکر) ذکر بالقلب ذکر باللسان سے افضل ہے۔

[بیہقی فی شعب الایمان)

حاصل کلام یہ ہے کہ کثرت ذکر سے مراد صوفیاء کے نزدیک خفی ذکر ہے چاہے وہ قلبی ذکر کی صورت میں ہو یا پاس انفاس وغیرہ کی صورت میں یا سلطان الاذکار کی شکل میں۔

باب 19

کائنات کی ہر چیز ذکر خفی کرتی ہے

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ [پارہ ۱۵، بنی اسرائیل ۴۴]

ترجمہ: ساتوں آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہیں سب اس (اللہ تعالیٰ) کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ ایسی کوئی بھی چیز نہیں جو اسکی حمد کے ساتھ اسکی پاکی نہ بیان کرتی ہو لیکن تم انکی تسبیح کو سمجھتے نہیں۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!

کوئی چیز اس دنیا میں نہیں جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح نہ کرتی ہو گھاس، درخت، شاخیں، پتے اللہ تعالیٰ کی اپنی اپنی بولی میں تسبیح کرتیں ہیں۔ [تفسیر ابن عباس]

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ آیت تورات میں ہزار آیات کی تعداد کے برابر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تورات میں فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی پہاڑ تسبیح بیان کرتے ہیں درخت اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں فلاں چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے وغیرہ۔ [درمنثور]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے مینڈک قتل کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا اسکا ٹرٹرانا اسکی تسبیح ہے۔ [سنن دارمی]

ایک دوسری روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

مینڈک کو نہ مارو کیونکہ وہ کثرت سے تسبیح بیان کرتا ہے۔

صحابہ نے عرض کی اسکی تسبیح کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا

سبحان المعبود فی سبح البحاد [انیس الواعظین]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

چیونٹیاں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہیں [ابن مردویہ]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

نبیوں میں سے ایک نبی کو ایک چیونٹی نے کاٹ لیا تو ان نے چیونٹیوں کی پوری بستی کو جلانے کا حکم دے دیا اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی ایک چیونٹی کی وجہ سے تم نے امتوں میں سے ایک ایسی امت کو جلا دیا جو میری تسبیح کرتی تھی۔ [بخاری و مسلم]

ایک دفعہ داؤد علیہ السلام سمندر پر تشریف لے گئے ایک مینڈک نے انہیں آواز دی اور بتایا میں ستر ہزار مینڈکوں کے درمیان ہوں تمام کے تمام ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ [در منثور]

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جانوروں کے چہروں پر مت مارا کرو کیونکہ ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔ [در منثور]

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

نوح علیہ السلام کا جب وقت وصال آیا تو آپ نے اپنے دو بیٹوں کو نصیحت فرمائی کہ: میں تمہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ پڑھنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ یہ ہر چیز کی نماز ہے اور اسکی برکت سے اللہ تعالیٰ ہر چیز کو رزق عطا فرماتا ہے۔ [احمد]

معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو (سواریوں) جانوروں پر بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا جب تم ان (جانوروں) پر سوار ہوا کرو تو مکمل ہوا کرو اور جب اترو تو مکمل طور پر اترا کرو انکو راستوں اور بازاروں میں کرسیاں مت بنایا کرو کئی (جانور) سواریاں اپنے اوپر سواری کرنے والے سے بہتر ہوتیں ہیں کیونکہ وہ اپنے اوپر سواری کرنے والے سوار سے زیادہ اللہ کا ذکر کرتی ہیں۔ [احمد]

تفسیر فتح القدیر میں ہے ہر چیز ہر وقت اپنی بولی میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے سوائے کافر جن اور انسانوں کے اور گدھا اور کتا بھی تسبیح نہیں کرتے۔

حضرت مجاہد نے فرمایا

ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے اور ان کی تسبیح سبحان اللہ وبحمدہ ہے۔

امام نخعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے حتی کہ جب دروازہ بند کیا جائے یا کھولا جائے تو جو آواز آتی ہے وہ بھی دروازے کی تسبیح ہے۔ اسی طرح چھت کو توڑنے کے دوران جو آواز آتی ہے وہ بھی اسکی تسبیح ہے۔

حضرت عکرمہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

درخت اور ستون اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں جب تک انکو کاٹا نہ جائے یا خشک نہ ہو جائیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ابوبکر، عمر و عثمان بھی تھے نبی اکرم ﷺ نے سات عدد کنکریاں اٹھائیں اور اپنی ہتھیلی مبارک پر رکھ لیں تو ان سے تسبیح کی آواز آنے لگ پڑی اور آواز شہد کی مکھی کی طرح تھی پھر نبی اکرم ﷺ نے انکو نیچے رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئیں اسکے بعد نبی اکرم ﷺ نے انکو دوبارہ اٹھایا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہتھیلی پر رکھ دیں تو پھر تسبیح کی آواز سنائی دینے لگ پڑی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں بھی رکھی گئیں تو وہاں پھر ان سے تسبیح کی آواز آنے لگ پڑی اسی طرح ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھنے سے تسبیح کی آواز سنائی دی۔ [تفسیر روح البیان]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

کھیتی بھی اللہ کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے اس تسبیح کا اجر اسکے مالک کو ملے گا۔

صدقہ بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ داؤد علیہ السلام نے اپنی محراب میں ایک چھوٹا سا موتی دیکھا آپ نے سوچا کہ اسکی تخلیق کا مقصد کیا ہوسکتا ہے اللہ تعالی کے حکم سے وہ موتی بولنے لگ پڑا اسنے عرض کی!

اے داؤد میں اللہ کا ذکر کرتا اور شکر کرتا ہوں۔

حضرت حسن نے فرمایا

مٹی اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے اور جو اسکے ساتھ دیوار بنائی جائے وہ دیوار اسکی تسبیح بیان کرتی ہے۔

حضرت خثیمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں اور حضرت درداء ہنڈیا پکا رہے تھے حضرت درداء رضی اللہ عنہ نے ہنڈیا کے ساتھ کان لگایا تو وہ تسبیح کر رہی تھی۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

جب ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتے تو ہم کھانے سے تسبیح کی آواز سنتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا! یہ کھانا تسبیح کر رہا ہے

صحابہ نے عرض کی کیا آپ اسکی تسبیح سمجھتے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں

پھر آپ ﷺ نے ایک آدمی کو کہا اس کھانے کو اپنے قریب کرو تو اس آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ کھانا سچ مچ ذکر کرتا ہے۔ پھر دوسرے شخص کے قریب کیا گیا تو اسنے بھی اسکی تصدیق کی پھر آپ ﷺ نے اسکو واپس کر دیا۔

ایک شخص نے عرض کی کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ سارے لوگوں کو یہ سناتے تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر یہ کسی کے پاس جا کر خاموش ہو جاتا تو لوگ کہتے اسکے گناہ کی وجہ سے یہ خاموش ہو گیا آپ نے کھانے کا پیالہ واپس منگوالیا۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ نے فرمایا:

اگر تمہارے گھر میں موجود چیزوں کی تسبیح اللہ تعالیٰ تم سے پوشیدہ نہ کرتا تو تمہیں کبھی سکون نہ ملتا۔ [درمنثور]

ایک بزرگ نے جب یہ آیت

وان من شیء الا یسبح بحمدہ

پڑھی تو انکے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر تمام چیزیں اللہ کا ذکر کرتی ہیں تو پھر ہمیں انکی آواز کیوں نہیں سنائی دیتی۔ اس خیال کے آنے کے بعد انکو پیشاب کی حاجت محسوس ہوئی انہوں نے لوٹے کو پکڑا تو لوٹے سے تسبیح کی آواز آنے لگ پڑی وہ پریشان ہو گئے کہ جو لوٹا اتنا مقدس ہو کہ اس سے اللہ کے ذکر کی آواز ہو رہی اور ذکر میں مشغول ہو اسکو میں بیت الخلاء کیسے لے جاؤں؟ پھر وہ مٹی کے ڈھیلوں کو لے کر بیت الخلاء جانے لگے تو مٹی کے ڈھیلوں میں سے بھی اللہ کے ذکر کی آواز آنے لگ پڑی اب وہ پریشان ہو گئے کہ میں ان ڈھیلوں کو بیت الخلاء کیسے لے کر جاؤں مختصر یہ کہ وہ جس طرف بھی جاتے انکو تسبیح کرتی ہوئی وہ چیز ملتی اب وہ پریشان ہو گئے کہ میں کیا کروں؟

اللہ کی طرف سے الہام ہوا کہ ہم نے ان چیزوں کا ذکر بھی تم سے اسی لیے پوشیدہ رکھا ہے کہ تمہارے دنیاوی معاملات نہ رک جائیں۔ اس بزرگ نے اللہ کی بارگاہ میں اپنے اس خیال کی معافی مانگی۔ [نزہۃ المجالس]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

رسول اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا! اے عائشہ میری یہ دو چادریں دھو دو۔ میں نے عرض کی میں نے ان دو چادروں کو دھو چکی ہوں آپ ﷺ نے فرمایا:

اے عائشہ کیا تمہیں علم نہیں کہ کپڑا بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے جب کپڑا میلا ہو جاتا ہے تو اس کی تسبیح ختم ہو جاتی ہے۔ [خطیب فی التاریخ]

حضرت ابودرداء اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ دونوں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے اور پاس پڑے ہوئے پیالے کی تسبیح سن رہے تھے۔ [کشف المحجوب]

حضرت مطرف بن عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ جب اپنے گھر میں اکیلے ہوتے تو آپ کے ساتھ مل کر گھر کی اینٹیں بھی تسبیح کرتیں۔ [طبقات]

حضرت داؤد علیہ السلام ایک دفعہ تنہائی میں زبور شریف کی تلاوت کر رہے تھے انکی نظر ایک کیڑے پر پڑی آپ اس کی تخلیق پر غور کرنے لگے اللہ تعالیٰ نے اس کیڑے کو بولنے کی توفیق دی اس کیڑے نے حضرت داؤد علیہ السلام سے عرض کیا "اے اللہ کے نبی میں ہر روز دن کو ایک ہزار بار **سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر** پڑھتا ہوں۔

ہر روز رات کو ایک ہزار بار یہ درود پاک پڑھتا ہوں **اللھم صل علی محمد النبی الامی علی الہ واصحابہ وسلم** [مکاشفۃ القلوب]

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"کوئی شکار شکار نہیں کیا جاتا اور نہ ہی کوئی درخت کاٹا جاتا ہے اور نہ کسی درخت کی جڑیں (یا تنے یا شاخیں) کاٹی جاتی ہیں مگر صرف اس لیے کہ وہ اپنی تسبیح چھوڑ دیتے ہیں۔ [ابن راہویہ]

یعنی جب کوئی پرندہ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی تسبیح چھوڑ دیتا ہے تو اس کو سزا کے طور پر شکار کر لیا جاتا ہے اور اگر کوئی درخت اللہ کا ذکر چھوڑ دے تو وہ کاٹ لیا جاتا ہے۔

اور ایک روایت حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"اللہ تعالیٰ کی تسبیح کو چھوڑنے کی وجہ سے پرندے (ہوا میں) اور مچھلیاں (پانی میں) شکار ہوتی ہیں۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"تمام جانوروں کی عمریں زمین کے کیڑے مکوڑے، چیونٹیاں، کیڑے، مکڑیاں، گھوڑے، خچر اور ہر قسم کے جانوران کی عمریں اللہ کی تسبیح کی وجہ سے ہوتی ہیں جب یہ اللہ کی تسبیح کرنا

چھوڑ دیں اسی وقت اللہ تعالیٰ ان کی روحیں قبض فرما دیتا ہے۔ [الفردوس بماثور الخطاب]

معلوم ہوا کہ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر خفی کرتی ہے۔ چرند، پرند، درند، درخت مٹی، گھاس گویا کہ ہر چیز اللہ کا ذکر و تسبیح کرتیں ہیں اور جب یہ اپنا ذکر و تسبیح چھوڑ دیں تو اللہ کی طرف سے اسی وقت ان پر عذاب آتا ہے اور ان کو موت دے دی جاتی ہے۔

باب 20

عالم خلق وامر

انسان دو چیزوں کا مرکب ہے۔ایک روح اور دوسرا جسم۔روح کا تعلق عالم امر سے اور جسم کا تعلق عالم خلق سے ہے۔

عالم امر:

وہ عالم جو بغیر مدت اور مادہ کے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے وجود میں آیا عالم امر کہلاتا ہے۔عالم امر اللہ تعالیٰ کا لفظ کن فرمانے سے پیدا ہوا۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَا اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ (یسین)

اللہ تعالیٰ نے عالم امر کو کن کہہ کر پیدا کیا (یعنی ارواح، فرشتے اور لطائف مجردہ وغیرہ کو اللہ تعالیٰ نے کن کہہ کر پیدا فرمایا) عرش سے اوپر اوپر عالم امر ہے اس عالم امر کو، عالم غیب، عالم ارواح، عالم لاہوت، عالم جبروت بھی کہتے ہیں۔ان سب کے مجموعہ کو عالم مجردات کہتے ہیں۔

عالم خلق:

عرش سے نیچے عالم خلق ہے اور عالم خلق کو مادہ سے پیدا کیا گیا ہے۔اس عالم میں ہر چیز کو سبب سے پیدا کیا گیا ہے۔مثلاً بیج بوئیں تو آہستہ آہستہ درخت بنتا ہے۔بچہ والدین کے سبب دنیا میں آتا پھر آہستہ آہستہ بڑا ہوتا چلا جاتا ہے۔ہر چیز کسی سبب سے پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا ہے۔جیسا کہ قرآن پاک میں فرمان الٰہی ہے۔

ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ (پارہ ۲۷ حدید ۴)

اور ایک دن (50) ہزار سالہ دن ہے اللہ تعالیٰ چاہتا تو ایک کن کہہ کر پیدا فرما لیتا لیکن اس نے عالم خلق کے لیے سبب مادہ، مقدار وغیرہ ہی کو لازمی قرار دے دیا اور ہر چیز کو ایک خاص ترتیب اور وقت میں پیدا فرمایا۔عالم خلق کو عالم اسباب، عالم اجسام اور عالم ناسوت بھی کہتے ہیں اور ان سب کے مجموعے کو عالم مادیات کہتے ہیں۔

قرآن پاک میں عالم خلق اور عالم امر کے بارے اس آیت کریمہ میں ارشاد ہے۔

الا له الخلق و الامر (الاعراف ۵۴)

جمع گشتہ در تو عالم خلق و اَمر

جسم تو خلق است روحت ہست امر

ترجمہ: تیرے اندر عالم خلق اور عالم امر جمع ہیں تیرا جسم عالم خلق سے ہے اور تیری روح عالم امر سے ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد بن عبدالاحد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''جس عارف کو عالم امر سے زیادہ مناسبت ہوگی اس کا قدم کمالات ولایت میں بڑھ کر ہوگا اور جس عارف کو عالم خلق کے ساتھ زیادہ مناسبت ہوگی اس کا قدم کمالات نبوت میں بڑھ کر ہوگا اسی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ولایت میں قدم زیادہ رکھتے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قدم نبوت میں زیادہ تر ہے کیونکہ حضرت عیسی میں عالم امر کی نسبت زیادہ بلند ہے جس کے باعث وہ روحانیوں سے مل گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام میں عالم خلق کی نسبت زیادہ بلند ہے جس کی وجہ سے انہوں نے مشاہدہ پر کفایت کر کے رویت بصر طلب کی۔ (مکتوبات شریف)

باب 21

لطائف عشرہ

انسان دس اعضاء سے بنا ہوا ہے ان دس اجزاء میں سے پانچ عالم خلق کے ہیں اور پانچ اجزاء عالم امر کے ہیں۔ان دس اجزاء کو ہی لطائف عشرہ کہتے ہیں۔

لطیفہ: انسانی جسم میں محلِ نور کو لطیفہ کہتے ہیں۔امام جرجانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں لطیفہ وہ جوہر ہے جو مادہ سے خالی ہوتا ہے۔اس کو لطیفہ انسانیہ بھی کہتے ہیں۔

عالم خلق کے پانچ لطائف یا اجزاء یہ ہیں!

مٹی، پانی، ہوا، آگ، لطیفہ نفس

عالم امر کے پانچ لطائف یا اجزاء یہ ہیں!

لطیفہ قلب، لطیفہ روح، لطیفہ سر، لطیفہ خفی، لطیفہ اخفی

ان لطائف کے اصول عرش کے اوپر ہیں۔جب اللہ تعالیٰ نے انسانی بدن کو پیدا فرمایا تو عالم امر کے لطائف کو انسان کے جسم میں مخصوص جگہوں میں رکھا اور انہی مخصوص جگہوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انوار فیوض و برکات اور اسرار الٰہیہ کا نزول ہوتا ہے۔جسم انسانی میں آکر نورانی لطائف کی نورانیت زائل ہوگئی اور ان پر نفس امارہ کی ہمنشینی کی وجہ سے ظلمانی حجابات آگئے۔اس لیے سالکین ذکر وفکر توجہ شیخ کے ذریعے پھر ان کو نورانی بنا لیتے ہیں۔اگرچہ ان لطائف کا اصلی وطن فوق الفرش (عرش کے اوپر) یعنی عالم امر ہے لیکن جسم انسانی کے ساتھ ان کا تعلق لطیف ہے۔ان لطائف کی تطہیر سے سالک کو عالم امر میں روحانی سیر اور عروج حاصل ہوتا ہے۔

جیسا کہ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

انسان ایک ایسا جامع نسخہ ہے جو عشرہ اجزاء یعنی عناصر اربعہ، نفس ناطقہ، لطیفہ قلب، لطیفہ روح، لطیفہ سر، لطیفہ خفی اور لطیفہ اخفی سے مرکب ہے۔اور دوسرے قوی و جوارح و اعضاء جو انسان کے اندر ہیں انہی اجزاء میں شامل ہیں یہ اجزاء (یا لطائف) ایک دوسرے کے متضاد اور

مخالف ہیں۔عناصرِ اربعہ کا ایک دوسرے کے متضاد ہونا تو ظاہر ہے۔(یعنی آگ کا متضاد پانی، ہوا کا متضاد مٹی وغیرہ) اسی طرح عالم امر اور عالم خلق کی متضادیت بھی (ہم) جانتے ہیں اور عالم امر کے پانچ لطائف میں سے ہر ایک (لطیفہ) علیحدہ علیحدہ کام کے ساتھ مخصوص ہے اور علیحدہ علیحدہ کمال کی طرف منسوب ہے۔اور نفس ناطقہ خود اپنی خواہش اور ہوا کا طالب ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ

ان میں سے کوئی (لطیفہ) بھی دوسرے (لطیفہ) سے نہیں ملتا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم نے اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ ہر ایک (لطیفہ) کی تیزی اور غلبہ کو توڑ کر جمع فرما دیا ہے اور ہر ایک کو خاص مزاج اور ہیت واحدنی عطا فرمائی۔مزاج خاص اور ہیت واحدنی عطا فرما کر اپنی حکمت بالغہ سے اس کو ایسی صورت بخشی ہے جو اجزاء متضادہ مفرقہ کی حفاظت کر سکے۔اس مجموعہ کو انسان کے ساتھ مسمی کر کے جامعیت اور ہیت واحدنی کے حاصل ہونے کے اعتبار سے خلافت کے شرف استعداد سے مشرف فرمایا ہے۔یہ خلافت کی دولت انسان کے سوا کسی اور کو میسر نہیں آئی۔عالم کبیر اگرچہ بڑا ہے لیکن جامعیت سے خالی اور ہیت واحدنی سے بے نصیب ہے۔یہ ماجرا تمام افراد انسانی میں ثابت ہے اور تمام خاص و عام انسان اس میں شریک ہیں۔ ﴿مکتوبات شریف﴾

اور امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں

عالم خلق اور عالم امر کے لطائف میں ہر ایک لطیفہ کی صورت بھی ہے اور حقیقت بھی

یعنی جس طرح عنصر خاک ظاہر رکھتا ہے اور باطن بھی اس طرح اخفی صورت بھی رکھتا ہے اور حقیقت بھی۔ ﴿مکتوبات شریف﴾

مولانا فصیح الدین رحمۃ اللہ علیہ نے واقعہ میں دیکھا کہ شیطان اپنے ساتھیوں کے ساتھ میرے قلب اور تمام لطائف تک پہنچا ہے جب دل اور دوسرے لطائف کو ذکر سے معمور پایا تو ان مقامات میں نہ ٹھہر سکا اور مایوس ہو کر واپس چلا گیا۔ ﴿ماخوذ از مکتوبات خواجہ محمد معصوم﴾

باب 22

مقامات لطائف عشرہ

لطیفہ قلب کا مقام:

لطیفہ قلب کا مقام انسانی جسم میں بائیں پستان کے دو انگشت (انگلی) نیچے مائل بہ پہلو ہے۔

لطیفہ روح کا مقام:

لطیفہ روح کا مقام انسان کے جسم میں دائیں پستان کے دو انگشت نیچے مائل بہ پہلو ہے۔

لطیفہ سر کا مقام:

لطیفہ سر کا مقام انسان کے جسم میں بائیں پستان کے برابر دو انگشت کے فاصلے پر مائل بہ وسط سینہ ہے۔

لطیفہ خفی کا مقام:

لطیفہ خفی کا مقام انسان کے جسم میں دائیں پستان کے برابر دو انگشت کے فاصلے پر مائل بہ وسط سینہ ہے۔

لطیفہ اخفی کا مقام:

لطیفہ اخفی کا مقام انسان کے جسم میں وسط سینہ ہے۔

لطیفہ نفس کا مقام:

لطیفہ نفس کا مقام انسان کے جسم میں وسط پیشانی یا ام الدماغ ہے۔ بعض بزرگوں کے نزدیک اس کا مقام زیر ناف ہے۔ لیکن امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی تطبیق اس طرح فرمائی ہے کہ "لطیفہ نفس کا سر ام الدماغ یا وسط پیشانی ہے اور اس کا قدم متصل زیر

ناف ہے"۔

<u>عناصر اربعہ کے مقامات:</u>

انکا مقام سارا جسم ہے۔ مٹی، پانی، آگ اور ہوا کو مجموعی طور پر لطیفہ قالبیہ بھی کہتے ہیں۔

توجہ شیخ سے ان تمام مقامات پر اللہ تعالیٰ کا ذکر خفی جاری ہو جاتا ہے ہر وقت یہ لطائف اسم ذات کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ جب لطیفہ نفس ذاکر ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ انسان کے عناصر اربعہ جو کہ عالم خلق کے لطائف ہیں وہ بھی اللہ اللہ کرنے لگ پڑتے ہیں اور جسم کا بال بال اور ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف ہو جاتا ہے۔

لطائف کے مقامات کا قرآن وحدیث سے ثبوت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الزمر میں ارشاد فرمایا

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہ صَدْرَہ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِنْ رَّبِّہ

ترجمہ: تو کیا جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے۔

نیز فرمایا اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَک

ترجمہ: کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا؟

ان آیات سے انسانی بدن میں سینہ کا باعث برکت ہونا ثابت ہوتا ہے۔

ابن ماجہ میں باب ترجیع فی الاذان میں ابو محذورہ ﷛ کا اپنا بیان ہے کہ ہم نے اذان کی نقلیں اتاریں تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا اور ایک تھیلی دی جس میں چاندی تھی پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر چہرے پر پھیرا پھر اپنا ہاتھ سینے پر پھیرا حتیٰ کہ ناف تک پھیرا پھر آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ تجھے برکت دے اور تجھ پر برکت نازل فرمائے"

رسول اللہ ﷺ کا ارادی طور پر جسم کے ان اعضاء پر ہاتھ پھیرنا جو کہ حقیقت میں لطائف کے مقامات ہیں۔ کسی بھی صورت میں حکمت سے خالی نہیں ہے اور ان مقامات کا متبرک اور

مخصوص ہونا اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

لطائف کے نام:

صوفیاء کرام نے لطائف کے نام بھی قرآن پاک ہی سے لیے ہیں۔

قلب:

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَهٗ قَلْبٌ ﴿پارہ ۲۶، سورۃ ق آیت ۳۷﴾

روح:

قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ ﴿پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل آیت ۸۵﴾

سر اور اخفیٰ:

فَاِنَّهٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی ﴿پارہ ۱۶، سورۃ طٰہٰ آیت ۷﴾

خفی:

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً ﴿پارہ ۸، الاعراف آیت ۵۵﴾

نفس:

وَ نَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ﴿پارہ ۳۰، سورۃ الشّمس آیت ۷﴾

نوٹ: بعض بزرگ لطیفہ نفس کو لطیفہ ''انا'' بھی کہتے ہیں جیسا کہ شیطان نے کہا اَنَا خَیْرٌ مِنْهُ

باب 23

لطائف کی تعداد میں اختلاف کی وجہ

(۱) بعض بزرگوں کے نزدیک دو لطائف ہیں

لطیفہ قلب اور لطیفہ نفس:

اسکی وجہ یہ ہے چونکہ لطیفہ قلب کے اندر ہی باقی لطائف عالم امر مندرج ہوتے ہیں لہذا وہ ان پانچ کو ایک گنتے ہیں۔ اسی طرح لطیفہ نفس کے اندر ہی باقی چار عالم خلق کے لطائف مندرج ہوتے ہیں اور وہ ان کو ایک لطیفہ گنتے ہے۔

(۲) ہمارے بعض بزرگ لطائف کی تعداد چھ بیان فرماتے ہیں:

ان کے نزدیک پانچ عالم امر کے قلب، روح، سر، خفی، اخفی اور وہ لطیفہ نفس کے اندر باقی چار لطائف عالم خلق آگ، ہوا، مٹی اور پانی کو مندرج فرماتے ہیں چونکہ سلسلہ نقشبندیہ میں لطیفہ نفس طے کروانے کے دوران ہی باقی چار بھی عالم خلق کے لطائف طے کروا دیئے جاتے ہیں اس لیے بعض انکو ایک ہی گنتے ہیں۔

(۳) بعض بزرگوں کے نزدیک لطائف کی تعداد سات ہے:

یہ بزرگ پانچ تو عالم امر کے لطائف بتاتے ہیں۔

قلب، روح، سر، خفی اور اخفیٰ۔

اور دو عالم امر کے گنتے ہیں۔

نفس اور قالبیہ (آگ، ہوا، مٹی، پانی)

ان کے نزدیک لطیفہ قالبیہ ان چاروں پر مشتمل ہوتا ہے لہذا وہ ان چاروں کو مجموعی طور پر ایک گنتے ہیں۔

(۴) بعض بزرگوں کے نزدیک لطائف کی تعداد گیارہ ہے:

وہ پانچ عالم امر کے قلب، روح، سر، خفی، اخفی اور پانچ عالم خلق نفس، آگ، ہوا، مٹی، پانی اور گیارواں لطیفہ وہ سلطان الاذکار کو کہتے ہیں۔

(۵) **ہمارے امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لطائف کی تعداد دس ہے:**

پانچ عالم امر کے، پانچ عالم خلق کے اور یہی ہمارے نزدیک زیادہ بہتر ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ

جن نے دو لطائف فرمایا وہ بھی دس لطائف کو ہی ذاکر بناتے ہیں اور جن نے چھ فرمایا وہ بھی دس لطائف کا ذکر کرتے ہیں اور جو سات فرماتے ہیں وہ بھی دس کا ہی ذکر کرتے ہیں۔ اور جو گیارہ فرماتے ہیں ان کے بھی دس لطائف ہی ذکر کرتے ہیں۔ کیونکہ سلطان الاذکار تو مجموعی طور پر عالم خلق کے پانچ لطائف کے ذکر کو کہتے ہیں، یعنی جب نفس، آگ، ہوا، مٹی اور پانی ذاکر ہو جائیں تو اس وقت اس ذکر کو سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ کیونکہ اس میں انسان کے جسم کا بال بال اور ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کا ذاکر ہو جاتا ہے۔ لہذا یہ تو کوئی علیحدہ لطیفہ نہیں بلکہ لطائف کے مجموعی ذکر کا نام ہے۔ لطائف کی تعداد حقیقت میں دس ہی ہے ان کی طرف ہی توجہ ہمارے مشائخ نقشبندیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں اور یہی ہمارے نزدیک زیادہ بہتر ہے۔

باب 24

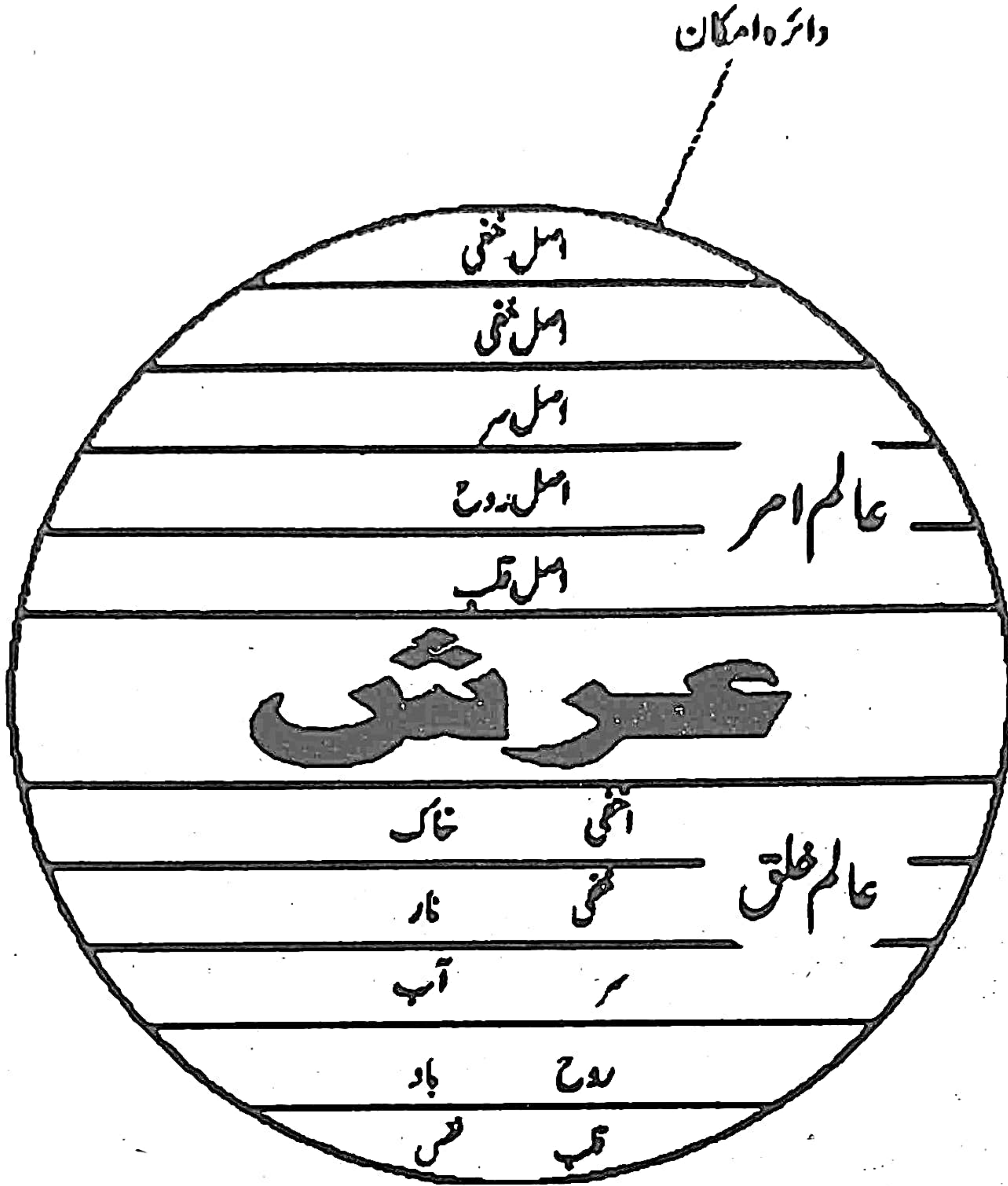
لطیفہ جاری ہونے اور لطیفہ فنا ہونے کا مطلب

لطیفہ ذاکر ہونا یا لطیفہ جاری ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دل کی حرکت خیال کے کانوں تک پہنچے اور خیال کے کان دل کا ذکر سنیں۔ جب ہم کہتے ہیں کہ فلاں کا قلب جاری ہو گیا تو اس کا لطیفہ قلب ذکر کرنے لگ جاتا ہے جس کو ذاکر خود اپنے خیال کے کانوں سے سنتا ہے اسی طرح لطیفہ روح بھی ذاکر ہو جاتا ہے اور باقی تمام لطائف بھی ذاکر ہوتے جاتے ہیں۔ لیکن یہ تو لطیفہ کا جاری ہونا ہے جو کہ لطائف کی الف اور با ہے۔

حقیقی ذاکر لطیفہ اس وقت ہوتا ہے جب یہ اپنی اصل جو کہ فوق العرش ہے اس میں فنا ہوتا ہے۔ لطیفہ کے فنا ہونے کے بعد ہی لطائف حقیقت میں نورانی ہوتے ہیں اور ان کی برکات کا مکمل طور پر ظہور ہوتا ہے۔

خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جان لیں کہ ہر لطیفہ کی فنا اس لطیفہ کے اپنی اصل تک پہنچنے سے وابستہ ہے اور چونکہ روح کی اصل صفات بلکہ ظلال صفات کے مقام سے ہے کیونکہ عالم امر کے پانچوں لطائف کے اصول اسماء و صفات کے ظلال کے دائرہ میں داخل ہیں کہ ان میں سیر واقع ہونا ولایت صغریٰ ہے جو کہ اولیاء اللہ کی ولایت ہے۔ پس فنائے روح صفات کے ظلال تک وصول سے عبارت ہے جیسا کہ قلب کی اصل افعال واجب تعالیٰ کے مقام سے ہے اور اس کی فنا اس کے اس مقام تک وصول سے وابستہ ہے۔ اس دائرہ ظلال سے گزر جانے کے بعد اسماء صفات وشیون وتنزیہات کا دائرہ ہے کہ اس میں سیر (واقع ہونا) ولایت کبریٰ ہے جو کہ انبیاء علیہم السلام کی ولایت ہے عالم امر کے پانچوں لطائف کے عروج کی انتہا اس دائرہ کی نہایت تک ہے اور اس دائرہ سے گزرنے کے بعد ان کے اصول کا دائرہ ہے اور اس سے گزرنے کے بعد ان اصول کے اصول کا دائرہ ہے اور اس سے گزرنے کے بعد دائرہ کی ایک قوس ہے جو کہ ان سب (تینوں) دائروں کی اصل ہے۔



ہمارے حضرت مجددالف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ

"ان تینوں قسم کے کمالات کا حصول نفس مطمئنہ کے ساتھ مخصوص ہے اور اس نفس کو اطمینان کا حصول اس مقام میں میسر آتا ہے"۔

اور اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ نفس کا کمال عالم امر کے کمالات سے اوپر ہے اور اس کا کامل طور سے فنا ہو جانا ان تینوں قسم کے اصول تک وصول سے وابستہ ہے پس فنائے نفس فنائے روح کے بعد بلکہ عالم امر کے لطائف کی فنا کے بعد ہوگی اور یہ جو ہم نے اس کا کامل طور پر فنا ہونا کہا ہے یہ اس لیے کہ فنائے نفس اور اس کے اطمینان کی ابتداء اسماء وصفات کے ظلال کے دائرہ

سے ہیں جو کہ ولایت صغریٰ ہے۔ فنا کی حقیقت ان تینوں قسم کے اصول کے ساتھ وابستہ ہے۔ ارباب ولایت صغریٰ بھی نفس کے فنا اور مطمئنہ ہو جانے کی خبر دیتے ہیں لیکن چونکہ اس مقام میں فنا کی حقیقت نہیں اس لیے کہتے ہیں

ہر چند کہ مطمئنہ گردد

ہر گز صفات خود نہ گردد

(یعنی اگرچہ نفس مطمئنہ ہو جائے پھر بھی اپنی صفات، عادات سے ہرگز باز نہیں آتا) اور جو شخص فنا کی حقیقت کو پہنچ چکا ہے وہ کہتا ہے کہ فنا واطمینان کے بعد اس میں بال پھر مخالفت بھی نہیں رہتی۔ اطاعت وتسلیم کے سوا اس کا کوئی کام نہیں۔ ﴿مکتوبات خواجہ محمد معصوم﴾

جیسا کہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ان پانچ لطائف کے اصول میں سیر کا آغاز عرش مجید سے ہے جو قلب انسانی کی اصل ہے اس کے اوپر روح انسانی کی اصل ہے، اس کے اوپر سر انسانی کی اصل ہے اور سر کے اصل کے اوپر خفی کی اصل ہے اور خفی کی اصل کے اوپر اخفی کی اصل ہے۔

جب عالم کبیر کے ان پنجگانہ مراتب کو مفصل طور پر طے کر کے آخری نقطہ تک پہنچتے ہیں اس وقت دائرہ امکان تمام طے ہو کر فنا کی منزلوں میں سے اول منزل میں قدم رکھا جاتا ہے بعد ازاں اگر ترقی ہو تو اسماء وصفات واجب تعالیٰ کے ظلال میں سیر واقع ہو گی اور یہ ظلال وجوب امکان کے لیے درمیان برزخ کی طرح ہیں اور عالم کبیر کے ان پنجگانہ مراتب کے اصول کی طرح ہیں۔ اور ان ظلال میں بھی اسی ترتیب سے سیر ہو گی۔ اگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان ظلال کی بہت سی منزلوں کو بھی طے کر کے ان کے اخیری نقطہ تک پہنچ جائیں تو پھر اسماء وصفات واجب تعالیٰ میں سیر شروع ہو گی اور اسماء وصفات کی تجلیات ظاہر ہوں گی اور شیون واعتبارات کا ظہور جلوہ فرمائے گا۔ اس وقت عالم امر کے پانچ لطائف کا معاملہ سب کا سب طے ہو جائے گا اور ان کا حق ادا ہو چکا ہوگا۔ اس کے بعد اگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس مقام سے بھی ترقی نصیب ہو جائے تو نفس کے

مطمئن ہونے سے واسطہ پڑے گا اور مقام رضا جو کہ سلوک کے مقامات میں سے نہایت کا مقام ہے حاصل ہوگا۔ اس مقام میں شرح صدر حاصل ہوتی ہے اور اسلام حقیقی سے مشرف ہوتے ہیں اور وہ کمالات جو اس مقام میں حاصل ہوتے ہیں ان کے مقابلہ میں وہ کمالات جو عالم امر سے متعلق ہیں ایسے ہیں جیسے دریائے محیط کے مقابلہ میں قطرہ۔ ﴿مکتوبات شریف﴾

اور امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں

عالم امر کی ابتداء مرتبہ قلب سے ہے اور قلب کے اوپر روح اور روح کے اوپر سر اور سر کے اوپر خفی اور خفی کے اوپر اخفی ہے۔ عالم امر کے ان جواہر خمسہ کا ادراک کرنا اور ان کی حقیقت پر اطلاع پانا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے کامل پیروکاروں کا مقدر ہے۔ جواہر پنجگانہ کے باقی مراتب عرش کے اوپر ہیں۔ عرش عالم کبیر میں عالم خلق اور عالم امر کے درمیان برزخ ہے جسطرح قلب انسان جو عالم صغیر میں ہے عالم خلق اور عالم امر کے درمیان برزخ ہے۔ قلب اور عرش اگرچہ بظاہر عالم خلق میں ہیں لیکن حقیقت میں عالم امر سے ہیں اور بیچونی اور بچگونی سے کچھ حصہ رکھتے ہیں۔ ﴿مکتوبات شریف﴾

خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

عالم امر کے لطائف خمسہ (قلب، روح، سر، خفی اور اخفی) جو کہ انسان کے اجزاء ہیں ان کے اصول عالم کبیر میں ہیں جیسا کہ عناصر اربعہ بھی جو کہ انسان کے اجزاء ہیں۔ عالم کبیر میں اصول رکھتے ہیں جو کہ کرہ ارضی، کرہ مائی، کرہ ہوائی اور کرہ ناری ہیں (مٹی، پانی، ہوا اور آگ) ہیں۔ اور لطائف خمسہ کے اصول کا ظہور عرش کے اوپر ہے جو کہ لامکانیت کے ساتھ موصوف ہے اس لیے عالم امر کو لامکانی کہتے ہیں اور ان کی لامکانیت آسمانوں اور زمینوں کی نسبت سے ہے اور مرتبہ وجوب کی نسبت سے لامکانیت عین مکانیت ہے۔ پس عالم امر گویا مکانی و لامکانی کے درمیان واسطہ ہے۔ دونوں جانب سے حصہ رکھتا ہے اور (عالم امر کے) ان لطائف خمسہ میں سے ہر ایک کا کمال اور اس کی فنا و بقا اس کے بعض کمالات الٰہی تک پہنچنے اور ان میں فنا حاصل کرنے

کے ساتھ وابستہ ہے۔فنائے قلب کا کمال تجلی افعال کے ساتھ وابستہ ہے اور اس کا ان میں فنا ہونا اور ان کے ساتھ بقا حاصل کرنا ہے۔اس فنا کے حاصل ہونے کے بعد دل کو ماسوائے اللہ سے نسیان اس قسم کا ہو جاتا ہے کہ اگر وہ برسوں تک ماسوا کو یاد کرے تو وہ ہرگز یاد نہ آئے اور روح کا کمال تجلی صفات اور اس میں فنا و بقاء کے ساتھ وابستہ ہے اور سر کو شیون کے ساتھ مناسبت ہے جو کہ صفات کے اصول ہیں اور خفی کو مرتبہ تنزیہات و تقدیسات کے ساتھ مناسبت ہے اور اخفی کو اس مرتبہ کے ساتھ مناسبت ہے جو کہ تنزیہات سے اوپر اور مرتبہ ذات تعالیٰ سے بہت نیچے ہے۔ان تینوں قسم کے لطائف (سر، خفی اور اخفی) کا کمال ان میں سے ہر ایک کے مناسب کمالات ذاتیہ تک پہنچنے سے وابستہ ہے اور اس معنی کے ساتھ فنا و بقا کا حاصل ہونا ہے۔﴿مکتوبات خواجہ محمد معصوم﴾

باب 25

لطائف کا پرواز کرنا

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

لطیفہ قلب کی ترقی اسی لطیفہ (نفس) سے وابستہ ہے وہ روح کے مقام اور روح اس کے اوپر کے مقام میں رسائی قائم کرتا ہے۔اسی طرح روح اور اسکے اوپر والے لطائف کی ترقی بھی اسی پر منحصر ہے۔ وہ اوپر کے مقامات پر رسائی حاصل کرتے رہتے ہیں مگر یہ رسائی شروع میں احوال کے طریقہ پر حاصل ہوتی ہے اور آخر میں مقام کے طور پر نفس کی ترقی اس وقت ہوتی ہے جب وہ شروع میں بطور احوال و آخر میں بطور مقام کے قلب کے مقام پر پہنچ جائے۔آخر میں چھ لطائف اخفی میں پہنچ جاتے ہیں اور سب کے سب مل کر مقام قدس کی طرف پرواز کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔لطیفہ قالب کو خالی چھوڑ دیتے ہیں لیکن یہ پرواز بھی ابتداء میں بطور احوال ہوتی ہے اور آخر میں بطور مقام اس وقت مقام فنا حاصل ہوتا ہے صوفیاء کرام نے جس موت کو موت سے پہلے قرار دیا ہے۔

مُوْتُوْ قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْ

اس سے مراد یہ ہے کہ لطیفہ قالب سے یہ چھ لطائف جدا ہو جاتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ تمام لطائف ایک جگہ جمع ہو جائیں اور اعلیٰ پرواز کریں کبھی قلب اور روح دونوں مل کر پرواز کرتے ہیں کبھی تینوں کبھی چاروں لطائف کام کرتے ہیں۔ چھ لطائف کا کامل پرواز کرنا یہ بات زیادہ عمدہ اور کامل ہے۔ یہ ولایت محمدی کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کے علاوہ جو بھی صورت سامنے آتی ہے وہ بھی ولایت سے ایک ہے اور یہ چھ کے چھ لطائف جسم سے جدائی اختیار کر لیتے ہیں اور مقام قدس تک رسائی حاصل کر لینے اور اس کے رنگ میں رنگ جانے کے بعد اگر قالب کی طرف لوٹ آئیں اور وہ ماسوائے محبت کے تعلق اور تعلق پیدا کر لیں تو وہ قالب کا حکم اختیار کر لیتے ہیں اور ایسی اختلاط کے بعد ایک قسم کی فضا پیدا کرتے ہیں اور مردہ کا حکم اختیار کر لیتے ہیں اس

وقت ایک خاص تجلی سے منور ہوتے ہیں اور از نو حیات پیدا کرتے ہیں اور بقا باللہ کے مقام پر راسخ الاعتقاد ہو جاتے ہیں اور خدائی اخلاق کے ساتھ آراستہ و پیراستہ ہو جاتے ہیں۔ اس وقت اگر انہیں وہ خلعت بخش کر دنیا کی طرف واپس کر دیں تو معاملہ قربت کے ساتھ انجام پاتا ہے اور تکمیل کا مقدمہ پیدا ہو جائے گا اگر دنیا کی طرف واپس نہ کریں اور قربت کے بعد ترقی حاصل نہ ہو سکے تو وہ اولیائے عزلت سے ہو جائے گا۔

اور طالبین کی تربیت اور ناقص لوگوں کی تکمیل اس کے ہاتھ سے نہیں ہو سکے گی۔ ﴿مبداء المعاد﴾

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

عقل معاد پر ایک ایسا وقت بھی آتا ہے کہ نفس مطمئنہ کی قربت اور ہمسائیگی کا باعث بن جاتا ہے۔ اور یہ شوق اس حد تک بڑھتا ہے کہ عقل معاد نفس مطمئنہ کے مقام تک پہنچ جاتی ہے اس حالت میں عقل معاد قلب کو خالی چھوڑ جاتی ہے اور اس وقت سمجھنا اور یاد رکھنا بھی مضغہ گوشت میں قرار پکڑتا ہے۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لِذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَه قَلْب ﴿قرآن﴾

ترجمہ: یقیناً اس میں نصیحت ہے اس شخص کے لیے جو قلب رکھتا ہے۔

اور اس وقت وہی قلب خود اپنا ترجمان ہوتا ہے اس وقت عارف کا معاملہ قالب (جسم) کے ساتھ پیش آتا ہے آتشی جز وکہ اس کی طبیعت سے انا خیر منه کی ندا ظاہر ہوتی تھی۔ فرمان بردار ہونے لگتا ہے اور تدریجاً اسلام حقیقی کے شرف سے مشرف ہو جاتا ہے۔ پس ابلیسی جامہ اس سے اتار دیا جاتا ہے۔ نفس مطمئنہ کے اصلی مقام تک پہنچا دیتے ہیں اور اس (نفس مطمئنہ) کا قائم مقام بنا دیتے ہیں۔ پس قالب میں قلب حقیقی کا خلیفہ مضغہ گوشت ہوا اور نفس مطمئنہ کا قائم مقام آتشی (آگ) جز بن گیا۔

زر شد مس وجود من از کیمیائے عشق

ترجمہ: سونا بن گئی میرے وجود کی خاک کیمیائے عشق سے

اور ہوائی جزو روح کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے لہذا سالک وصول کے وقت اور اس کے مقام ہوا تک عروج پر کبھی اسی ہوا کو عنوان حقانیت سمجھ لیتا ہے اور اسی میں گرفتار ہو جاتا ہے چنانچہ مقام روح میں یہی شہود ہاتھ میں آتا ہے اور اس میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اور جب (مجھے) اس مقام سے گزار دیا تو حق باطل سے جدا ہو گیا اور یہ ہوائی جزو مقام روحی کے ساتھ مناسبت کے واسطہ سے اس قالب میں روح کا قائم مقام ہو جاتا ہے اور بعض امور میں روح کا حکم پیدا کر لیتا ہے اور جزو آبی جامعہ قلبیہ کی حقیقت سے مناسبت رکھتا ہے۔ لہذا اسکا فیض تمام اشیاء کو پہنچتا ہے۔

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ

ترجمہ: اور ہم نے پانی سے تمام اشیاء کو زندہ کیا

اسکی بازگشت بھی مضغہ گوشت ہے اور جزو خاکی (مٹی) جو اس قالب کا جزو اعظم ہے کمینگی اور خست کی آلودگی جو اسکی ذاتی صفات ہیں سے پاک ہو کر اس قالب میں حاکم اور غالب ہو جاتا ہے اور جو کچھ قالب میں ہے اسی کے حکم میں ہو جاتا ہے اور اسی کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور یہ اس کے جامعیت تامہ کے واسطہ سے ہے۔ قالب کے تمام اجزاء حقیقت میں اسی کے جزو ہیں اسی لیے کرہ زمین عناصر اور افلاک کا مرکز ہے اور اس (زمین) کا مرکز عالم کا مرکز ہے اس وقت قالب کا معاملہ بھی انجام کو پہنچ جاتا ہے اور عروج و نزول کی انتہا ثابت ہو جاتی ہے اور تکمیل کا کمال اس وقت حاصل ہوتا ہے۔

اور یہ ہے وہ انتہا جو ابتداء کی طرف رجوع رکھتی ہے جاننا چاہیئے کہ روح اپنے مراتب اور توابع کے ساتھ اگر چہ عروج کے طریقے پر اپنی جائے قرار پر ہوتی ہے لیکن چونکہ ابھی اسے قالب کی تربیت درپیش ہوتی ہے۔ (لہذا) اس عالم کی طرف توجہ درکار ہوتی ہے اور جب قالب کا معاملہ انجام کو پہنچ جاتا ہے۔ روح، سر، خفی، اخفی، قلب، نفس اور عقل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور اس قالب سے پوری طرح منہ پھیر لیتی ہیں اور قالب بھی ہمہ تن مقام عبودیت کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔

پس روح اپنے مراتب کے ساتھ شہود و حضور کے مقام پر متمکن ہو جاتی ہے اور غیر حق کی دید و دانش سے روگرداں ہو جاتی ہے اور قالب پورے طور پر اطاعت اور بندگی کے مقام پر راسخ ہو جاتا ہے یہ ہے فرق بعد الجمع کا مقام اور اللہ تعالیٰ ہی کمالات کی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔

اس درویش (امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ) کو اس مقام میں خصوصی رسائی حاصل ہے اور وہ روح کا اپنے مراتب کے ساتھ عالم خلق کی طرف لوٹنا ہے تا کہ انہیں حق تعالیٰ کی طرف دعوت دے اور روح اس وقت قالب کے حکم میں ہو جاتی ہے اور اس کے تابع ہو جاتی ہے نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ اگر قالب حاضر ہے روح بھی حاضر ہے اور اگر قالب غافل ہے تو روح بھی غافل ہے۔ مگر نماز ادا کرنے کے وقت روح اپنے مراتب کے ساتھ بارگاہ قدس جل شانہ کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے اگر چہ قالب غافل ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ نماز مومن کی معراج ہے جاننا چاہئے کہ یہ واصل کا رجوع جو پورے طور پر واقع ہوتا ہے۔ دعوت کے سب سے کامل مقامات میں سے ہے یہ غفلت جمع کثیر کے حضور کا سبب ہے غافل اس غفلت (کی حقیقت) سے غافل ہیں اور حاضر اس رجعت سے جاہل ہیں۔ ﴿مبداء المعاد﴾

باب 26

لطائف عالم امر و خلق کا آپس میں تعلق

عالم خلق کے پانچوں لطائف کو عالم امر کے پانچوں لطائف سے مناسبت ہے اور عالم خلق کے لطائف عالم امر کے لطائف کی اصل ہیں

جیسا کہ

خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

جان لیں کہ عالم امر کے پانچوں لطیفوں میں سے ہر ایک لطیفہ کو عالم خلق کے کسی نہ کسی ایک لطیفہ سے مناسبت ہے۔

لطیفہ اخفی کو	خاک سے
خفی کو	آگ سے
سر کو	ہوا سے
روح کو	پانی سے
قلب کو	نفس سے

مناسبت ہے۔ جب وہ معاملہ جو کہ لطائف عالم امر کے ساتھ وابستہ ہے انجام کو پہنچ جاتا ہے اور سیر ان کے اصول اور اصولِ اصول میں پہنچ جاتی ہے تو عالم خلق کے کمالات اور انکے اصول میں سیر پیش آتی ہے۔ لطائف عالم امر کو کمالات ولایت کے ساتھ مناسبت ہے اور لطائف عالم خلق کو کمالات نبوت کے ساتھ زیادہ مناسبت ہے۔

ایک اور مکتوب میں خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

عالم خلق کے لطائف خمسہ عالم امر کے لطائف کی اصل ہیں۔ لطیفہ نفس کا معاملہ قلب کے معاملہ کی اصل ہے اور لطیفہ ہوا کا معاملہ لطیفہ روح کے معاملہ کی اصل ہے۔ لطیفہ پانی کا معاملہ لطیفہ سر کے معاملہ کی اصل ہے اور لطیفہ نار (آگ) کا معاملہ لطیفہ خفی کے معاملہ کی اصل ہے اور

لطیفہ خاک کا معاملہ لطیفہ اخفی کے معاملہ کی اصل ہے۔ ﴿ مکتوبات خواجہ محمد معصوم ﴾

یادر ہے کہ

سلسلہ عالیہ، نقشبندیہ مجددیہ میں پہلے عالم امر کے لطائف طے کروائے جاتے ہیں اس کے دوران ہی عالم خلق کے لطائف طے کروادیئے جاتے ہیں اور اسی دوران عالم خلق کے لطائف میں طہارت اور لطافت آجاتی ہے۔ جبکہ لطیفہ نفس کو علیحدہ طے کروایا جاتا ہے۔ تاکہ کامل تزکیہ ہو جائے نیز عالم خلق و عالم امر کے تمام لطائف ہر انسان میں ہوتے ہیں۔ چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر، خواہ ان میں طہارت، نفاست، لطافت اور فنائیت آئے یا نہ آئے۔

نفس عالم خلق کا آخری لطیفہ ہے جبکہ اخفی عالم امر کا آخری لطیفہ ہے۔

خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

نفس امارگی کی حالت میں بھی اور جب مطمئن ہو اس وقت بھی لطائف کا سردار ہوتا ہے۔ خودپسندی، تکبر، جاہ پسندی اسکی ذات میں ودیعت ہیں اور ہر برائی اور بدکاری کی طرف بلاتا ہے۔

حدیث قدسی ہے!

تو اپنے نفس کی مخالفت کر بے شک یہ میری مخالفت پر کمر بستہ ہے۔

صوفیائے کرام کے طریقہ پر چلنا اور اہل اللہ کی خدمت کرنا اس کی اصلاح اور اسے مطیع کرنے کے لیے ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے نفس اپنی صفات رذیلہ سے خالی ہونے لگتا ہے اور اسلام (تابعداری) قبول کرتا ہے تو لوامہ بن جاتا ہے۔ اس کے بعد ملہمہ پھر بتدریج فنائے کامل و بقائے اکمل کے ذریعے مطمئن ہو جاتا ہے اس وقت وہ اپنے مولا سے راضی اور مولا اس سے راضی ہو جاتا ہے۔ ﴿ مکتوبات خواجہ محمد معصوم ﴾

نوٹ: لطیفہ نفس، ولایت کبریٰ یا ولایت انبیاء میں مطمئن ہوتا ہے جبکہ آگ، ہوا، پانی ولایت علیا (یا ولایت ملائکہ) میں اور لطیفہ خاک کمالات نبوت پر مطمئن ہوتا ہے۔

باب 27

کسی لطیفہ کا فنا ہونا اور کسی کا نہ ہونا

سوال: کیا سالک کے تمام لطائف فنا ہو جاتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اسکا جواب یہ ہے کہ بعض سالکوں کے تمام لطائف فنا حاصل کر لیتے ہیں لیکن اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی لطیفہ فنا ہو جائے اور کوئی لطیفہ فنا نہ ہو۔ ممکن ہے تین لطائف فنا ہوں اور باقی دو نہ ہوں یا چار ہوں اور ایک نہ ہو۔ لیکن بعض خاص سالکوں کے تمام لطائف بھی فنا حاصل کر لیتے ہیں لیکن ایسے سالک تعداد میں کم ہوتے ہیں۔ لیکن تمام لطائف کا فنا نہ ہونا سالک کی کم استعداد کو ظاہر کرتے ہیں یاد رہے کہ اگر چہ کوئی لطیفہ فنا بھی ہو سکے اس کے باوجود ایسا سالک ولایت پر فائز ہو سکتا ہے لیکن ایسا ولی وہ کمال ولایت حاصل نہیں کر سکتا جو وہ ولی کر سکتا ہے جس کے تمام لطائف فنا ہو جائیں۔ نیز یاد رہے تمام لطائف کی فنا صرف اسی ولی کی ہوتی ہے جسکی ولایت محمدی ہو۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

جاننا چاہیے کہ یہ ضروری نہیں ہے جسے فنائے روحی میسر آ جائے اسے فنائے قلبی بھی نصیب ہو جاتی ہے ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ قلب کو روح کی طرف جو اس کے لیے بمنزلہ باپ کے ہے ایک طرح کا میلان پیدا ہو جاتا ہے اور نفس سے جو قلب کے بمنزلہ ماں کے ہے روگردانی اور اعراض حاصل ہو جاتا ہے اگر اس کا میلان غلبہ کرے اور اسے پوری طرح سے باپ کی جانب کھینچ لے اور اس (روح) کے مقام میں اسے پہنچا دے تو اس وقت وہ باپ کی صفت یعنی فنا کے ساتھ متصف ہو جاتا ہے نفس کا حال بھی اسی طرح کا ہے۔ فنائے روحی اور فنائے قلبی سے اس کی فنا لازم نہیں آتی۔ مختصر یہ کہ نفس کو اپنے لڑکے یعنی قلب کی طرف ایک قسم کا میلان اور کشش پیدا ہو جاتی ہے اگر یہ میلان غالب آ جائے تو اسے لڑکے کے مرتبہ میں خود صالح باپ کے مقام میں پہنچ چکا ہے۔ پہنچا دے تو وہ لامحالہ لڑکے کی صفت کے ساتھ جو اپنے باپ کی قلب کے ساتھ متخلق ہو چکا

ہے متصف ہو جاتا ہے اور فنا کو حاصل کر لیتا ہے۔

نیز وہ تینوں مراتب جو روح سے اوپر ہیں ان کا بھی یہی حال ہے کہ روح کی فناء ہو جانے سے ان کی فناء لازم نہیں آتی البتہ اگر روح کے نیچے اترنے کے وقت ان تینوں مرتبوں نے بھی کلی طور پر یا جزوی طور پر روح کی موافقت میں اسی وقت ہبوط کیا ہو (یعنی نیچے اتر آئے ہوں) اور روح کی محبت کا غلبہ ان میں سرایت کر گیا ہو اپنی ذاتوں کے نسیان کے مرتبہ تک انہیں پہنچا دیا ہو تو ہوسکتا ہے کہ واپس لوٹتے وقت ان تینوں کو بھی کلی طور پر یا جزوی طور پر حاصل ہو جائے اور روح کی طرح وہ سب بھی فانی ہو جائیں یاد رہے کہ فنائے قلب کی علامت یہ ہے کہ خطرات کا قلب سے اٹھ جانا، ماسوا اللہ سے بھول جانا کیونکہ خطرہ قلبی سے مراد دل میں کسی چیز کا حاصل ہونا اور اس چیز کا خیال دل میں گزرنا ہے خواہ ابتداء یعنی خود بخود وہ خیال آیا ہو یا یاد کرنے سے آیا ہو اور یہ کسی چیز کا خیال دل میں آنا اور اس کے خیال کا دل میں گزرنا ہی علم ہے کسی چیز کے خیال کا دل میں آنا جب بالکل مٹ جائے یعنی اس حد تک کہ اگر اسے بہ تکلیف بھی لانا چاہیں تو نہ آئے اور اگر یاد کرائیں تب بھی یاد نہ آئے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ علم بالکل زائل ہو گیا یہ زوال علم وہی نسیان ہے جو فنا میں معتبر ہے۔ ﴿معارف لدنیہ﴾

خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ولایت کے پانچ درجے ہیں جو کہ عالم امر کے پانچ لطائف کے طے کرنے اور ان لطائف میں سے ہر ایک کے مناسب کمالات تک وصول اور ہر ایک کی فنا و بقا کے حصول سے وابستہ ہیں اگرچہ نفس ولایت ان لطائف میں سے بعض کی فنا کے ساتھ وابستہ ہے لیکن اس کا کمال لطیفہ اخفی کی فنا پر موقوف ہے۔ نیز یہ ممکن ہے کہ لطیفہ قلب و روح کو فنا حاصل ہو جائے اور ولایت حاصل ہو جائے اور لطیفہ سر فنا حاصل نہ کر سکے۔ اور لطیفہ سر فنا حاصل کرے۔ اور لطیفہ خفی اور اخفی فنا حاصل نہ کریں اور قیامت کے دن جب حقائق اشیاء ظہور کریں گی (اور لطائف کے حقائق بھی ظہور کریں گے یعنی ہر لطیفہ کی حقیقت جلوہ گر ہو گی) تو وہ لطیفہ جو اس عالم دنیا میں فنا اور بقا کو حاصل

نہیں کر سکا۔ ان ثمرات و نتائج سے جو کہ فنا اور بقا پر مترتب ہوتے ہیں بے بہرہ رہے گا اور اس کچے دانے کی طرح رہ جائے گا جو کہ پکی دیگ میں رہ گیا ہو۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

من کان فی هذه اعمی فهو فی الاخرة اعمی واضل سبیلا (بنی اسرائیل)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ

جو لطیفہ اس دنیا میں فنا و بقا کی دولت حاصل نہ کر سکے گا کل قیامت کے دن اس کو وہ اجر و ثواب نہیں مل سکے گا وہ برکتیں، رحمتیں اور نوازشیں نہیں ملیں گی جو کہ فنا اور بقا حاصل کرنے والوں کو ملیں گی اور اس کی مثال ایسے ہے جیسا کوئی شخص چاولوں کی دیگ پکائے اور اس پکی دیگ میں چند دانے یا ایک دانہ کچا رہ گیا ہو۔ اگر کسی سالک کا کوئی ایک یا ایک سے زیادہ لطائف فنا حاصل نہ کر سکے تو ان کو ان چند طریقوں پر عمل کرنا چاہئے۔ انشاء اللہ اس کے لطائف فنا حاصل کر لیں گے۔

(۱) توجہ شیخ لیا کرے۔

(۲) اس لطیفہ کی اصل کی طرف مراقبہ میں متوجہ رہا کرے لیکن درمیان میں شیخ کو وسیلہ تصور کیا کرے

(۳) اس لطیفہ کا مراقبہ جو کہ آئندہ صفحات پر لکھا ہے (اور وہ مراقبات خواجہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کروایا کرتے تھے) وہ مراقبہ کیا کرے۔

اسی ضمن میں ایک اور مسئلہ کا ذکر کرتے چلیں!

ایک سالک نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال عرض کیا

اسکی کیا وجہ ہے کہ اس راہ پر چلنے والے کو ایک کیفیت (یا حال) پیش آتی ہے اور ایک عرصہ تک وہ کیفیت برقرار رہتی ہے اور اس کے بعد ہو کیفیت غائب (یا پوشیدہ) ہو جاتی ہے اور ایک عرصہ بعد پھر وہی کیفیت ظاہر ہو جاتی ہے اور پھر کچھ عرصہ بعد وہ کیفیت غائب ہو جاتی ہے اور ایسا ہی ہوتا رہتا ہے جب تک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔

باب 28

شیخ کے لطائف کا مختلف صورتوں میں راہنمائی کرنا

جب کوئی صادق مرید اپنے شیخ کی محبت میں رہ کر سلوک کی منازل طے کرتا ہے تو اسے مراقبات، واقعات اور خوابوں میں دیگر سلاسل کے بزرگوں کی زیارتیں ہوتیں ہیں اور وہ اس مرید کو فیض دیتے ہیں تو بعض اوقات مرید کا دھیان اپنے شیخ کامل سے ہٹ کر ان بزرگوں کی ارواح کی طرف جاتا ہے حالانکہ ان بزرگوں کی ارواح کے فیض کے درمیان اس کا شیخ وسیلہ ہوتا ہے اور شیخ کی بدولت اسکو فیض مل رہا ہوتا ہے لیکن مرید کی توجہ شیخ سے ہٹ جاتی ہے اور اسکی روحانی ترقی رک جاتی ہے۔ زیادہ تر ایسا ہوتا ہے کہ جب یہ مرید مختلف بزرگوں کی زیارتوں سے مستفید ہو رہا ہوتا ہے وہ بزرگ حقیقت میں اسکے شیخ کامل کے لطائف ہوتے ہیں جو دوسرے بزرگوں کی صورت میں آکر مرید کو فیض دے رہے ہوتے ہیں۔

جیسا کہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مکتوب میں خواجہ محمد صادق کابلی کو فرمایا کئی دفعہ آپ کو لکھا گیا ہے کہ

"مشائخ کی روحانیت اور ان کی امداد سے مغرور نہ ہوں کیونکہ مشائخ کی صورتیں حقیقۃً شیخ مقتدا کے لطائف ہیں جو ان شکلوں میں ظاہر ہوتے ہیں قبلہ توجہ کے لیے وحدت شرط ہے توجہ کو پراگندہ کرنا نقصان کا باعث ہے"۔ (نعوذ باللہ منھا) ﴿مکتوبات شریف﴾

یعنی مرید کو چاہیے کہ اپنی دل کی توجہ صرف اپنے شیخ کی طرف رکھے تا کہ اس کا معاملہ جلد سرانجام پائے۔

ایک اور مکتوب میں امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ خواجہ محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہیں

جب جنوں کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے اس قسم کی طاقت حاصل ہے کہ مختلف شکلوں میں ظاہر ہو کر عجیب وغریب کام کریں تو اگر کاملین کی ارواح کو یہ طاقت (اللہ تعالیٰ) بخش دے تو کون سی تعجب کی بات ہے۔

اسی قسم کی وہ بعض حکایتیں ہیں جو بعض اولیاء اللہ کی طرف منسوب ہیں کہ ایک وقت میں مختلف مقامات پر حاضر ہوتے ہیں اور مختلف کام سرانجام دیتے ہیں۔ یہاں بھی ان کے لطائف مختلف جسموں میں متجسد ہو کر اور مختلف شکلوں میں متشکل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اس عزیز کا حال ہے جو ہندوستان میں رہتا ہے اور کبھی اپنے ملک سے باہر نہیں گیا بعض لوگ عظیم البرکت مکہ سے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اس عزیز کو حرم کعبہ میں دیکھا اور ہمارے اور اس عزیز کے درمیان ایسی ایسی باتیں ہوئیں۔ بعض نقل کرتے ہیں ہم نے ان کو روم میں دیکھا اور بعض بغداد میں دیکھ کر آئے ہیں یہ سب اس عزیز کے لطائف ہیں جو مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتے ہیں اور اس عزیز کو ان شکلوں کی نسبت اطلاع نہیں ہوتی اسی واسطے لوگوں کے جواب میں کہتا ہے کہ یہ سب مجھ پر تہمت ہے میں اپنے گھر سے باہر نہیں گیا نہ میں نے حرم کعبہ دیکھا ہے اور میں روم اور بغداد کو نہیں جانتا، اور نہ میں تم کو پہچانتا ہوں کہ تم کون ہو۔

اسی طرح حاجت مند لوگ زندہ اور مردہ بزرگوں سے خوف و ہلاکت کے وقت مدد طلب کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان بزرگوں کی صورتوں نے حاضر ہو کر ان کی بلا کو دفع کیا ہے اور ان بزرگوں کو اس بلیہ کے دفع کرنے کی اطلاع کبھی ہوتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی۔ یہ بھی ان بزرگوں کے لطائف کی شکلیں ہیں یہ شکلیں کبھی عالم شہادت میں ہوتی ہیں اور کبھی عالم امثال میں جس طرح ایک ہی رات میں ہزار آدمی رسول اللہ ﷺ کو خواب میں مختلف صورتوں میں دیکھتے ہیں اور استفادہ کرتے ہیں یہ سب رسول اللہ ﷺ کی صفات و لطائف کی مثالی صورتیں ہیں اسی طرح مرید اپنے پیروں کی مثالی صورتوں سے استفادہ کرتے ہیں اور مشکلات کو حل کرتے ہیں۔ ﴿مکتوبات شریف﴾

یاد رہے کہ

شیخ کامل کے لطائف خمسہ کا مختلف بزرگوں کی صورت میں ظاہر ہو کر فیض دینا مرید کے لیے امتحان کے طور پر ہوتا ہے تاکہ مرید کی محبت اور توجہ کو آزمایا جائے کہ وہ شیخ ہی کی طرف ہوتی ہے یا ان بزرگوں کی صورتوں کی طرف۔

جیسا کہ منقول ہے حضرت خواجہ بزرگ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ ایک دفعہ اپنے شیخ امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لیے آرہے تھے کہ راستے میں خضر علیہ السلام نے آپ کو آواز دی اور ٹھہرنے کے لیے کہا لیکن آپ نے ان کی بات نہ سنی اور سیدھا اپنے شیخ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو شیخ امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا بیٹا بہاؤالدین تمہیں راستہ میں خضر علیہ السلام نے آواز دی اور تم نے ان کی بات نہ سنی۔

آپ نے جواب دیا کہ حضور جس کو آپ جیسا خضر مل گیا وہ کسی دوسرے خضر کی طرف دھیان کیوں کرے۔

بعض اوقات شیخ کا لطیفہ قلب کسی ایسے ولی جس کی ولایت آدمی ہو کی صورت میں متشکل ہو کر مرید کے لطیفہ قلب کو فیض دیتا ہے اسی طرح کبھی لطیفہ روح کسی ابراہیمی یا نوحی المشرب ولی کی صورت میں آکر لطیفہ روح کو فیض عطا کر دیتا ہے اور لطیفہ سر کسی موسوی المشرب بزرگ کی صورت میں آکر لطیفہ سر کو فیض دے جاتا ہے اور کبھی عیسوی المشرب ولی کی صورت میں لطیفہ خفی کو فیض دے جاتا ہے اور کبھی محمدی المشرب ولی کی صورت میں آکر مرید کے لطیفہ اخفا کو فیض دے جاتا ہے۔لہذا فیض شیخ کا ہی ہوتا ہے جس مرضی صورت میں مل رہا ہو۔

نوٹ: یہاں یہ سمجھ نہیں لینا چاہیے کہ دوسرے بزرگوں کی جو خواب یا مراقبات میں زیارتیں ہوتی ہیں یہ تمام ہی شیخ کے لطائف کی صورتیں ہیں بلکہ اکثر وہ زیارتیں مبتدی مرید کو جو ہوتیں ہیں وہ شیخ کے لطائف ہوتے ہیں۔لیکن بعض اوقات شیخ کی روحانیت کے وسیلہ سے دوسرے بزرگوں کی ارواح کی بھی زیارتیں ہوتے ہیں اور شیخ کے وسیلہ سے ان سے اس مرید کو فیض ملتا ہے۔

باب 29

لطائف کے انوار

اہل کشف کے نزدیک تو لطائف کے انوار کا ظاہر ہونا اور انکا طالب کے مشاہدہ میں آنا ہے اور مشائخ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہر لطیفہ کا نور جدا جدا بیان فرمایا اور مقرر کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ

لطیفہ قلب کا نور زرد ہے

لطیفہ روح کا نور سرخ ہے

لطیفہ سر کا نور سفید ہے

لطیفہ خفی کا نور سیاہ ہے

لطیفہ اخفی کا نور سبز ہے

طالب ان انوار کو پہلے اپنے باہر مشاہدہ کرتا ہے اور اس کو سیر آفاقی کہتے ہیں اور پھر ان انوار کو اپنے باطن میں محسوس کرتا ہے اسکو سیر انفسی کہتے ہیں۔ خواجہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سیر آفاقی عرش کے نیچے ہی نیچے تک ہے اور سیر انفسی عرش سے اوپر ہی اوپر ہے یعنی لطائف مذکورہ قالب سے نکل کر جب اپنے اصول کی جانب عروج کرتے ہیں اور متوجہ ہوتے ہیں تو ان کا عرش تک پہنچنا سیر آفاقی ہے اور پھر جب عرش سے اوپر ان کو جذب و عروج حاصل ہوتا ہے تو وہاں سے سیر انفسی شروع ہو جاتی ہے۔

پیدائش نور لطائف خمسہ:

لطیفہ قلب کا نور عرش کے نور سے ہے

لطیفہ روح کا نور جنت کے نور سے ہے

لطیفہ سر کا نور کرسی کے نور سے ہے

لطیفہ خفی کا نور قلم تقدیر کے نور سے ہے

لطیفہ اخفیٰ کا نور، لوح محفوظ کے نور سے ہے

لطائف کے انوار کے بارے میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ نے ضیاء القلوب میں جبکہ اسماعیل دہلوی نے صراط المستقیم میں تمام لطائف کا نور جدا جدا ہونے کے بارے میں لکھا ہے۔

لطائف کے انوار کے رنگ میں اہل کشف صوفیاء میں اختلاف ہے جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جس صوفی پر جس ولایت کا غلبہ ہوتا ہے اسکو وہی رنگ زیادہ نظر آتا ہے۔ مثلاً جسکی ولایت محمدی ہو اس کو سبز رنگ کا غلبہ زیادہ نظر آتا ہے، اسی طرح ولایت ابراہیمی، موسوی، عیسوی اور آدمی وغیرہ کا معاملہ ہے۔ بہرحال لطائف کے انوار کا نظر آنا یا انکے رنگوں کا نظر نہ آنا ذرا بھی ضروری یا اہم نہیں۔

اصل مقصود لطائف کا ذکر کرنا اور اپنی اصل تک پہنچ کر فنا ہونا ہے تا کہ لطائف کی برکات ظاہر ہوں۔ اخلاق رذیلا ختم ہوں اور اخلاق حسنہ پیدا ہو۔ غفلت ختم ہو اور حضوری کی کیفیت پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط ہو دنیا کی طرف سے توجہ ہٹ کے اللہ کی طرف ہو۔

لطائف کے انوار کی طرف دھیان کرنا انکو دیکھنا ہمارا مقصد نہیں اور نہ ہی اس کی کوئی ضرورت ہے اگر نظر آئے تو اعتراض بھی نہیں بہتر ہے۔

جب آیت نازل ہوئی

فمن للاسلام یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جسکو ہدایت دینا چاہتا ہے تو اس کا دل اسلام کے لیے کھول دیتا ہے۔

صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ شرح صدر کس طرح ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک نور دل میں پیدا ہوتا ہے جس سے سینہ کشادہ ہوتا ہے صحابہ نے عرض کی اس (نور) کی علامت کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اس کی علامت یہ ہے دنیا سے دل بے نیاز ہو جائے، آخرت سے رغبت پیدا ہو اور موت کے آنے سے پہلے یہ شخص موت کی تیاری کر لے۔ ﴿کیمیائے سعادت﴾

تو یہاں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

کہ قلب میں نور کی علامت یہ ہے یہ نہیں فرمایا کہ نور نظر آئے گا بلکہ نور کی علامت بیان فرمائی اسی طرح لطائف کے انوار کو دیکھنا مقصود نہیں بلکہ ان لطائف کے جاری ہونے اور کامل فنا ہونے کی علامات اور برکتیں حاصل کرنا مقصود ہیں۔ ہاں اگر انوار نظر آجائیں تو حرج بھی نہیں۔

اور قلب کے نور کے بارے میں ایک روایت ہے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو آتے ہوئے دیکھا کہ وہ مینڈھے کی کھال کمر کے گرد لپیٹے چلے آرہے ہیں۔ آپ ﷺ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا "اس شخص کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کا دل نور سے بھر دیا ہے میں نے اسے اس کے ماں باپ کے ساتھ دیکھا تھا کہ اسے عمدہ کھانا پینا دیا کرتے تھے اور اب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت نے اسکا یہ حال کیا ہے جو تم دیکھتے ہو۔

﴿بیہقی فی شعب الایمان، ابو نعیم فی الحلیۃ الاولیاء﴾

باب 30

لطائف پر تجلیات کا ظہور

لطائف میں اللہ تعالیٰ کی مختلف تجلیات کا ظہور ہوتا رہتا ہے کسی لطیفہ پر تجلی صفاتی کسی میں افعالی وغیرہ کا ظہور ہوتا ہے

خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

جب تجلی فعل کے ظہور سے قلب فانی ہو جاتا ہے اور اس فنا میں سالک کے فعل کی نفی ہو جاتی ہے اور وہ اپنے آپ کو مسلوب الفعل پاتا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فعل کے ساتھ باقی ہو جاتا ہے اور اپنے فعل کے اللہ تعالیٰ کا فعل پاتا ہے اس کے بعد فنائے روح ہے اور فنائے روح اللہ تعالیٰ کی تجلی صفات کے ظہور سے حاصل ہوتی ہے اور بقائے روح بھی انہی صفات قدس کے ساتھ ہوتی ہے اس کے بعد فنائے سر ہے کہ جس کو فنا کرنے والے شیونات واعتبارات صفات ہیں اور اس کی بقا ان شیونات واعتبارات میں اس کی فنا کے بعد حاصل ہوتی ہے۔اس کے بعد فنائے خفی ہے جس کو فنا کرنے والی صفات سلبیہ تنزیہہ ہیں اور اس کی بقا ان (صفات سلبیہ) کے ساتھ ہے اس کے بعد فنائے اخفی ہے اور اس کو فنا کرنے والا وہ مرتبہ ہے جو کہ مرتبہ تنزیہی و مرتبہ احدیت کے درمیان برزخ کی مانند ہے اور بقائے اخفی اس مرتبہ مقدسہ میں فنا کے بعد ہے۔

جب سیر یہاں تک پہنچ جاتی ہے تو ولایت عالم امر کے درجات اپنی انتہا کو پہنچ جاتے ہیں کہ یہ لطائف خمسہ ولایت میں ہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ فضل اور مدد فرمائے تو عالم خلق کے لطائف خمسہ کے کمالات میں سیر شروع ہو جائے گی جو کہ نفس انسانی اور عناصر اربعہ ہیں اور عالم خلق کے یہ لطائف عالم امر کے لطائف کی اصل ہیں۔

اور جیسا کہ خواجہ غلام علی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی فرمایا ہے:

لطیفہ قلب حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہے اور اس ولایت کی سیر میں تجلی افعال منکشف ہوتی ہے اور لطیفہ روح حضرت نوح و ابراہیم علیہما السلام کے زیر قدم ہے اور اس کی سیر میں اللہ تعالیٰ کی

صفات ثبوتیہ کی تجلی منکشف ہوتی ہے اور لطیفہ سر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے اور اسکی سیر میں شیونات ذاتیہ الٰہیہ کی تجلی منکشف ہوتی ہے اور لطیفہ خفی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے اور اس کی سیر میں اللہ تعالیٰ کی صفات سلبیہ کی تجلی منکشف ہوتی ہے اور لطیفہ اخفی محمد رسول اللہ ﷺ کے زیر قدم ہے اور اس کی سیر میں اللہ تعالیٰ کی شان جامع کی تجلی منکشف ہوتی ہے۔ لہذا سب سے پہلے تجلی کے معنی و مفہوم کو سمجھتے ہیں پھر اس کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

تجلی:

لغت میں تجلی ظاہر کرنے اور ظاہر ہونے کو تجلی کہتے ہیں۔ ذات مطلق کا اظہار لباس تعین ہی میں ممکن ہے اسی لیے حضرات صوفیاء کی اصطلاح میں لباس تعین کو تجلی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور اسماء و افعال کا کسی شان یا رنگ کیفیت یا حالت میں اظہار تجلی کہلاتا ہے۔ یا یوں سمجھ لیں ہر وہ شان اور وہ کیفیت اور وہ حالت جس میں حق تعالیٰ کا یا اسکی کسی صفت یا اسکے کسی فعل کا اظہار ہو تجلی کہلاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جب کسی بندے پر تجلی فرماتا ہے تو اس تجلی کا نام حق کے اعتبار سے ''شان الٰہی'' رکھا جاتا ہے۔ اور بندے کے اعتبار سے اسے ''حال'' کہتے ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے ظہور کی شانیں بے انتہا ہیں۔ اسی طرح تجلیات بھی مختلف اور متعدد اور خارج از حدود حصر ہیں (یعنی تجلیات بھی بے انتہا ہیں)۔ ہر شخص پر اس کی استعداد کے مطابق جداگانہ تجلیات ہوتی ہیں جو تجلی ایک شخص پر ایک مرتبہ ہوتی ہے وہ پھر دوبارہ اس پر یا کسی اور پر کبھی نہیں ہوتی۔ یعنی تجلیات میں تکرار نہیں ہر دم اور ہر لحظ اور ہر آن وہ نئی نئی شان میں متجلی ہوتا رہتا ہے۔ جیسے کہ اس کی شان لا متناہی ہے ویسے ہی اس کی تجلیات کا بھی نئی نئی شان میں پے در پے وارد ہونا کوئی انتہا نہیں رکھتا۔

جیسا کہ سورۃ الرحمٰن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

کل یوم ھو فی شان

پھر جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ پر اسم اللہ کے اعتبار سے تجلی فرماتا ہے تو عبد بالذات فنا اور

حق اسکا قائم مقام ہو جاتا ہے صفات میں بھی یہی ہوتا ہے تجلیات صفات میں بندہ صفات کے انوار کی بارش کے تحت میں آ جاتا ہے گویا ایک صفت کی کشتی میں یہاں تک تیرتا ہے کہ اسکی حد کو بطور اجمال کے نہ بطور تفصیل کے پالیتا ہے کیونکہ صفات کے عرفان میں بندہ کے لیے اجمال کے ماوریٰ تفصیل کو کوئی دخل نہیں جب سالک صفات کے اڑن کھٹولے پر اڑتا ہوا اس صفت کے عرش پر پہنچ جاتا ہے تو وہ اس صفت کے ساتھ موصوف ہو جاتا ہے اور اس صفت کا مظہر بن جاتا ہے۔ پھر دوسری صفت اس پر لاحق ہوتی ہے اسطرح یکے بعد دیگرے صفات کی تکمیل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ قرب نوافل اور قرب فرائض کی منزلوں میں پہنچ جاتا ہے جہاں حق تعالیٰ بندہ کی سمع و بصر بن جاتا ہے۔

تجلیات کی لاتعداد اور بے شمار اقسام ہیں سالک پر جو تجلیات راہ فنا میں وارد ہوتی ہیں وہ علی الترتیب چار قسم میں بالعموم منقسم ہوتی ہیں۔

(۱) تجلی آثاری (۲) تجلی فعلی (۳) تجلی صفاتی (۴) تجلی ذاتی

مگر یہاں پر صرف ان تجلیات کا ذکر کریں گے جن کا تعلق لطائف سے ہے۔

(۱) **لطیفہ قلب اور تجلی فعلی:**

لطیفہ قلب پر تجلی فعلی کا ظہور ہوتا ہے اس تجلی میں سالک حق تعالیٰ کو صفات فعلیہ ربوبیہ میں سے کسی صفت کے ساتھ متجلی پاتا ہے اس مشاہدے میں سالک سے حول و قوت اور فعل وارادہ سلب ہو جاتا ہے اور وہ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کو متصرف و جاری دیکھتا ہے۔

یعنی اس تجلی کا سالک پر یہ اثر ہوتا ہے کہ سالک کی کیفیت و حال یہ ہو جاتا ہے کہ

اس کا اپنا ارادہ و فعل سلب ہو جاتا ہے اور یہ ساری کائنات میں اللہ تعالیٰ کے حکم، قدرت فعل کو جاری و ساری دیکھتا ہے۔ صفات فعلیہ، احیاء، اماتت تخلیق و ترزیق وغیرہ کو کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی تجلیات فعلیہ کے مظہر اتم حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔

(۲) **لطیفہ روح اور تجلی صفاتی:**

لطیفہ روح پر تجلی صفاتی کا ظہور ہوتا ہے تجلی صفاتی وہ ہے جسکا مبداء حق تعالیٰ کی صفات میں سے کوئی صفت ہوا پنے تعین اور ذات سے امتیاز کے اعتبار سے اس تجلی میں سالک حق تعالیٰ کو امہات صفات میں متجلی پاتا ہے۔

امہات صفات آٹھ ہیں ان کو صفات ثمانیہ، حقیقیہ بھی کہتے ہیں اور وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) تکوین (۲) حیات (۳) علم (۴) قدرت (۵) ارادہ

(۶) سمع (۷) بصر (۸) کلام

خواجہ غلام علی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ

"تجلی فعلی جلوہ گر ہو کر افعال عباد کو سالک کی نگاہوں سے پوشیدہ کر دیتی ہے اور کبھی تجلی صفاتی وارد ہو کر صفات مخلوق کو سالک کی نگاہوں سے مخفی کر دیتی ہے اور کبھی تجلی ذاتی وارد ہو کر تو ذات عالم کا ذات باری تعالیٰ میں ضمحلال میسر آجاتا ہے۔

(۳) **لطیفہ سر اور صفات کے شیونات واعتبارات**

لطیفہ سر پر اللہ تعالیٰ کی صفات کے شیونات، واعتبارات کا ظہور ہوتا ہے۔

شیونات:

جمع الجمع کا صیغہ ہے اسکا مفرد شان ہے اور شیون اس کی جمع شان کے معنی حال اور امر ہے۔ آیت کریمہ ہے

کل یوم ھو فی شان

اس اصطلاح کی اصل ہے۔

امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ کے شیونات اسکی ذات کی فرع ہیں اور اسکی صفات ان شیونات پر ہی متفرع

ہیں اسکے اسماء جیسے خالق و رزاق (وغیرہ) صفات پر متفرع ہیں اور اس کے افعال ان اسماء پر متفرع ہیں اور تمام موجودات افعال کے نتائج ہیں اور ان ہی پر متفرع پس معلوم ہو گیا۔

شیون اور چیزیں اور صفات اور چیز اور شیون خارج میں عین ذات ہیں اور صفات خارج میں ذات پر زائد ہیں۔ ﴿معارف لدنیہ﴾

وہ فیض جو حق تعالیٰ کی طرف سے سالک پہنچتا ہے دو قسم کا ہے۔

ایک قسم وہ ہے جسکا تعلق ایجاد و ابقا تخلیق، ترزیق احیاء اماتت وغیرہ کے ساتھ ہے۔

دوسری قسم وہ ہے جو ایمان معرفت اور مراتب ولایت و نبوت کے تمام کمالات سے متعلق ہے۔

پہلی قسم کا فیض سب کو صفات کے ذریعے سے آتا ہے اور دوسری قسم کا فیض بعض کو صفت کے ذریعے اور بعض کو شیونات کے واسطے سے آتا ہے صفات اور شیونات کے درمیان بہت باریک فرق ہے۔

اعتبارات:

تعینات و تنوعات ذات کے ظہورات کا وہ مرتبہ ہے جو ذات سے منتزع ہو اور اسکا وجود خارجی نہ ہو مرتبہ اعتبارات کہلاتا ہے۔

جیسے شعلہ جوالہ کے گھمانے سے دائرے بنتے جاتے ہیں یہ دائرے اس شعلہ جوالہ کے اعتبارات ہیں یہ مرتبہ عارفوں کے ادراک سے وراء ہوتا ہے اور مرتبہ ذات کے ساتھ خاص مناسبت رکھتا ہے۔ سالک کا ظلال صفات تک وصول ولایت صغریٰ ہے اور صفات تک وصول ولایت کبریٰ ہے اور یہ انبیائے عظام کی ولایت ہے اور شیونات تک وصول ولایت ملاء اعلیٰ ہے اور ذات تک وصول مرتبہ کمال نبوت ہے۔

یاد رہے کہ

مرتبہ ظلال سے مرتبہ صفات بلند ہیں اور مرتبہ صفات سے مرتبہ شیونات افضل ہے اور

مرتبہ شیونات سے مرتبہ اعتبارات افضل ہے کیونکہ اس آخری مرتبہ میں سالک ذات حق کے زیادہ قریب ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ یہ مرتبہ قرب ذات اور بے کیفی کے سبب سے عارف کے ادراک سے بہت بلند ہے۔

لطیفہ خفی اور صفات سلبیہ تنزیہہ:

لیطفہ خفی پر اللہ تعالیٰ کی صفات سلبیہ تنزیہہ کا ظہور ہوتا ہے تنزیہہ سے مراد ہے ذات حق تعالیٰ کا صفات نقص یا صفات ممکنات سے پاک ومنزہ ہونا یا حقیقت مطلق (ذات حق) کو نقائص امکانیہ سے بری جاننا اور خالق کو مخلوق کی صفات سے متصف ہونے سے پاک ماننا تنزیہہ ہے۔

صفات سلبیہ وہ صفات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات میں موجود نہیں بلکہ اس سے مسلوب ہیں جیسا کہ آیت کریمہ ہے

لَیْسَ کَمِثْلِه شَیْءٌ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْر ﴿پارہ ۲۵ الشوریٰ ۱۱﴾

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْن ﴿پارہ ۲۳ الصفت ۱۸۰﴾

لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَه کُفُوًا اَحَد ﴿پارہ ۳۰ الاخلاص ۳،۴﴾

لطیفہ اخفیٰ اور جامع تجلیات:

خواجہ غلام علی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لطیفہ اخفیٰ میں اللہ تعالیٰ کی شان جامع کی تجلی منکشف ہوتی ہے جو تمام صفات کی اصل ہے جیسا کہ شعاعیں۔ حالانکہ اصل نور آفتاب ہے لیکن وہ آفتاب سے بہت قریب ہیں اور اس لطیفہ میں تجلی ذاتی بجلی کی طرح جلوہ گر ہوتی ہے۔

اور خواجہ غلام علی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

لطیفہ روح کی سیر میں اپنی ذات سے صفات کا سلب ہونا اور اللہ تعالیٰ سے نسبت اور لطیفہ سر میں اپنی ذات کا اللہ تعالیٰ کی ذات میں مضمحل (فنا) ہونا اور لطیفہ خفی میں اللہ تعالیٰ کی تمام مظاہر قدرت سے تفرید اور لطیفہ اخفی میں سالک کو اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے تخلق حاصل ہو جاتا ہے۔

باب 31

لطائف کا ذکر، حضوری، کشف، مشاہدہ اور فنا و بقا سے تعلق

لطیفہ قلب کا تعلق ذکر سے ہے اور یہ ذکر کا مقام ہے لطیفہ روح کا تعلق حضوری سے ہے یعنی حضور کا مقام لطیفہ روح لطیفہ سر کا تعلق کشف سے ہے یعنی کشف کا مقام لطیفہ سر ہے اور لطیفہ خفی کا تعلق مشاہدہ سے ہے۔ یعنی مشاہدہ کا مقام لطیفہ خفی لطیفہ اخفی کا تعلق فنا و بقا سے ہے یعنی مقام فنا و بقا لطیفہ اخفیٰ ہے۔

ذکر کی وضاحت تو پہلے ہو چکی ہے۔

حضوری:

حضور کا مونث حضوری ہے حضوری کے معنی حاضر باشی وغیرہ کے ہیں یہ مقام وحدت ہے۔

صوفی کے قلب کا مخلوق سے غافل ہو کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ حاضر ہو جانا حضوری کہلاتا ہے یوں کہہ لیں تمام مخلوق سے دل کی توجہ ہٹا کر اپنے دل کی مکمل توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو جانے کو حضوری کہتے ہیں۔

سید علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضور سے مراد دل کا یقین کی دلالت و راہنمائی کے ساتھ حاضر ہونا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کا غیبی حکم بندہ کے لیے عین حکم کی طرح ہو جائے۔ ہر وہ بندہ جو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوتا ہے وہ اپنی ذات سے غائب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام مہربانیاں اور جمال حضوری کے اندر ہے۔

جب لطیفہ روح اپنے اصل مقام جو کہ فوق العرش ہے میں فنا ہو جائے تو سالک کو حضوری کی نعمت میسر آ جاتی ہے۔

باجھ حضوری نہیں منظوری توڑے پڑھن بانگ صلاتاں ھو
روزے نفل نماز گزارن توڑے جاگن ساریاں راتاں ھو

باجھوں قلب حضور نہ ہووے توڑے کڈھن سے زکاتاں ھو
باھو باجھ فنا رب حاصل نا ہیں نہ تاثیر جماتاں ھو

کشف:

کشف کا مقام لطیفہ سر ہے کشف کے لغوی معنی پردہ اٹھانا ظاہر کرنا، کھولنا، ظہور ہونا وغیرہ کے ہیں۔

تصوف کی اصطلاح میں کشف امور غیبیہ اور معانی حقیقی پر سے حجابات کا اٹھنا اور حقیقت ورائے حجاب پر وجوداً اور شہوداً اطلاع پانا کشف ہے۔

مشاہدہ:

مشاہدہ کے لغوی معنی دیکھنا، درشن کرنا وغیرہ کے ہیں۔ کسی امر کے استحضار اور یقینی تصور کا قلب سالک پر اسطرح غالب اور قوی ہو جانا کہ گویا وہ دل کی آنکھ سے اسے دیکھ رہا ہے مشاہدہ کہلاتا ہے۔

جیسا کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جنت اور دوزخ کا ذکر سنتے تو یوں لگتا تھا کہ جیسے ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

مقام مشاہدہ لطیفہ خفی ہے۔

مرشد وسے سے کوہاں تے مینوں دسے نیڑے ھو
کی ہویا بت اوہلے ہویا پرواہ دسے وچ میرے ھو
جتھاں الف دی ذات صحیح جا کیتی اور رکھ دے قدم اگیرے ھو
نحن اقرب لبھ لیوے باھو جھگڑے کل نبیرے ھو

فناوبقا:

فناوبقا کا مقام لطیفہ اخفی ہے۔

فنا:

فنائیت عدم شعور کو کہتے ہیں ذات اور یعنی اللہ تعالیٰ میں اس درجہ استغراق کہ اپنا بھی ہوش نہ رہے۔ سالک کا ماسوی اللہ کا نسیان فنا کہلاتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ہستی مطلق کا سالک کے ظاہر و باطن پر ایسا غلبہ ہو جائے کہ اسکا اپنا وجود اضافی معتبر نہ رہے صرف وجود حقیقی متحضر رہ جائے اسطرح کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے تابع ہو جائے اور اس کے اعضاء و جوارح سے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی کام سرزد نہ ہو۔

ماسوی اللہ دو چیزیں ہیں۔ تمام کائنات اور اپنی ذات

ماسوی اللہ کے نسیان کا مطلب یہ ہے کہ سالک کو نہ کائنات کا علم رہے نہ اپنی ذات کا اور یہی فنا ہے یا یوں سمجھیں کہ ماسوی سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کا حق سے کوئی تعلق نہ ہو اور جس شے کا تعلق حق سے ہو وہ ماسوی نہیں۔

جاں تائیں خودی کریں خودنفسوں تاں تائیں رب نہ پانویں ھو
شرط فنا نوں جانے ناہیں نام فقیر رکھاویں ھو
موئے باہجھ نہ سوہندی الفی اینویں گل وچ پانویں ھو
نام فقیر تد سوہندا باھو جد جیوندیاں مر جاویں ھو

بقا:

وہ بقا جو فنا کے بعد حاصل ہوتی ہے۔

رجو الی البدایت

مرتبہ فنا میں جن اشیاء کا نسیان ہو گیا تھا سالک کو پھر دوسروں کی تکمیل و ہدایت کے لیے انہی اشیاء کی طرف واپس لوٹا دینا بقا کہلاتا ہے۔ یعنی کامل فنا کے بعد سالک کو جو کیفیت حاصل ہوتی ہے اسکو بقا کہتے ہیں۔

فنا و بقا کا مفہوم ان آیات میں پایا جاتا ہے

كل من عليها فان. ويبقىٰ وجه ربك ذو الجلال والاكرام

﴿پارہ ۲۷ الرحمٰن آیت ۲۶، ۲۷﴾

ترجمہ: ہر چیز جو زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے۔اور باقی رہے گی تیرے رب کی ذات جو عظمت اور انعام والا ہے

فنا کا لفظ بول کر صوفیا انسان سے اوصاف بد ساقط ہو جانے کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور بقا بول کر انسان میں اچھے اوصاف کے پائے جانے کا اشارہ کرتے ہیں۔

جس انسان سے بری صفات فنا ہو جائیں گی تو اچھی صفات ضرور پیدا ہونے لگیں گی اور جس شخص پر بری صفات کا غلبہ ہو جائے گا اس سے اچھی صفات چھپ جائیں گی۔

فنا کمالات ولایت ہے　　　　بقا کمالات نبوت ہے

فنا سے اخلاق رذیلا کا فنا ہونا ہے　　　　بقا سے اخلاق حسنہ کا پیدا ہونا ہے

فنا میں مخلوق سے توجہ ہٹ کر خالق کی طرف ہو جاتی ہے

بقا میں خالق کی رضا اور مخلوق کی اصلاح کے لیے توجہ مخلوق کی طرف اور اسکو معیت الٰہیہ حاصل ہوتی ہے۔فنا ولایت صغریٰ اور بقا ولایت کبریٰ ہے۔

خواجہ غلام علی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لطیفہ قلب کی سیر میں پہلے تلونیات آتی ہیں جو قبض وبسط، فرح وسرور اور ذوق وشوق کی قسم سے ہیں ان کا ظہور اس وقت تک رہتا ہے جب تک قلب بدلنے سے باز رہے اور فنا و بقا حاصل رہے تو تلونیات سے نکل کر تمکین کے ساتھ پیوست ہو جاتا ہے اس کے بعد لطیفہ نفس کی سیر میں بھی تلونیات آتی ہیں اور مختلف قسم کے احوال سامنے آتے ہیں جب اس بوقلمونی سے باز رہ کر فنا و بقا تک پہنچے تو تلوین بھی تمکین میں داخل ہو جاتی ہے اور اس کے بعد لطیفہ قالب پر احوال واسرار آتے ہیں اور تلونیات پیدا ہوتی ہیں لیکن عالم امر کے لطائف کو تلوین سے رہائی اور تمکین تک رسائی نہیں ہے اور اگر ایسا ہے تو بیعت کے ذریعے ہے براہ راست نہیں۔

باب 32

لطائف کا اولوالعزم رسولوں کے زیر قدم ہونا

لطیفہ قلب آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔

لطیفہ روح نوح اور ابراہیم علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔

لطیفہ سر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔

لطیفہ خفی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔

لطیفہ اخفیٰ حضرت محمد رسول اللہ علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔

زیر قدم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے فیض نبی اکرم ﷺ کے لطیفہ قلب پر آتا ہے۔ آپ ﷺ کے لطیفہ قلب سے آدم علیہ السلام کے لطیفہ قلب پر فیض آتا ہے۔ آدم علیہ السلام کے لطیفہ قلب سے مشائخ سلسلہ کے لطیفہ قلب کے وسیلہ سے سالک کے لطیفہ قلب پر آتا ہے۔

فرض کریں کہ سورج کی روشنی کے سامنے ہم ایک زرد شیشہ رکھ لیں تو وہ روشنی زرد شیشے میں سے ہو کر گزرے گی۔ حقیقت میں روشنی سورج کی ہی ہے لیکن زرد شیشے کے توسل سے آگے گزر رہی ہے۔ اسی طرح فیض نبی اکرم ﷺ کا ہی ہوتا ہے لیکن ملتا آدم علیہ السلام کے وسیلہ سے ہے۔ اسی طرح فیض نبی اکرم علیہ السلام کے لطیفہ روح سے نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے لطیفہ روح سے ہوتا ہوا سلسلے کے مشائخ سے اور پھر سالک کے لطیفہ روح پر فیض آتا ہے۔

اس طرح باقی لطائف تصور کر لیں۔ جس طرح سورج کی روشنی کے سامنے رنگدار شیشہ رکھنے سے روشنی کے رنگ میں شیشہ کا رنگ بھی شامل ہو جاتا ہے۔ بالکل اسطرح فیض جب ان رسولوں سے ہوتا ہوا سالک کو ملتا ہے تو ان رسولوں کے فیوض و برکات بھی سالک کے شامل حال ہو جاتے ہیں۔

لطیفہ قلب کا کامل ہونا:

جب لطیفہ قلب مکمل طور پر کامل ہو جاتا ہے یا فنا ہو جاتا ہے تو اس سالک میں درج ذیل

خصوصیات پیدا ہو جاتی ہیں۔ چونکہ فیض آدم علیہ السلام کے وسیلہ سے سالک کو ملتا ہے لہذا آدم علیہ السلام کی خصوصی برکتیں سالک کو ملتی ہیں۔

(۱) جسطرح آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک قرب خاص تھا اسی طرح سالک کو بھی اپنی حیثیت کے مطابق قرب الٰہی نصیب ہوتا ہے۔

(۲) جسطرح آدم علیہ السلام سے غلطی سرزد ہو گئی تو انہوں نے رو رو کر اللہ کی بارگاہ میں اسکی معافی مانگی۔ بالکل سالک کی یہی کیفیت ہو جاتی ہے کہ کوئی چھوٹے سے چھوٹا گناہ ہو جائے تو وہ توبہ میں جلدی کرتا ہے اور رو رو کر اپنے مالک سے معافی مانگنا شروع کر دیتا ہے اور اپنے نفس کو برا بھلا اور ظالم کہتا ہے۔

لطیفہ روح:

لطیفہ روح کے کامل ہونے پر درج ذیل برکتیں سالک کو ملتی ہیں۔

(۱) جسطرح نوح علیہ السلام 950 سال تبلیغ کرتے رہے لیکن لوگوں کی انتہائی قلیل ترین تعداد مسلمان ہوئی لیکن آپ ہمت نہ ہارے۔ بالکل اسی طرح سالک کے اندر دین اسلام کی تبلیغ میں ہمت اور استقامت پیدا ہوتی ہے۔

(۲) جسطرح نوح علیہ السلام جانتے تھے کہ ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے بس سالک بھی تبلیغ کرتا جاتا ہے چاہے لوگ اسے قبول کریں یا نہ کریں۔

(۳) جسطرح ابراہیم علیہ السلام نے جب تبلیغ اسلام شروع کی تو سب سے پہلے گھر والے مخالف ہو گئے آپ نے انکی کوئی پرواہ نہ کی اپنے تبلیغی مشن کو جاری رکھا۔ اسی طرح سالک کے اندر بھی یہ جوش و جذبہ پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے خاندان کی دین حق کے راستے میں پرواہ نہیں کرتا اور دین کے کام میں لگا رہتا ہے۔

(۴) جسطرح ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیوی بچوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ پر قربان کرنے سے دریغ نہیں کیا یعنی پہلے ان کو ویران جنگل میں چھوڑ آئے پھر بیٹے کو قربان کرنے سے نہ گھبرائے۔ اسی

طرح سالک کے اندر بھی یہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے اللہ کے لیے ہر قسم کی قربانی دے جاتا ہے۔

(۵) جسطرح نمرود نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینک دیا لیکن آپ کے یقین اور جذبے میں ذرا فرق نہ آیا بالکل اسی طرح سالک کے اندر بھی اپنی جان تک کی بازی لگا دینے کا جذبہ و جوش پیدا ہو جاتا ہے۔

لطیفہ سر:

لطیفہ سر موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے اس لطیفہ کے کامل ہونے پر درج ذیل برکات یا نعمتیں سالک کو ملتی ہیں۔

(۱) موسیٰ علیہ السلام کی طبیعت جلالی تھی حکم الٰہی تھا بات نرمی سے کرنا۔ بس سالک کو بھی تبلیغ دین میں اپنی طبیعت نہیں بلکہ نرمی کو مدنظر رکھنا چاہیے اور اسکی توفیق سالک کو مل جاتی ہے۔

(۲) فرعون کے موسیٰ علیہ السلام پر احسان تھے اس نے موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کی تھی لیکن موسیٰ علیہ السلام نے اسکی ذرا پرواہ نہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا پیغام سنا دیا۔ اسی طرح سالک کے اندر بھی جابر حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنے کی جرأت و ہمت پیدا ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے احسانات کی پرواہ نہیں کرتا وہ جانتا ہے کہ سب سے زیادہ احسانات مجھ پر اللہ تعالیٰ کے ہیں۔ بلکہ اسکی دشمنی اللہ کے لیے دوستی اللہ کے لیے ہوتی ہے۔

لطیفہ خفی:

یہ لطیفہ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے لہذا اس کے کامل فنا ہونے کی صورت میں سالک کو درج ذیل کیفیات ملتی ہیں۔

(۱) دین اسلام کی تبلیغ کے دوران جو تہمتیں مخالفین سالک پر لگاتے ہیں ان پر صبر کرنے کی کیفیت پیدا ہونا۔

(۲) طبیعت میں جمال کا پیدا ہونا۔ یعنی جمالی کیفیات کا پیدا ہونا۔

(۳) اپنوں اور بیگانوں کی طرف سے آنے والی اذیتوں پر خندہ پیشانی سے صبر کرنا وغیرہ کی کیفیات پیدا ہوتی ہیں۔

لطیفہ اخفی:

یہ لطیفہ نبی اکرم ﷺ کے زیر قدم ہے۔ اس لطیفہ کے کامل فنا ہونے پر درج ذیل برکتیں سالک کو حاصل ہوتی ہیں۔

(۱) مصائب پر صبر کرنا

(۲) اللہ کے سوا تمام مخلوق سے امیدیں منقطع ہونا۔

(۳) دین کی تبلیغ کے مقابلہ میں ہر اپنے بیگانہ کی مخالفت کی پرواہ نہ کرنا۔

(۴) دین اسلام کے لیے ہر جانی و مالی قربانی سے گریز نہ کرنا

(۵) صلہ رحمی، رواداری اور مساوات کا جذبہ پیدا ہونا

(۶) دین اسلام کی تبلیغ میں حرص کا پیدا ہونا

(۷) دین اسلام کا علم سیکھنے سکھانے کا شوق پیدا ہونا

(۸) اھل بیت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت کا پیدا ہونا

(۹) الایمان بین الاخوف و الرجا کی کیفیت پیدا ہونا

(۱۰) جمالی اور جلالی دونوں کیفیات میں اعتدال کا پیدا ہونا

(۱۱) نماز اور تلاوت قرآن سے عجیب لذت کا پیدا ہونا۔ اور باقی پچھلی تمام خصوصیات جو کہ پہلے لطائف میں پیدا ہوئیں تھیں ان میں اضافہ ہوتا ہے۔ نیز زیادہ پختگی آتی ہے۔ کیونکہ یہ ولایت محمدی کا مقام ہے اس لیے اس میں تمام ولایتوں کی خصوصیات اور برکتیں جمع ہوتی ہیں۔ جس طرح نبی اکرم ﷺ کی ذات میں وہ تمام خصوصیات تھیں جو سابقہ تمام انبیاء میں تھیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ تھیں۔ اس طرح لطیفہ اخفی میں بھی وہ تمام خصوصیات جمع ہوتی ہیں جو باقی چار لطائف میں ہوں یہ لطیفہ تمام لطائف کا جامع ہے۔

یادرہے

حضرت آدم علیہ السلام کا مبداء فیض صفت التکوین ہے۔

حضرت نوح وابراہیم علیہما السلام کا مبداء فیض صفت العلم ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مبداء فیض صفت الکلام ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مبداء فیض صفت القدرت ہے۔

محمد الرسول اللہ ﷺ کا مبداء فیض شان العلم ہے۔

جو اولیاء حضرت آدم علیہ السلام کے مبداء فیض صفت التکوین کے ظلال سے فیض یاب ہوتے ہیں ان کو آدمی المشرب کہتے ہیں۔

حضرت نوح اور ابراہیم علیہما السلام کے مبداء فیض صفت العلم کے ظلال سے فیض یاب ہونے والوں کو نوحی المشرب اور ابراہیمی المشرب کہتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مبداء فیض صفت الکلام کے ظلال سے فیض پانے والوں کو موسوی المشرب کہتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ کے مبداء فیض صفت القدرت کے ظلال سے فیض پانے والوں کو عیسوی المشرب کہتے ہیں۔

اور حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ کے مبداء فیض شان علم سے فیض پانے والے اولیاء کو محمدی المشرب اولیاء کہتے ہیں۔

باب 33

لطائف کے مراقبات

یہ مراقبات خواجہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین کو کروایا کرتے تھے جو کہ لطائف کی ترقی، عروج، فنا وغیرہ میں بڑے مفید ثابت ہوتے ہیں۔ ان کو کرنے سے لطائف کی برکات کا ظہور بہت جلد ہونے لگتا ہے۔ جس کو کچھ اضافہ کے ساتھ ہم یہاں ذکر کرتے ہیں۔

مراقبہ لطیفہ قلب:

سالک پہلے مکمل یکسوئی سے یوں دعا کرے!

اے اللہ! تجلی افعال کا وہ فیض جو نبی اکرم ﷺ کے لطیفہ قلب سے حضرت آدم علیہ السلام کے لطیفہ قلب پر پہنچتا ہے وہ فیض میرے خواجگان کے وسیلہ سے میرے لطیفہ قلب پر عطا فرما۔

پھر سالک اپنے دل کو تمام خیالات سے پاک کر کے کامل توجہ سے یہ تصور کرے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے تجلی افعال کا فیض نبی اکرم ﷺ کے لطیفہ قلب پر آ رہا ہے اور آپ ﷺ کے لطیفہ قلب سے آدم علیہ السلام کے لطیفہ قلب پر اور آدم علیہ السلام کے لطیفہ قلب سے میرے خواجگان سلسلہ کے وسیلہ سے میرے لطیفہ قلب پر آ رہا ہے۔ اس مراقبہ میں صورتوں کی طرف دھیان نہیں کرنا چاہیے بلکہ اپنی توجہ مکمل طور پر فیض کی طرف رکھے کہ فیض ان بزرگوں کے لطیفہ قلب سے میرے لطیفہ قلب پر آ رہا ہے۔

مراقبہ لطیفہ روح:

سالک پہلے یوں دعا کرے:

اے اللہ! تجلی صفات ثبوتیہ کا وہ فیض جو رسول اللہ ﷺ کے لطیفہ روح سے حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لطیفہ روح پر آتا ہے۔ وہ میرے بزرگان سلسلہ کے توسل (یا وسیلے) سے میرے لطیفہ روح پر عطا فرما۔

پھر یہ تصور کرے کہ

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے تجلی صفات ثبوتیہ کا فیض رسول اللہ ﷺ کے لطیفہ روح پر آرہا ہے وہاں سے حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لطیفہ روح پر آرہا ہے وہاں سے میرے سلسلہ کے بزرگوں کے لطیفہ روح سے ہوتا ہوا میرے لطیفہ روح پر آرہا ہے۔

واضح رہے کہ بزرگوں کی شکلوں کی طرف دھیان نہیں کرنا چاہیے بلکہ صرف فیض کا تصور رکھیں۔

مراقبہ لطیفہ سر:

پہلے یوں دعا کرے!

اے اللہ! شیونات واعتبارات کا وہ فیض جو رسول اللہ ﷺ کے لطیفہ سر سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لطیفہ سر پر آتا ہے وہ میرے بزرگوں کے طفیل میرے لطیفہ سر پر عطا فرما۔

اسکے بعد مکمل یکسوئی سے یہ تصور کرے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے شیونات واعتبارات کا فیض نبی اکرم ﷺ کے لطیفہ سر پر وارد ہورہا ہے اور وہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لطیفہ سر پر وارد ہورہا ہے۔ وہاں سے میرے سلسلہ کے بزرگان دین کے لطیفہ سر سے ہوتا ہوا میرے لطیفہ سر پر وارد ہورہا ہے۔

مراقبہ لطیفہ خفی:

پہلے مکمل حضور قلب سے اللہ کی بارگاہ میں یوں دعا کرے کہ

اے اللہ! صفات سلبیہ کی تجلی کا وہ فیض جو حضرت رسول اللہ ﷺ کے لطیفہ خفی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لطیفہ خفی پر آتا ہے وہ فیض میرے سلسلہ کے بزرگان دین کے طفیل میرے لطیفہ سر پر بھی عطا فرما۔

پھر یہ تصور کرے کہ

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے صفات سلبیہ کا فیض رسول اللہ ﷺ کے لطیفہ سر پر آرہا ہے وہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لطیفہ سر پر آرہا ہے اور وہاں سے میرے بزرگان سلسلہ کے لطیفہ سے

ہوتا ہوا میرے لطیفہ سر پر آ رہا ہے۔

مراقبہ لطیفہ اخفیٰ:

پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور قلب سے یوں دعا کرے

اے اللہ! تجلی جامع کا جو فیض نبی اکرم ﷺ کے لطیفہ اخفیٰ پر نازل کرتا ہے وہ میرے بزرگان سلسلہ کے طفیل میرے لطیفہ اخفیٰ پر بھی عطا فرما۔

پھر یہ تصور کرے کہ

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اللہ کی تجلی جامع کا فیض نبی اکرم ﷺ کے لطیفہ اخفیٰ پر آ رہا ہے وہاں سے میرے سلسلہ کے بزرگان سے ہوتا ہوا میرے لطیفہ اخفیٰ پر آ رہا ہے۔

باب 34

تاثیرات لطائف اور اخلاق رذیلا کا ختم ہونا

لطائف جب مسلسل اور کثرت سے ذکر کرتے رہتے ہیں تو مسلسل ذکر کرنے سے ہر لطیفہ کی ایک تاثیر ظاہر ہوتی ہے۔لہذا لطائف کا ذکر کثرت سے کرنا چاہیے تا کہ ان کی تاثیرات ظاہر ہوں۔جیسا کہ

خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''قلبی ذکر اس کثرت سے کرو کہ یہ قلب کی صفت بن جائے جس طرح دیکھنا آنکھ کی صفت ہے اور سننا کان کی صفت ہے''۔

(۱) **لطیفہ قلب کی یہ تاثیر ہے کہ**

یہ غفلت اور شہوت کو ختم کرتا ہے۔غفلت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی کی کہ

اے داؤد غفلت میں پڑے ہوئے اندھوں کو کہہ دو کہ اس بات کو خیال میں نہ لائیں کہ دنیا کے خزانوں کے جواہرات آسمان سے اتریں گے یا زمین کی تہہ سے نکلیں گے بلکہ ہم نے اپنی قدرت اور حکمت بالغہ سے تمہارے دلوں کو ملکوتی جواہرات کے خزانے بنا دیا ہے اور اپنی ذات کے اسرار کو وہاں امانت رکھ دیا ہے۔ ﴿مقاصد السالکین﴾

شیخ ابوطالب مکی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

نقصان کا آغاز غفلت سے ہوتا ہے اور غفلت آفات نفس سے پیدا ہوتی ہے۔﴿قوت القلوب﴾

جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ سے غافل ہونا آگ میں داخل ہونے سے زیادہ سخت ہے۔ ﴿طبقات﴾

شیخ ابوالحسن علی بن ادریس رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

جس کا یقین کمزور ہے اس سے خوف کھو جاتا ہے جسکا خوف کھو جائے اسکی غفلت بہت بڑھ جاتی ہے۔ جسکی غفلت بڑھ جائے اسکا دل سخت ہو جاتا ہے اور جسکا دل سخت ہو جائے اسکو نصیحت فائدہ نہیں دیتی۔ اس پر دنیا کی محبت غالب آ جاتی ہے۔ اسکے اکثر اعمال خوف خدا کی حقیقت کے بغیر ہوتے ہیں۔ ﴿بہجۃ الاسرار﴾

شہوت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

خواہش اور شہوت ابن آدم کی مٹی میں گوندھ دی گئی ہے۔ ﴿کشف المحجوب﴾

سیدنا علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

(شہوانہ) خواہش کا ترک کر دینا بندہ کو امیر بناتا ہے اور خواہش کا مرتکب ہونا امیری سے اسیری یعنی قیدی بنا دیتا ہے جسطرح کہ حضرت زلیخا نے شہواتانہ خواہش کا ارتکاب کیا۔ آپ امیر تھیں لیکن قیدی ہو گئیں اور حضرت یوسف علیہ السلام نے شہواتانہ خواہش کو ترک کر دیا تو آپ قیدی تھے امیر ہو گئے۔ ﴿کشف المحجوب﴾

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

جس قدر شہوت غالب اور زیادہ ہوتی ہے اسکی مخالفت اور اسکو دبانے میں اجر وثواب اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے۔ ﴿کیمیائے سعادت﴾

مختصر لطیفہ قلب کی یہ تاثیر ہے کہ غفلت اور شہوت کو ختم کرتا ہے۔

(۳) <u>لطیفہ روح کی تاثیر:</u>

لطیفہ روح کی یہ تاثیر ہے کہ غصہ وغضب کی کیفیت میں اعتدال پیدا کر کے سالک میں صبر وتحمل کی کیفیت پیدا کرنا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

غصہ ایمان کو ایسے خراب کرتا ہے جسطرح ایلوا شہد کو خراب کرتا ہے۔ ﴿بیہقی فی شعب الایمان﴾

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

طاقتور وہ نہیں جو پہلوان ہو دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔ ﴿بخاری و مسلم﴾

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جب کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اگر غصہ چلا جائے تو ٹھیک ورنہ لیٹ جائے۔ ﴿جامع ترمذی، مسند احمد﴾

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے اور آگ پانی ہی سے بجھائی جاتی ہے لہذا جب کسی کو غصہ آئے تو وضو کرے۔ ﴿سنن ابوداؤد﴾

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگوں نے سوال کیا کہ سب چیزوں سے زیادہ سخت کونسی چیز ہے۔

انہوں نے جواب دیا 'اللہ تعالیٰ کا غصہ'

لوگوں نے عرض کی 'خدا کے غصے سے بندہ کس طرح محفوظ رہ سکتا ہے'

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب میں فرمایا 'اپنے غصہ کو چھوڑ دینے سے'

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی

اے رب تیرے نزدیک کونسا بندہ عزت والا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

جو باوجود قدرت کے معاف کر دے۔ ﴿بیہقی فی شعب الایمان﴾

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جو شخص اپنے غصہ کو روکے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے اپنا عذاب روکے گا۔

﴿بیہقی فی شعب الایمان﴾

(۳) <u>لطیفہ سر کی تاثیر یہ ہے:</u>

لطیفہ سر کی تاثیر طمع، حرص، لالچ وغیرہ کو ختم کرنا اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنا مال خرچ

کرنے کا جذبہ پیدا کرنا ہے اور سالک کے اندر فکرِ آخرت کا جذبہ پیدا بھی کرنا ہے۔

حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

چار چیزیں بدبختی کی علامت ہیں۔

(۱) آنکھ کا بے آنسو ہو جانا (یعنی گناہوں پر نہ رونا)

(۲) دل کا سخت ہونا

(۳) لمبی لمبی امیدیں

(۴) دنیا کی حرص ﴿بزاز﴾

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑے ہوئے دو بھوکے بھیڑیے اتنا نقصان نہیں کرتے جتنا مال و سرداری کا لالچ کرنے والا آدمی اپنے دین کا نقصان کرتا ہے۔ ﴿صحیح ابن حبان﴾

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جس نے اس حال میں صبح کی کہ فکرِ دنیا میں غرق تھا اسکا اللہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور جس نے مسلمانوں کا کوئی خیال نہ کیا وہ ان میں سے نہیں اور جس نے اپنے آپ کو خوشی کے ساتھ بغیر کسی مجبوری کے ذلیل کیا وہ ہم میں سے نہیں۔ ﴿طبرانی، الترغیب والترہیب﴾

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جو بندہ سب سے کٹ کر اللہ کی طرف متوجہ ہو گیا اللہ تعالیٰ اس کی ہر مشکل میں کافی ہے اور وہاں سے اسکو رزق دے گا جہاں سے اسکا گمان بھی نہ ہو، جو شخص (اللہ کی طرف سے) کٹ کر دنیا کی طرف ہو گیا اللہ اسے دنیا کے سپرد کر دے گا۔ ﴿ابوالشیخ فی کتاب الثواب﴾

شیخ ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ایک رات مجھے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی میں نے عرض کی ''مجھ کو کوئی ایسا عمل فرمائیں کہ حرص و ہوس کا خاتمہ ہو جائے'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''روزانہ چالیس بار یہ

پڑھا کرو

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْئَلُکَ اَنْ یُّحْیِیَ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا''

﴿ تذکرۃ الاولیاء ﴾

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

بندہ کہتا ہے میرا مال حالانکہ اسکے لیے اسکے مال سے صرف تین چیزیں ہیں۔

(۱) جو اس نے کھا کر ضائع کر دیا

(۲) جو پہن کر پرانا کر دیا

(۳) جو اللہ کی راہ میں دے کر محفوظ کر دیا

اور جو اسکے علاوہ ہے وہ تو فنا ہونے والا ہے اور یہ اسے لوگوں (وارثوں) کے لیے چھوڑ کر جانے والا ہے۔ ﴿ مسلم ﴾

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

(بعض اوقات) ایک درہم ایک لاکھ درہم سے ثواب میں بڑھ جاتا ہے۔

ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ کیسے؟

آپ ﷺ نے فرمایا ''ایک ایسا شخص ہو اسکے پاس کثیر مال ہو وہ اپنے کثیر مال سے ایک لاکھ درہم (اللہ کی راہ میں) صدقہ کر دیتا ہے اس کے برعکس ایک دوسرا شخص ہے اسکے پاس صرف دو درہم ہیں وہ ان میں سے ایک درہم اللہ کی راہ میں دے دیتا ہے تو یہ ایک درہم ثواب میں اس ایک لاکھ درہم سے بڑھ جاتا ہے۔ ﴿ سنن نسائی، ابن حبان ﴾

(۴) لطیفہ خفی کی تاثیر:

لطیفہ خفی کی تاثیر حسد، بخل، کینہ اور غیبت کو سالک میں ختم کرنا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کسی بندے کے دل میں ایمان اور حسد اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ ﴿ ابن حبان ﴾

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

حسد سے بچتے رہو کیونکہ حسد نیکیوں کو یوں کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو۔ ﴿ ابوداؤد ﴾

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

حسد کرنے والا چغل خور اور کاہن کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ میرا ان میں سے کسی کے ساتھ تعلق ہے۔ ﴿ طبرانی ﴾

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اللھم انی اعوذبک من البخل والکسل وارذل العمر وعذاب القبر وفتنۃ المحیا والممات

ترجمہ: اے اللہ! میں بخل، سستی نکمی عمر (بڑھاپا جب اعضاء کام کرنا چھوڑ دیں) عذاب قبر اور حیات وممات کے فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ ﴿ صحیح مسلم ﴾

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کنجوسی سے بچو کیونکہ تم سے پہلے لوگ کنجوسی کی وجہ سے ہلاکت میں پڑ گئے اس نے انہیں قطع رحمی کا حکم دیا تو وہ قطع رحمی کرنے لگے، اس نے انہیں بخل کا حکم دیا تو وہ بخل کرنے لگے اور اسی نے انہیں فسق وفجور کا حکم دیا تو وہ فسق وفجور میں مبتلا ہو گئے۔ ﴿ مستدرک ﴾

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

دین اسلام کو کسی شے نے اتنا نقصان نہیں پہنچایا جتنا کنجوسی نے پہنچایا۔ ﴿ ابویعلی ﴾

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

فریب کرنے والا، کچھ دیکر احسان جتانے والا اور بخیل جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ ﴿ ترمذی ﴾

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

دو خصلتیں کسی مومن میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ بخل اور بداخلاقی۔ ﴿ ترمذی ﴾

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

پیر اور جمعرات کو اعمال پیش کیے جاتے ہیں تو بخشش چاہنے والوں کی بخشش ہو جاتی ہے اور توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول ہو جاتی ہے۔ اور آپس میں بغض و کینہ رکھنے والوں کو رد کر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ توبہ کر لیں۔ ﴿طبرانی اوسط﴾

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو اپنی تمام مخلوق پر نظر رحمت فرماتا ہے پھر تمام مخلوق کو سوائے مشرک اور کینہ رکھنے والے کے بخشش دیتا ہے۔ ﴿ابن حبان﴾

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

غیبت اور چغل خوری ایمان کو یوں جھاڑ ڈالتے ہیں جیسے چرواہا درخت کے پتے جھاڑ دیتا ہے۔ ﴿الترغیب والترہیب﴾

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جانتے ہو غیبت کس کو کہتے ہیں؟

صحابہ نے عرض کی ''اللہ اور اسکے رسول ﷺ جانتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' (غیبت یہ ہے کہ) تم اپنے بھائی کا اسطرح ذکر کرو کہ وہ اسے پسند نہ کرتا ہو''۔

عرض کی گئی ''اگر میں وہی بات کہوں (وہی عیب بتاؤں) جو واقعی اس میں پائی جاتی ہے؟

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' اگر تم نے وہی بات (اسکی پیٹھ پیچھے) کی جو واقعی اس میں پائی جاتی ہے تو تم نے اسکی غیبت کی اور اگر وہ بات (جو تم کہہ رہے ہو) اس میں نہیں پائی جاتی تو تم نے اس پر بہتان باندھا۔ ﴿صحیح مسلم﴾

(۵) لطیفہ اخفیٰ کی تاثیر

لطیفہ اخفیٰ کی تاثیر سالک میں فخر، تکبر اور خود پسندی کو ختم کرنا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کیا میں تمہیں دوزخ والے لوگ نہ بتادوں؟ ہر سخت دل، بدکار، تکبر کرنے والا دوزخی ہیں۔

﴿بخاری﴾

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کیا میں تمہیں اللہ کے بدترین بندوں کے بارے میں خبر نہ دوں؟ وہ سخت گو اور تکبر کرنے والے۔

کیا میں تمہیں اللہ کے بہترین بندوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ ضعیف اور کمزور سمجھے جانے والے، وہ پرانے کپڑوں میں ملبوس بندے جن کی عزت نہیں کی جاتی اگر وہ اللہ کی قسم اٹھالیں تو اللہ ضرور ان کی قسم پوری فرمادیتا ہے۔ ﴿مسند امام احمد﴾

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

چار شخصوں سے اللہ تعالیٰ عداوت رکھتا ہے۔

(۱) بہت جھوٹی قسمیں کھانے والا تاجر

(۲) تکبر کرنے والا فقیر

(۳) زناکار بوڑھا

(۴) ظلم کرنے والا حکمران ﴿سنن نسائی﴾

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جسکے دل میں ایک رائی کے برابر بھی تکبر ہوگا۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

بے شک تم میں سے مجھے زیادہ محبوب اور قیامت کے روز میرے زیادہ قریب بیٹھنے والے وہ لوگ ہوں گے جو تم میں سے زیادہ حسن اخلاق رکھنے والے ہیں اور تم میں سے مجھے زیادہ ناپسند قیامت کے روز وہ لوگ ہوں گے جو بہت بولنے والے لوگوں سے بہت زیادہ زبان درازی

کرنے والے اور جھلکنے والے ہیں۔صحابہ نے عرض کی ''جھلکنے والے سے کون مراد ہیں؟''
آپ ﷺ نے فرمایا ''وہ تکبر کرنے والے'' ﴿ترمذی﴾

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔بخل،حرص،خود پسندی۔ ﴿احیاء العلوم﴾

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی گئی: آدمی گناہ گار کس وقت ہوتا ہے؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب اپنے آپ کو نیکو کار تصور کرے۔ ﴿کیمیائے سعادت﴾

اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

ہلاکت اور بربادی دو چیزوں میں ہے۔خود پسندی،نا امیدی۔﴿کیمیائے سعادت﴾

(۶) لطیفہ نفس کی تاثیر

لطیفہ نفس کی تاثیر سالک میں عاجزی،تواضع کا پیدا ہونا،نفسانی خواہشات اور نفس کا احکام خداوندی سے سرکشی کو ختم کرنا اور ذکر الٰہی کا ذوق اور شوق سالک میں پیدا کرنا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جو کوئی اللہ کے لیے تواضع اختیار کرے اللہ تعالیٰ اس کو بلندیاں عطا فرماتا ہے۔﴿صحیح مسلم﴾

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ہر آدمی کے سر میں ایک لگام ہوتی ہے جو فرشتے کے ہاتھ میں رہتی ہے جب بندہ تواضع کرتا ہے تو فرشتے سے کہا جاتا ہے اسکی لگام بلند کر دے جب کوئی شخص تکبر کرتا ہے تو فرشتے کو حکم دیا جاتا ہے اسکی لگام کو نیچے جھکا دے۔ ﴿بزار﴾

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے لیے تواضع اختیار کرے اللہ تعالیٰ اسکو بلندیاں عطا فرماتا ہے۔جو اس (مسلمان بھائی) کے سامنے بلندی ظاہر کرے (اسے اپنے سے کم تر جانے) اللہ تعالیٰ اس کو گرا دیتا ہے۔ ﴿طبرانی اوسط﴾

باب 35

لطائف کے ذکر میں کیا مضغہ گوشت کا حرکت کرنا ضروری ہے؟

کیا لطیفہ کے ذکر کے دوران مقام لطیفہ کا حرکت کرنا، جنبش کرنا، پھڑ کنا وغیرہ ضروری ہے؟ تو یقیناً نہیں ذکر کے دوران مقام لطیفہ کی حرکت مضغہ گوشت کا حرکت کرنا وغیرہ ذرا بھی ضروری نہیں بلکہ اصل مقصود یہ ہے کہ

دل سے ذکر کی حرکت خیال کے کانوں تک پہنچے اور خیال کے کان دل کا ذکر سنیں۔

بعض بزرگ مبتدی کے لیے مضغہ گوشت کی ظاہری طور پر حرکت و جنبش کو ضروری جانتے ہیں اور اسی طریقہ پر مریدین کو ذکر کی توجہ دیتے ہیں لیکن حقیقت یہی ہے کہ مقام لطیفہ کی حرکت ذرا بھی ضروری نہیں کیونکہ

ہمارے سلسلہ عالیہ کے امام حضرت خواجہ بزرگ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''ذکر غفلت کے دور ہونے کو کہتے ہیں جب غفلت دور ہو جائے خواہ تو خاموش رہے تو تُو ذاکر ہے'' ﴿رسالہ انیسہ﴾

اور شیخ ابونصر طوسی رحمتہ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ

''لوازم کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے حکم کو مانا جائے''۔

﴿کتاب اللمع فی التصوف﴾

اور امام اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں

''غفلت کو ختم کرنے کا نام ذکر ہے''۔

﴿روح البیان﴾

جب ذکر نام ہے غفلت کو دور کرنے کا تو پھر یہاں پر کوئی یہ پابندی کیسے لگا سکتا ہے کہ ذکر کے لیے مضغہ گوشت کا حرکت کرنا ضروری ہے۔

ہاں اگر ضروری ہے تو وہ یہ ہے کہ غفلت کو دور کرنا ضروری ہے جو کہ ذکر ہے ضروری ہے تو حضوری ضروری ہے۔

ہمارے سلسلہ کے امام حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں

''میرے مخدوم! اگر ذکر قلبی سے دل کی حرکت وجنبش مراد لی جائے تو اس کی ہمیشگی قطعی ضروری نہیں ہے نہ فنا کی حالت میں اور نہ حالت فنا کے بغیر جو چیز کہ دائمی ولازمی ہے وہ دل کی توجہ اور حضور قلبی ہے خواہ حرکت ہو یا نہ ہو''۔

خواجہ غلام علی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''اپنی زبان کو تالو کے ساتھ چسپاں کر کے لفظ مبارک اللہ اللہ کہنا چاہیے اور یہ خیال رکھے کہ قلب یہ ذکر کر رہا ہے''۔

مختصر یہ کہ سابقہ کسی بزرگ نے بھی مضغہ گوشت کی حرکت کو ضروری قرار نہیں دیا نہ ہمارے سلسلہ کے اکابرین نے اسکو لازم قرار دیا ہے اور یہی ہمارا طریقہ ہونا چاہیے۔

نوٹ: یہاں سے کوئی ناقص العقل یہ مراد نہ لے کہ مضغہ گوشت کی حرکت کو ہم حرام کہتے ہیں نہیں بلکہ ہمارا موقف یہ ہے کہ ہمارے خواجگان کا یہ طریقہ نہیں رہا۔

اور یہ طریقت نقشبندیہ کی بدعت ہے جیسا کہ آج کل بعض نقشبندی بزرگ ذکر بالجہر کرواتے ہیں وہ حقیقتاً ہمارے خواجہ بزرگ بہاؤالدین نقشبند اور امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہما کے سلسلہ وتعلیمات کی مخالفت کر رہے ہیں اگرچہ ہم ذکر بالجہر کو حرام نہیں کہتے ہیں لیکن یہ سلوک مجددیہ کی بدعت ہے۔ سلوک مجددیہ نہیں ہے۔

باب 36

ذکر پاس انفاس

پاس کا معنی ہے نگہبانی کرنا، حفاظت کرنا اور انفاس نفس کی جمع ہے نفس کا معنی ہے سانس، دم۔ تو پاس انفاس کا معنی ہوا سانسوں کی نگبانی کرنا۔

تصوف کی اصطلاح میں پاس انفاس سے مراد یہ ہے کہ سالک اپنی سانسوں کی نگہبانی اس طرح کرے کہ کوئی بھی سانس اللہ کے ذکر کے بغیر نہ نکلے اور نہ اندر جائے یعنی سانس جب اندر جائے تو ذکر الٰہی کرے اور جب سانس باہر خارج ہو تو ذکر الٰہی کرے۔

اس کو سانس کا ذکر بھی کہتے ہیں اور اس کے لیے ایک اصطلاح 'ہوش در دم' کی بھی استعمال ہوتی ہے اور یہ سلسلہ نقشبندیہ کی گیارہ اصطلاحات میں سے ایک اصطلاح ہے۔

اس ذکر کی بنیاد نبی اکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ پر ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جنت والے جنت میں کھائیں اور پئیں گے مگر نہ ناک سنکیں گے نہ پاخانہ کریں گے بلکہ انکا کھانا ڈکار کی شکل میں اور پینا کستوری کے پسینہ میں بدل جائے گا اور ان (جنتیوں) کو تسبیح و تمحید اسطرح سے القا کی جائے گی جیسے جانداروں کو سانس کا القا کیا جاتا ہے۔

﴿صحیح مسلم، صحیح ابن حبان، مسند احمد، مسند ابو یعلی﴾

یعنی جنتیوں کا ذکر الٰہی انکی سانسوں میں القاء کر دیا جائے گا اور انکی سانسیں اللہ تعالیٰ کی تسبیح تمحید کریں گی۔

ایک روایت سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "طرفتہ العین" میں اور خواجہ محبّ اللہ چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے "مفتاح العاشقین" میں لکھی ہے۔

کل نفس یخرج بغیر ذکر اللّٰہ وھو میت

ترجمہ: ہر وہ سانس جو ذکر الٰہی کے بغیر نکلے وہ مردہ ہے۔

اسی لیے سلطان باھو رحمتہ اللہ نے فرمایا

جو دم غافل سو دم کافر سانوں مرشد ایہہ پڑھایا ھو
سنیا سخن گئیں کھل اکھیاں اساں چت (دل) مولا ول لایا ھو
کیتی جان حوالے رب دے اساں ایسا عشق کمایا ھو
مرن توں اگے مر گئے باھو تاں مطلب نوں پایا ھو

یعنی وہ سانس جو اللہ کے ذکر سے غافل ہے صوفیاء اس سانس کو مردہ اور کافر کہتے ہیں۔

اسی لیے بزرگان دین اپنی توجہ سے اپنے مریدین پر پاس انفاس اور قلبی ذکر القا کرتے ہیں جس سے مریدین کی سانسیں قلب ذاکر ہو جاتے ہیں پھر چاہیں سو جائیں یا جاگتے رہیں باتیں کریں یا خاموش رہیں یعنی ہر حال میں پاس وانفاس کا ذکر اور قلبی ذکر جاری رہے گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا

ہمارے گھر فنا ہونے والے ہیں، ہمارے احوال عارضی ہیں، ہماری سانسیں گنی ہوئی ہیں اور ہماری سستی ظاہر ہے۔ ﴿کشف المحجوب﴾

امام محمد بن ادریس شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

وما تقلبت من نومی و فی سنتی
الا وذکرک بین النفس والنفس

ترجمہ: اور میں نیند اور اونگھ میں پہلو نہیں بدلتا مگر تیرا ذکر میرے دل اور میری سانس میں جاری ہوتا ہے۔ ﴿دیوان شافعی﴾

شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

سانس وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں حضور دل کے ساتھ نکلے اور غفلت سے ضائع نہ ہو۔ ﴿مقاصد السالکین﴾

شیخ احمد خضرویہ رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں سید علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں

شیخ احمد خضرویہ رحمتہ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کی یاد کے بغیر کوئی سانس نہیں لیتے تھے۔﴿ دلیل العارفین ﴾

خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

عارف وہ شخص ہوتا ہے جو اپنی سانس پر کنٹرول حاصل کرے اور سانس وہ ہے جو اللہ کا ذکر کرے۔ ﴿ کشف المحجوب ﴾

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے مزید فرمایا

انبیاء اکرم علیہم السلام اور اولیاء اللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نماز کے لیے جب کھڑے ہوتے ہیں بلکہ ہر وقت انکے حواس خمسہ اللہ کے غیر سے بند ہوتے ہیں۔ اور انکا ہر سانس ذکر الٰہی میں گزرتا ہے اور یہ اپنے ایک ایک سانس کی نگہبانی کرتے ہیں کہیں غفلت میں نہ گزرے۔﴿ اسرار حقیقی ﴾

شیخ ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

منتھی (سالک) صاحب یقین ہوتا ہے اسکے نزدیک افضل ترین عمل انفاس کا خیال رکھنا (پاس انفاس) ہے۔ ﴿ بہجۃ الاسرار ﴾

بابا فرید الدین گنجشکر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

تصوف میں وہ شخص صوفی و سالک ہی نہیں جو ذکر الٰہی نہیں کرتا اس لیے کہ جس سانس میں وہ ذکر الٰہی سے غافل رہتا ہے اسے کیا معلوم ہے کہ اس سے کیسی کیسی نعمتیں ہٹالی جاتی ہیں۔﴿ اسرار الاولیاء ﴾

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں

دل پاس انفاس سے ہی صاف ہوتا ہے اور پاس انفاس سے مراد یہ ہے جو سانس سینہ کے اندر آئے اور باہر نکلے اس سانس میں ذکر الٰہی ہو۔

ایک دفعہ کسی نے خواجہ عزیزاں علی رامتینی رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے یہ مصرع پڑھا

عاشقاں درد مے دو عید کنند

خواجہ عزیزاں علی رامتینی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

عاشق الٰہی ایک دم میں دو کیا تین عیدیں کرتا ہے۔

اس شخص نے عرض کی اس کی تشریح فرمائیں۔

آپ نے فرمایا 'بندے کی ایک یاد اللہ تعالیٰ کی دو یادوں کے درمیان ہے اللہ تعالیٰ پہلے بندے کو توفیق دیتا ہے کہ اسکا ذکر کرے پھر جب بندہ اس کا ذکر کرتا ہے تو اس ذکر کو قبول فرماتا ہے۔ پس توفیق، ذکر اور قبولیت تین عیدیں ہیں۔ ﴿مشائخ نقشبندیہ﴾

خواجہ نظام الدین الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

جب حضرت ادریس علیہ السلام کو جنت میں لے جایا گیا تو حکم الٰہی ہوا اے ادریس! تیری عبادت یہی ہے کہ تو ہمیشہ اطاعت میں رہے اور ایک سانس میرے ذکر سے غافل نہ رہو۔

﴿ملفوظات نظام الدین اولیاء﴾

نصیر الدین چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

پس انسان کو سانس لیتے وقت اور سانس نکالتے وقت ہر حال میں (اللہ تعالیٰ کا) ذاکر رہنا چاہیے تاکہ اس دائمی ذکر الٰہی سے دل کی اصلاح ہو سکے۔ ﴿مفتاح العاشقین﴾

سید محمد گیسودراز رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

قیامت کے روز پوچھا جائے گا کہ یہ سانس کس کام میں گزارے ہیں اس لیے یہ ذکر (پاس انفاس) اس سوال کا جواب ہے کہ میں نے تیرے ذکر میں یہ سانس گزارے ہیں۔

﴿ملفوظات سید محمد گیسودراز﴾

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کسی سانس کو ضائع نہ ہونے دو سانس کے خروج و دخول میں اور خروج و دخول کے درمیان محافظت ہونی چاہیے کہ کوئی وقفہ غفلت کا نہ پایا جائے۔ ﴿مشائخ نقشبندیہ﴾

خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ نے آٹھ اصطلاحات بیان فرمائیں۔ ان میں سے ایک 'ہوش دردم' ہے جسکا معنی ہے کہ اپنے دم یعنی سانس کی نگہبانی کرو کوئی سانس ذکر سے غافل نہ ہو۔ ﴿مشائخ نقشبندیہ﴾

حضرت ابوالحسن شاذلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

عارف جب غفلت کی وجہ سے ایک سانس یا دو سانس کے لیے ذکر الٰہی ترک کردے تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک شیطان مسلط فرمادیتا ہے جو اس کا رفیق بن جاتا ہے اور وہ شخص جو عارف نہیں اسکو اتنی غفلت معاف فرمادیتا ہے۔ ﴿ طبقات ﴾

امام عبدالوھاب شعرانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

بے شک اولیاء اللہ اور علماء کاملین کو پاس انفاس میں معیت الٰہیہ حاصل ہوتی ہے۔ ﴿ طبقات ﴾

حضرت سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

دم ز دم اسرار یا بداز خدا
دم کہ باشیطان رود کفر از ہوا

جو دم اللہ کے ذکر میں بسر ہو وہ اسرار الٰہی کا باعث ہے اور جو دم شیطان کے خیالات میں گزرتا ہے وہ کفر کی حالت میں بسر ہوتا ہے

اور سلطان باھو فرماتے ہیں

ضروری نفس کتے نوں قیما قیم کچیوے ھو
نال محبت ذکر اللہ دا دم دم پیا پڑھیوے ھو
ذکر کنوں رب حاصل تھیندا ذاتوں ذات دسیوے ھو
دو ہیں جہاں غلام تنہاندے باھو جنہاں ذات لبھیوے ھو

شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

فضول خیالات کو دور کرنے اور دل کے وسوسوں کو ختم کرنے میں پاس انفاس بڑا مؤثر ہوتا ہے۔ ﴿ القول جمیل ﴾

شیخ عبدالقدوس کنگوہی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ضرورت اس بات کی ہے کہ زندگی کا ہر سانس ذکر الٰہی اور طلب الٰہی میں لگ جائے ذکر الٰہی میں

اس قدر رفنا ہو جانا چاہئے ذکر زندگی بن جائے اور غفلت موت نظر آئے۔ ﴿ مکتوبات قدوسیہ ﴾

اور حاجی امداد مہاجر مکی فرماتے ہیں

جب مرید گناہوں سے توبہ کر کے پاس انفاس میں مشغول ہو جاتا ہے تو شیطان ضعیف ہو جاتا ہے اور قلب میں نورانیت اور صفائی پیدا ہو جاتی ہے۔ ﴿ ضیاء القلوب ﴾

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

انسان کو ہر سانس پر ہوشیار اور بیدار ہونا چاہیے اور بغیر پاس انفاس کی مدد کے انسان کا قلب کدورتوں اور تاریکیوں سے ہرگز صاف نہیں ہوسکتا اور پاس انفاس اصطلاح صوفیہ میں اسکو کہتے ہیں کہ سانس لیتے اور خارج کرتے وقت جہراً یا سراً ذکر کرے۔ ﴿ ضیاء القلوب ﴾

پیر سید مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

بے شک ذکر پاس انفاس باطن کی صفائی میں عجیب اثر رکھتا ہے ابتدا میں ذاکر کو اس (ذکر) کے شغل میں مجاہدہ کرنا پڑتا ہے لیکن اجراء کے بعد ذکر خود بخود قلب ذاکر پر ایسا استیلا پالیتا ہے کہ اسکو نہیں چھوڑتا مثلاً اگر کسی وقت ذاکر اپنے ضعف کی وجہ سے ذکر چھوڑنا بھی چاہے تو ذکر اسکو نہیں چھوڑے گا۔ ﴿ ملفوظات ﴾

خواجہ فقیر محمد چوراہی رحمتہ اللہ علیہ یہ شعر اکثر پڑھا کرتے تھے۔

ہر دم خدارا یاد کن دلہائے غمگین شاد کن
بلبل صفت فریاد کن مشغول شودر ذکر ھو

ترجمہ: ہر سانس خدا کو یاد کر افسردہ دلوں کو خوش کر
بلبل کی طرح فریاد کر اور اللہ کے ذکر میں مشغول رہ ﴿ مشائخ نقشبندیہ ﴾

حضرت امام احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

پانچوں طریقوں سے جسے چاہے ہر سانس کی آمد و رفت میں کھڑے بیٹھے چلتے پھرتے وضو بے وضو بلکہ قضائے حاجت کے وقت بھی ملحوظ رکھے یہاں تک کہ اسکی عادت پڑ جائے اور

تکلف کی حاجت نہ رہے اب سونے میں بھی ہر سانس کے ساتھ ذکر جاری رہے گا۔

لاالہ الا اللہ   لا الہ الا ھو   الا اللہ   اللہ ھو   اللہ

﴿الوظیفۃ الکریمہ﴾

فخر العارفین سید محمد عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

طالب کو چاہیے کہ اپنے ہر سانس پر بیدار اور ہوشیار رہے جب تک پاس انفاس کی تائید نہ ہوگی کدورتوں کا دل سے صاف ہونا دشوار ہے۔ ﴿سیرت فخر العارفین﴾

پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا صوفیاء کرام فرماتے ہیں

ہر سانس پر ذکر کیا جائے

جو دم غافل سو دم کافر

﴿سیرت امیر ملت﴾

میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

کوئی سانس ذکر الٰہی کے بغیر نہ لیا جائے کیا خبر کہ وہی سانس آخری ہو اس سلسلہ میں جو سانس غفلت سے گزرے اسے مردہ گنتے ہیں۔ ﴿خزینہ معرفت﴾

سید انوار شاہ کشمیری فرماتے ہیں

ذکر اللہ دائمی ہے حتی کہ جنت میں بھی ذکر رہے گا جو سانس کے ساتھ جاری ہوگا جیسے ملائکہ کے لیے اور میرا خیال ہے کہ جو صوفیاء کے یہاں پاس انفاس ہے وہ اسی کے مشابہ ہے۔

﴿ملفوظات محدث کشمیری﴾

اشرف علی تھانوی کے خلیفہ شاہ محمد مسیح اللہ لکھتے ہیں

حضور زیادتی شوق اور ملکہ یادداشت کے لیے پاس انفاس بہترین اور تمام اشغال میں آسان شغل ہے۔ ﴿شریعت وتصوف﴾

باب 37

ذکر حبس دم

حبس کا معنی ہوتا ہے بند کرنا، قید کرنا، روکنا وغیرہ دم کا معنی ہے سانس یعنی سانس کا بند کرنا۔

تصوف کی اصطلاح میں ذکر حبس دم اس طریقہ ذکر کو کہتے ہیں۔ جس میں سالک اپنی سانس کو بند کر کے روک کر اپنی زبان کو تالو کے ساتھ لگا کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے جیسا کہ بزرگان دین کا معمول رہا ہے۔

بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

(سالک) ذکر خفی میں سانس بند کر کے ذکر کرے جب تنگ ہو تو آہستہ سے ناک کی راہ سانس لے منہ پھر بھی بند ہی رکھے۔ ایسے شغل (یعنی ذکر حبس دم) سے دل صاف ہوتا ہے سانس کی رکاوٹ آگ کی تنگی سے بھی بڑھ کر ہے جس سے دل کے ارد گرد غلاظتیں جل کر خاک سیاہ ہو جاتی ہیں اور دل صاف ہو جاتا ہے۔ ﴿مفتاح العاشقین﴾

شیخ مجدد الف ثانی کے فرزند خواجہ شیخ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

حبس دم کے ساتھ نفی و اثبات کا ذکر جو ہمارے طریقہ (سلسلہ عالیہ نقشبندیہ) میں معروف ہے اسکو حضرت خضر علیہ السلام نے خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ کو سکھایا تھا اور ظاہر ہے وہ (حضرت خضر علیہ السلام) ایسی بدعت کی چیز نہ سکھاتے جس میں نہ کوئی نور و ضیا ہو اور نہ اس سے بیمار کے لیے شفا ہو۔ ﴿مکتوبات معصومیہ﴾

حضرت سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

جنہاں عشق حقیقی پایا موہوں کجھ نہ الاون ھو
ذکر فکر وچ رہن ہمیشاں دم نوں قید لگاون ھو

اور فرماتے ہیں

یار یگانہ ملسی تینوں جے سردی بازی لائیں ھو
عشق اللہ وچ ہو مستانہ ھو ھو سدا الائیں ھو
نال تصور اسم اللہ دے دم نوں قید لگائیں ھو
ذاتے نال جاں ذاتی رلیا تد باھو نام سدائیں ھو

سید محمد گیسودراز چشتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ذکر حبس دم سے دل منور ہو جاتا ہے اور جو کدورت دل کے اردگرد ہوتی ہے حبس نفس کی آگ سے سوخت ہو کر دل پاک وصاف ہو جاتا ہے

آپ نے ایک اور مقام پر فرمایا

سالک کو اثنائے سلوک میں حبس دم کی عادت ڈالنی چاہیے حبس دم سے خطرات دفع ہو جاتے ہیں۔ ﴿ملفوظات بندہ گیسونواز﴾

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

مشائخ نقشبندیہ کا بیان ہے کہ سانس روکنے میں بڑی عجیب خاصیت ہے اس (حبس دم) سے طالب کے باطن میں گرمی، عزم وہمت میں یکسوئی اور عشق ومحبت میں شدت پیدا ہوتی ہے اور سالک کے دل کے وسوسوں سے نجات مل جاتی ہے۔

شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں

میں (شاہ ولی اللہ) نے خود اپنے والد (شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی) کی عقیدت مند ایک عورت کو دیکھا ہے جو ایک سانس میں ایک ہزار مرتبہ بلکہ اس سے زیادہ مرتبہ اللہ کا ذکر کر لیتی ہے۔ اور میں نے اپنے والد کو خود اپنے متعلق فرماتے سنا ہے کہ ابتدائے سلوک میں میں ایک سانس میں دوسو بار لا الہ الا اللہ کا ذکر کر لیا کرتا تھا۔ ﴿القول جمیل﴾

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

فنائے نفس وغیرہ کے لیے لطائف عالم امر کے لیے ذکر لا الہ الا اللّٰہ کو حبس دم کے ساتھ (ہمارے مشائخ) مفید سمجھتے ہیں اس معنی کا لحاظ رکھتے ہوئے کہ اس ذات پاک کے سوا کوئی ہمارا مقصود نہیں یہ ذکر طاق عدد کی رعایت سے کرتے ہیں اور اس (طاق عدد کی رعایت کرنے) کو وقوف عددی کہتے ہیں۔ ﴿ارشاد الطالبین﴾

شاہ ابوسعید دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

اس (حبس دم نفی اثبات) کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر اپنا دم ناف کے نیچے بند کر کے لفظ "لا" کو ناف سے اٹھا کر پیشانی تک لے جائے اور لفظ "الـہ" کو وہاں سے دائیں کندھے تک پہنچا کر لفظ "الا اللّٰـہ" کی ضرب دل پر اسطرح لگائے کہ تمام لطائف پر جا لگے اور اسکا اثر تمام جوارح اور اعضاء تک جا پہنچے لیکن یاد رہے کہ حبس دم کی صورت میں طاق عدد پر اپنا دم چھوڑے۔ ﴿ہدایت الطالبین﴾

شیخ محمد سلیمان بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ذکر نفی اثبات کرنے کا طریقہ یہ ہے زبان کو تالو کے ساتھ لگائے اور سانس کو ناف کے نیچے بند کرے۔ ﴿الحدیقۃ الندیۃ فی الطریقۃ النقشبندیہ﴾

اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں

بعد ازاں حبس دم کے ساتھ نفی اثبات کرے اسکا طریقہ یہ ہے کہ دوزانو ہو کر اور رو بقبلہ بیٹھے اور اپنا دم بند کر کے زبان تالو سے لگا کر لطیفہ نفس سے کھینچے۔ اور اس ذکر بلحاظ عدد طاق عمل میں لائے۔ ایک بار ذکر کر کے اپنے دم کو چھوڑ دے پھر اطمینان اور دم کے ٹھہر جانے کے بعد دوسری بار کرے اور جب حبس دم کی برداشت زیادہ ہو جائے ذکر کی تعداد میں اضافہ کرتا جائے اور زیادت کا ادنیٰ مرتبہ اکیس بار (ایک سانس میں) ہے جب اکیس بار تک پہنچ جائے تو اسکی خوب مشق کرے اور ایک ایک نشست میں سینکڑوں دفعہ تک نوبت پہنچا لے اسوقت اسکے لطائف میں گرمی اور صفائی پیدا ہوگی اور ذکر سے ایسا محسوس کرے گا کہ گویا ایک گھومتا ہوا شعلہ ہے کہ اسکے تمام لطائف کو احاطہ کر کے خط آتشین کی طرح ممتد (لمبا) ہو گیا ہے۔ ﴿صراط المستقیم﴾

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اذکار کا اصل الاصول حبس دم ہے۔ حضرات چشتیہ وقادریہ نے اس (حبس دم) کو اذکار میں شرط کیا ہے حضرات نقشبندیہ اسکو شرط تو نہیں کہتے لیکن اسکی فضیلت سے انکار بھی نہیں کرتے اسکے کثیر فوائد سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ باطنی حرارت پیدا ہوتی ہے اور اندرونی چربی اور رطوبت فاضلہ کی تحلیل ہو جاتی ہے اور وہ رگیں جو قلب کے متعلق ہیں بہت چربی دار ہیں اور چربی ہی کے ذریعہ سے شیطان دل میں وسوسہ ڈالتا ہے جس وقت دم رک جاتا ہے تو اسکی حرارت سے جب چربی پگھلتی ہے تو دل صاف ہو جاتا ہے اور شیطان کی کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں۔ ﴿ضیاء القلوب﴾

فخر العارفین سید محمد عبدالحیی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

پاس انفاس سے اجرائے قلب اور حبس دم سے دفع خطرات کے فوائد حاصل ہوتے ہیں اور ان اذکار کی کثرت سے قلب میں نور پیدا ہوتا ہے۔ ﴿سیرت فخر العارفین﴾

خواجہ ضیاء اللہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کلمہ طیبہ کا سانس بند (حبس دم) کر کے ذکر کرنے سے جسکو نفی اثبات کہتے ہیں باطن کو ماسوی کے خطروں اور دنیا کے شغلوں سے بہت جلد پاک وصاف کرتا ہے اور دل کے شیشے کو فیض الٰہی قبول کرنے کے قابل بناتا ہے۔ ﴿مقاصد السالکین﴾

مولانا اشرف علی تھانوی کے خلیفہ شاہ محمد مسیح اللہ لکھتے ہیں

الغرض ذکر لطائف وسلطان الاذکار حبس دم وغیرہ سے مقصود اصلی یہ ہے کہ ذاکر کے دل ودماغ میں ایک راسخ ملکہ یادداشت پیدا ہو جائے جس کے سبب اکثر اوقات مقصود ذہول و غفلت نہ ہو بلکہ ذکر میں مشغول رہے جو کہ مطلوب عند اللہ ہے۔ ﴿شریعت وتصوف﴾

باب 38

سلطان الاذکار

سلطان کے لفظی معانی بادشاہ، حاکم اور سردار کے ہیں۔ اذکار جمع ہے ذکر کی سلطان الاذکار کا معنی ہوا اذکار کا بادشاہ یعنی ایسا ذکر جو تمام اذکار کا بادشاہ ہو تمام اذکار کا سردار ہو تمام اذکار سے بڑا ذکر ہو یا تمام اذکار پر حاکم یا غالب ہو۔

تصوف کی اصطلاح میں سلطان الاذکار سے مراد عالم امر اور عالم خلق کے تمام لطائف (قلب، روح، سر، خفی، اخفی، نفس، آتش، خاک، پانی اور ہوا) کا ذکر الٰہی میں مشغول ہونا ہے۔

دوسرے الفاظ میں اسطرح سمجھنا چاہیے کہ انسان کا سارا جسم ہڈیاں، گوشت، ہر بال، خون گویا کہ جسم کا ہر (خلیہ) ذرہ اللہ تعالیٰ کا ہر وقت ذکر کرتا ہے۔ صوفیاء کی اصطلاح میں ایسی حالت یا اسطرح ذکر کرنے کو سلطان الاذکار کہتے ہیں۔

قرآن پاک میں فرمایا گیا

ثُمَّ تَلِينُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِىْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

﴿ سورۃ الزمر آیت ۲۳ ﴾

ترجمہ: پھر انکے بدن (جسم) اور دل نرم ہو کر اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں یہ اللہ کی ہدایت ہے جسکو چاہتا ہے اسکے ذریعے ہدایت دیتا ہے۔

صوفیاء کے نزدیک اس آیت کریمہ میں قلبی ذکر اور سلطان الاذکار کی طرف اشارہ ہے۔

(۱) حضرت غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

رسول اللہ ﷺ قبل بعثت میں چھ سال تک سلطان الاذکار میں مشغول رہے۔ اس ذکر سے جو فوائد اور کشائش ظاہری و باطنی حاصل ہوتے ہیں بیان سے باہر ہیں۔ ﴿ ملفوظات سید محمد گیسو دراز ﴾

(۲) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ کھانا کھا رہے تھے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بلال کھانا کھالو۔ حضرت بلال نے عرض کی میں روزہ دار ہوں ۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم اپنی روزی کھا رہے ہیں اور بلال کی بہتر روزی جنت میں ہے اے بلال کیا تمہیں خبر ہے کہ جب تک روزے دار کے سامنے کچھ کھایا جائے تب تک اسکی ہڈیاں تسبیح کرتی ہیں ۔اوراس کے لیے فرشے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔

﴿ابن ماجہ، مشکوۃ، بیہقی فی شعب الایمان﴾

(۳) حضرت وہب بن منبہ رحمتہ اللہ علیہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں

عرش کے گرد فرشتوں کے آگے پیچھے ستر ہزار صفیں ہیں انکے پیچھے ستر ہزار صفیں اور ہیں انکے پیچھے ایک لاکھ صفیں اور ہیں جنہوں نے دایاں ہاتھ بائیں پر باندھ کر گلے سے لگا رکھا ہے انکے سروں سے قدموں تک بال اور اون ہے روئیں اور پر ہیں ان میں سے کوئی بال، اون، رووان پر، جوڑ، بالوں کے گچھے، ہڈی کا ٹکڑا، جلد اور گوشت (واضح رہے یہ گوشت ہڈی وغیرہ فرشتوں کی ہماری طرح نہیں بلکہ انکا سب کچھ نور سے بنا ہے) ایسا نہیں مگر وہ اللہ کی تسبیح اور حمد ایسے رنگ میں کرتا ہے جس میں دوسرا نہیں کرتا۔ ﴿کتاب العظمۃ لابی الشیخ ابن حیان اصبہانی﴾

ذکر کثیر کا مفہوم:

شیخ بدرالدین رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم بزرگ خواجہ علی رامتینی رحمتہ اللہ علیہ سے سوال کیا

یا ایھا الذین امنوا ذکر اللہ ذکر کثیرا ﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔

ذکر کثیر سے زبانی ذکر مراد ہے یا ذکر قلبی آپ رحمتہ اللہ نے فرمایا مبتدی کے لیے زبانی ذکر اور منتھی کے لیے قلبی ذکر۔ مبتدی ہمیشہ تکلف وتعمل سے کام لیتا ہے۔ جبکہ منتھی کے لیے ذکر کا اثر دل تک پہنچتا ہے اور اسکے تمام اعضاء رگیں اور جوڑ ذکر کرنے لگتے ہیں (اسکو سلطان الاذکار

کہتے ہیں) اسوقت سالک ذکر کثیر سے متصف ہوتا ہے اور اس حالت میں اسکا ایک دن کا کام (ذکر) دوسروں کے سال بھر کے کام (ذکر الٰہی) کے برابر ہوتا ہے۔ ﴿مشائخ نقشبندیہ﴾

یعنی سلطان الاذکار سے جتنا بندہ ایک دن میں ذکر کرے گا دوسرا سال میں بھی اتنا مشکل سے کر پائے گا۔

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

مرد وہ ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو سر سے پاؤں تک اسکا تمام جسم ذکر الٰہی سے باخبر ہو۔ ﴿مشائخ نقشبندیہ﴾

تاج العارفین شیخ ابوالوفا رحمتہ اللہ علیہ (جو غوث الاعظم کے ہم عصر تھے اور عراق کے مشہور بزرگ تھے) کی خدمت میں دس بزرگ آئے تا کہ وہ اپنے احوال کے بارے میں جوان پر وارد ہوئے تھے راہنمائی حاصل کریں انہوں نے شیخ ابوالوفا کو سوتے ہوئے پایا اور ان بزرگوں نے سنا کہ شیخ ابوالوفاء کا ہر ایک عضو تسبیح وتہلیل وتقدیس کر رہا ہے۔ ﴿بہجتہ الاسرار﴾

حضرت بابا فرید گنجشکر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

(تو) اسقدر ذکر کر کہ تیرے بدن کا ہر ایک بال زبان بن کر ذکر کرے۔ ﴿راحت القلوب﴾

سلسلہ چشتیہ کے عظیم بزرگ شیخ عبدالقدوس گنگوہی شیخ سلطان جونپوری کو نصیحت فرماتے ہیں لکھتے ہیں

بالکل آرام سے نہ بیٹھو تا کہ سلطان الاذکار جاری رہے اور بے خودی و مستی محویت اور استغراق کی حالت طاری ہو اور ذکر دل میں گھر کر جائے وساوس ختم ہو جائیں ﴿مکتوبات قدوسیہ﴾

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند شیخ خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

سلطان الذکر وہ ہے کہ ذکر سارے جسم پر مسلط ہو جائے یعنی بدن کا ہر عضو دل کی طرح مطلوب (اللہ تعالیٰ) کے ذکر فکر میں مشغول ہو جائے۔

ہر دم بہوائی تست و مساز

ہر موی، زگیسوم بہ پرواز

ہر وقت تیری توفیق سے میں دم مارتا ہوں اور میرے گیسو کا ہر بال تیری جانب پرواز کرتا ہے۔ ﴿درالمعارف﴾

شیخ محمد بن سلیمان بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

جب لطیفہ نفس میں ذکر الٰہی رچ جائے تو پھر سلطان الاذکر حاصل ہوتا ہے سلطان الذکر (یہ ہے کہ ذکر الٰہی) انسان کے سارے جسم کا احاطہ کر لیتا ہے۔ ﴿الحدیقۃ الندیہ فی الطریقۃ النقشبندیہ﴾

خواجہ غلام علی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے جانشین شاہ ابو سعید دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

وقوف قلبی دو چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے

(۱) طالب کی توجہ اپنے دل کی طرف

(۲) اور دل کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف

پھر اس قلبی ذکر اور نگہداشت خطرات اور وقوف قلبی کے ساتھ اس حد تک مشغول رہنا چاہیے کہ دل کے ذکر کی حرکت خیال کے کان میں جا پہنچے پھر اسی طرح لطیفہ روح سے ذکر کرے پھر لطیفہ سر پھر لطیفہ خفی پھر لطیفہ اخفی پھر لطیفہ نفس سے جسکا مقام وسط پیشانی ہے ذکر کرتا ہے۔ پھر تمام بدن سے جسکو لطیفہ قالبیہ کہتے ہیں اس قدر ذکر کرے کہ ہر رگ و ریشہ اور بال بال سے ذکر الٰہی کی آواز سمع خیال کو سنائی دینے لگے اسکو ہی سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ ﴿ہدایت الطالبین﴾

امام اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

ذکر الٰہی میں فنا ہونے والے پر سلطان الذکر غالب آجاتا ہے تو اسکے جسم کا ذرہ ذرہ ذکر الٰہی کے نور سے منور ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اسکا قلب اور روح جو ہر ذکر سے اتنا روشن ہوتے ہیں کہ ان کے نور ذکر کا عکس اسکے سامنے ہونے والے جمادات و حیوانات پر پڑتا ہے۔ تو وہ جمادات و حیوانات بھی ذکر کرنے لگ جاتے ہیں۔ جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کے ہاتھ مبارک میں کنکریاں تسبیح پڑھتیں سنیں گئیں۔ صحابہ سے مروی ہے کہ ہم کھانا کھاتے تھے اور اس کھانے سے

تسبیح بھی سنتے تھے۔ ﴿تفسیر روح البیان﴾

سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

مرشد کامل کی توجہ سے ذاکر کے جسم میں ذکر الٰہی اسطرح سرایت کرجاتا ہے کہ سر سے لے کر پاؤں تک ذکر الٰہی جاری ہو جاتا ہے اور اسکے گوشت، ہڈیاں حتی کہ بال بال سے اللہ اللہ کا ذکر جاری ہو جاتا ہے۔ اور ذکر الٰہی اس کے جسم میں اس طرح سرایت کرجاتا ہے کہ محشر تک اس سے جدا نہیں ہوتا۔ ﴿فضل اللقاء﴾

سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ سلطان الاذکار کا اشارہ اپنے ان اشعار میں کرتے ہیں۔

ثابت صدق تے قدم اگیرے تاہیں رب لبھوے ھو
لوں لوں دے وچ ذکر اللہ دا ہر دم پیا پڑھیوے ھو
ظاہر باطن عین عیانی ھو ھو پیا سنیوے ھو
نام فقیر تنہاں دا باھو قبر جنہاں دی جیوے ھو

ایک اور جگہ فرمایا

عشق جنہاں دی ہڈیں رچیاں اوز رہندے چپ چپاتے ھو
لوں لوں دے وچ لکھ زباناں اور پھر دے گنگے باتے ھو
اوہ کر دے وضو اسم اعظم داتے دریا وحدت وچ نہاتے ھو
تدوں قبول نمازاں باھو جدیاراں یار پچھاتے ھو

سلسلہ سہروردیہ کے بانی شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

دائمی ذکر الٰہی کرنے والے سالک کو چاہیے کہ وہ کثرت سے ذکر الٰہی میں مشغول رہے تا آنکہ اسکے جسم کے بالوں میں سے ہر ایک بال زبان بن جائے۔ ﴿اسرار العارفین وسیر الطالبین﴾

علماء دیوبند کے مرشد شیخ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اس کا (ہر وقت ذکر خفی کا) نتیجہ چند روز کے بعد یہ ہوگا کہ جسم کا ہر ہر رواں اور ہر ہر

بال بال ذاکر ہو جائے گا اور انوار تجلی سے منور ہو جائے گا۔ ﴿ضیاء القلوب﴾

حاجی امداد اللہ مزید فرماتے ہیں کہ

اگر خدا کی مدد شامل حال ہوئی تو کبھی (سالک) اپنے تمام جسم کو ذاکر پائے گا اور تمام اعضاء قلب کے ہم سر ہو جائیں گے اس ذکر میں ذاکر تمام اعضاء کا ذکر سنتا ہے اس ذکر کو سلطان الاذکار کہتے ہیں۔

مزید فرماتے ہیں

جب سالک اس طریقہ ذکر (یعنی سلطان الاذکار) کو حاصل کر لیتا ہے تو اپنی حقیقت کو وجود عالم میں متصرف دیکھنے لگتا ہے۔

پیر سید مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے قلب صنوبری کی حرکت وجنبش ایسی ہے جیسے زبان کی حرکت کیونکہ دونوں قطعہ گوشت ہیں بلکہ ذاکر کی زبان سارے بدن کو آگاہ کرتی ہے۔ ہاں وہ خواص جنکا بال بال ذکر میں مشغول ہوتا ہے دل کی حیات معنوی سے ذاکر ہوتے ہیں پس جسکے دل سے دنیائے دوں کی محبت نکل جائے وہ اس نعمت عظمیٰ سے مشرف ہوتا ہے۔ ﴿ملفوظات مہریہ﴾

ایک مرید کے حال کے جواب میں مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں

فکر وسعی میں حتی الوسع لگے رہیں انشاء اللہ تعالیٰ ایک روز فضل ہو ہی جائے گا۔ سلطان الاذکار کا شغل کریں اللہ تعالیٰ نفع بخشے۔ ﴿تربیت سالک﴾

اور ایک دوسرے مرید کی کیفیت پڑھ اشرف علی تھانوی اسکو جواب میں لکھتے ہیں۔

مبارک ہو یہ سلطان الاذکار کے آثار میں سے ہے جو کہ ایک حالت رفیعہ ہے۔ ﴿تربیت سالک﴾

ایک اور مرید کو جواباً کہتے ہیں

مبارک ہو یہ کیفیت سلطان الاذکار کہلاتی ہے۔ حضرت شیخ جلال تھانیسری کو بکثرت ہوتی تھی اگر کبھی ایسا ہو ہرگز پریشان نہ ہوں یہ اثر ہے غلبہ ذکر و سرایت ذکر کا۔ ﴿تربیت سالک﴾

اشرف علی تھانوی کے خلفیہ شاہ محمد مسیح اللہ لکھتے ہیں۔

انہیں اشغال میں سے ایک شغل ایسا بھی ہے کہ ذاکر تمام اعضاء و جوارح کے متعلق عین ذکر کے وقت یہ اجمالی تصور کرتا ہے کہ یہ سب ذکر کر رہے ہیں ایسے ذکر و شغل کو اہل تصوف سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ ﴿شریعت وتصوف﴾

مختصراً یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ان من شی ء الایسبح بحمده

ترجمہ: کائنات کی ہر چیز اسکی حمد کے ساتھ اسکی تسبیح بیان کرتی ہے۔

اگر کائنات کا ہر ہر ذرہ ہر ہر قطرہ ذکر الٰہی کر سکتا ہے تو ایک اللہ کے ولی کے جسم کا ہر ہر ذرہ ہر ہر بال ذکر الٰہی کیوں نہیں کر سکتا؟ اس میں تعجب کی کونسی بات ہے جیسا کہ ہمارے اکابرین کا معمول رہا ہے کہ وہ سلطان الاذکار خود بھی کرتے تھے اور اپنے مریدین کو بھی کراتے تھے۔

اسمعیل دہلوی لکھتے ہیں

جب لطائف ششگانہ کا ذکر معلوم ہو جائے (یعنی جب لطائف ذاکر ہو جائیں) تو سلطان الاذکار کے حاصل ہونے کے لیے لطیفہ نفس پر زیادہ توجہ کرنے سے سلطان الذکر حاصل ہو جاتا ہے اور لطائف ذاکر ہو جانے سے اور سلطان الذکر کے حاصل ہو جانے کے بعد **لاالــہ الا اللہ** کا ذکر جو نفی اور اثبات ہے اس حد تک کرے کہ غفلت نہ رہے۔ ﴿صراط المستقیم﴾

اسماعیل دہلوی نے سلطان الاذکار کی اپنی کتاب میں بڑی وضاحت کی ہے لیکن ہم نے مختصراً اس کو بیان کر دیا ہے جو تفصیل سے آپ کی گفتگو پڑھنا چاہے وہ صراط المستقیم کا مطالعہ کرے۔

باب 39

مراقبہ

سید محمد ذوقی شاہ رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

(مراقبہ کا معانی) دل کا ماسویٰ سے نگہبانی کرنا، دل میں اللہ تعالیٰ کے تصور کی محافظت کرنا، بندہ کا اپنے علم کو بغرض فیضان علم قدسی حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا۔ (سر دلبراں)

امام محمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

مراقبہ کے معنی ایک دوسرے کو دیکھنا یعنی یہ (تصور کرنا یا) یہ خیال رہنا کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو دیکھ رہا ہے اور میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔

جس طرح کہ بخاری و مسلم کی حدیث جبرائیل ہے۔

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ احسان کیا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرو کہ گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو۔ اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

یعنی پہلے تو تُو یہ تصور قائم رکھ کہ تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اگر یہ تصور تو قائم نہیں رکھ سکتا تو یہ خیال پکا کرو کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ بس اس بات کا تصور کرنا کہ میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں اور اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اس کو مراقبہ کہتے ہیں۔

اور جتنے گناہ اور نفس کی اطاعتیں ہوتی ہیں صرف ایک اسی تصور کی کمی اور اسی کیفیت کے نہ ہونے کی وجہ سے ہوتی ہیں جس کے اندر یہ حضور اور معیت الٰہی کی کیفیت جتنی زیادہ ہے۔ اتنا وہ اللہ کے زیادہ قریب ہے جتنا زیادہ وہ قریب ہے اتنا ہی اللہ اور رسول ﷺ احکام کا سختی سے پابند ہوگا۔

اور یہ حضوری اور معیت الٰہی کی کیفیت جتنی کم ہے اتنا ہی وہ بندہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذات اور ان کے حکم سے دور ہے۔ جتنا دور ہے اتنا ہی اپنے نفس و شیطان کے قریب ہے۔

جتنا نفس وشیطان کے قریب ہوگا اتنا ہی گناہوں کی لذتوں، دنیا کی محبتوں اور نفسانی خواہشات کا دلدادہ ہوگا۔

حضرت حمید طویل رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت سلیمان بن علی رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کی مجھے نصیحت فرمائیں۔

حضرت سلیمان بن علی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: جب تم گناہ کرتے ہو تو دو حال سے خالی نہیں ہوسکتا۔

پہلی:

اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے۔تب تو تم بڑی جرأت کرتے ہو (کہ اس کے سامنے گناہ کر رہے ہو)۔

دوسری:

اور اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم کو نہیں دیکھ رہا ہے۔تب تو تم کافر ہو۔

خلاصہ کلام مراقبہ بندہ اور اللہ کے درمیان تعلق کو مضبوط کرتا ہے۔اللہ بندے کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہے مگر بندہ ہی بد بخت ہے وہ اللہ کے قریب نہیں۔ضرورت اس بات کی ہے کہ بندے کا دھیان اللہ کے ماسوا سے ہٹ کر اللہ کی طرف ہو جائے اور یہ بندہ بھی اللہ کے قریب ہو جائے۔بس بندے اور اللہ کے تعلق کو مضبوط کرنے کے لیے ہی مراقبہ کیا جاتا ہے۔

اور حدیث جبرائیل جو پہلے بیان ہو چکی ہے جس میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو اس طرح عبادت کر کہ اللہ کو دیکھ رہا ہے اگر اس طرح نہیں کر سکتا تو یہ خیال کر کہ اللہ تجھے دیکھ رہا ہے۔یہ مرتبہ احسان مراقبہ سے حاصل ہوتا ہے اور اس حدیث پاک سے ایک تو ہمیں یہ پتہ چلا کہ احسان کا حصول ہمارے دین کا ایک اہم ترین حصہ ہے۔دوسرا یہ کہ احسان ہماری عبادت کی روح ہے۔

اگر یہ احسان ہمیں حاصل ہو ہی نہ سکتا یا یہ اتنا اہم ہی نہ ہوتا تو ہمیں آپ ﷺ احسان

کے بارے میں فرماتے ہی نہ۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

لَا صَلوٰۃَ اِلا بِقَلْب حَضُوْر

ترجمہ: حضورقلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

نماز میں ہمارا دھیان بجائے اللہ کی طرف ہونے کے دنیاوی کاموں کی طرف ہوا ہوتا ہے تو کیا ہم اپنی نماز نبی اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے سے ادا کر رہے ہیں یقیناً نہیں۔تو پھر ضرورت مراقبہ کی ہے تا کہ ہمیں احسان کا مرتبہ حاصل ہو۔یہی وجہ ہے کہ تمام سلاسل طریقت کے بزرگوں اور تمام مسالک کے اکابرین نے مراقبات خود بھی کیے اور اپنے عقیدت مندوں کو بھی کروائے۔سلسلہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ کے تمام بزرگوں نے مراقبات کیے اور کروائے ہیں۔جبکہ ہمارے آج کے تمام مسلکوں اور تمام مکتبہ فکر کے لوگوں کے اکابرین نے مراقبات کیے اور کروائے ہیں۔کوئی دیوبندی یا وہابی ان تمام کے اکابرین نے مراقبات کیے اور کروائے ہیں۔

علماء دیوبند کے شیخ حاجی امداد مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ضیاء القلوب میں مراقبات کے بارے مین لکھا ہے۔

جب کہ علماء وہابیہ کے امام اسماعیل دہلوی نے صراط المستقیم میں مراقبات کا ذکر کیا ہے اس کے علاوہ مجدد الف شاہ ولی اللہ، خواجہ غلام علی دہلوی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی وغیرہ بزرگوں نے مراقبات کو تفصیل سے بیان فرمایا۔

سلوک نقشبندیہ مجددیہ اور مراقبات:

سب سے پہلے سالک کو توبہ کروائی جاتی ہے پھر اس کو فرائض و واجبات اور سنتوں کی تلقین کی جاتی ہے کہ وہ ان کو پابندی سے ادا کرے اور اپنی زندگی کے ہر کام کو سنت کے مطابق کر

لے بعد ازاں اس کو پاس انفاس کے ذکر کی تلقین کی جاتی ہے۔یادر ہے کہ پاس انفاس بھی توجہ شیخ کے بغیر موثر ثابت نہیں ہوتا۔

پاس انفاس کے ساتھ رابطہ شیخ بھی تلقین کیا جاتا ہے

جب ان میں سالک چند دنوں میں پختہ ہو جاتا ہے تو سالک کے لطائف عالم امر یعنی قلب، روح، سر، خفی اور اخفی پر شیخ توجہ کرتا ہے اور ان کو باری باری یا ایک ساتھ ذاکر کر دیتا ہے ان کے بعد لطیفہ نفس پر شیخ توجہ کرتا ہے اور اس کو ذاکر کر دیتا ہے۔اس کے بعد سلطان الاذکار کروایا جاتا ہے جس کو لطیفہ قالبیہ کہتے ہیں۔اس کے بعد نفی اثبات کا ذکر تلقین کیا جاتا ہے پھر استغراق کروایا جاتا ہے ان کے بعد مراقبات شروع کروائے جاتے ہیں۔

نوٹ: یادر ہے کہ پہلے سبق سے لے کر آخر تک بلکہ ہمیشہ ''وقوف قلبی اور صحبت شیخ و توجہ شیخ'' فرض کا درجہ رکھتے ہیں ان کے علاوہ سلسلہ نقشبندیہ کی گیارہ اصطلاحات پر عمل کرنے کا سالک کو حکم دیا جاتا ہے۔

مراقبہ احدیت:

سب سے پہلے مراقبہ احدیت کروایا جاتا ہے اس میں سالک کے باطن میں انوار و اسرار منکشف ہوتے ہیں حضور، جمعیت، جذبات اور واردات کی کثرت کی کیفیات وارد ہوتی ہیں یادر ہے کہ

حضور: اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کو کہتے ہیں۔

جمعیت: خاطر قلبی کے کم ہونے یا بالکل زائل ہونے کو کہتے ہیں۔

جذبات: کشش لطائف جو فوق کی طرف پیدا ہوتی ہے اس کو جذبات کہتے ہیں۔

واردات: فوق کی جانب سے طالب کے قلب میں احوال پیدا ہونے کو واردات کہتے ہیں۔

اس کے بعد ولایت صغریٰ کا مراقبہ کروایا جاتا ہے اس کو مراقبہ معیت بھی کہتے ہیں یہ مقام ولایت اولیا ہے۔اس مراقبہ میں بھی فیض لطیفہ قلب پر آتا ہے اس کو دائرہ ظل اسماء و صفات

بھی کہتے ہیں۔

اس مقام پر سالک کے اندر توحید وجودی کا ظہور ہوتا ہے ایک خاص ذوق وشوق اور رقت کی کیفیت سالک کے باطن میں پیدا ہوتی ہے یعنی ہر وقت رونے کی کیفیت پیدا ہوتی ہے کوئی آیت سنے یا نعتیہ کلام سنے تو سالک پر رقت طاری ہو جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف مکمل توجہ و استغراق کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے ماسوا کا خیال قلب سے مٹ جاتا ہے دنیاوی کاموں سے دل سرد ہو جاتا ہے اور اسی کیفیت کو فنائے قلبی کہا جاتا ہے۔

ولایت اولیا سے اگلا مقام ولایت انبیاء ہے اس کو ولایت کبریٰ بھی کہتے ہیں۔ یہاں (ولایت انبیاء) ولایت کبریٰ کے دائرہ کا مراقبہ کروایا جاتا ہے اس مقام کو ولایت انبیاء بھی کہتے ہیں اس مقام میں تین دائرے اور ایک قوس ہے اس مقام کا فیض سالک کے لطیفہ نفس پر آتا ہے اور یہ مقام صحو ہے اس مقام کے فیض سے سالک میں درج ذیل کیفیات پیدا ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قرب خاص ملتا ہے وسوسے ختم ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف مکمل توجہ ہو جاتی ہے شرح صدر کی نعمت ملتی ہے نفس مطمئن ہو جاتا ہے توحید شہودی جلوہ گر ہوتی ہے صبر وشکر کی کیفیت پیدا ہوتی ہے ہر قسم کی بے چینی و بے یقینی سے نجات حاصل ہوتی ہے اور مکمل طور پر سکون کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ کے احکام شرعیہ قبول کرنے میں دلیل کی ضرورت نہیں رہتی قضاو قدر پر سالک راضی ہو جاتا ہے اور مقام رضا میں پہنچ جاتا ہے بُرے اخلاق وصفات اور عادات فنا ہو جاتی ہیں اور نیک اخلاق وصفات اور عادات پیدا ہو جاتی ہے۔

اس سے اگلا مقام ولایت علیا (یا ولایت ملائکہ) ہے یہ فرشتوں کی ولایت کا مقام ہے اس مقام کا فیض عناصر ثلاثہ یعنی آگ، ہوا، پانی پر آتا ہے ولایت صغریٰ اور کبریٰ میں سیر اسم ھو الظاھر میں ہوتی ہے۔ جب کہ ولایت ملائکہ میں سیر اسم ھو الباطن میں ہوتی ہے۔

اس مقام پر سالک کے اندر فرشتوں سی صفات پیدا ہوتی ہیں ہر وقت عبادت، ذکر، فکر، نفلی نمازیں پڑھنے وغیرہ ذوق وشوق پیدا ہوتا ہے اس مقام پر باطن کے اندر بہت زیادہ وسعت

ہوتی ہے اور عناصر ثلاثہ میں عروج ونزول پیدا ہوتا ہے اگر سالک صاحب کشف ہو تو اس مقام پر فرشتوں کی زیارتیں ہوتی ہیں۔

اس سے اگلا مقام کمالات نبوت ہے یہ مقام تجلی ذاتی دائمی کا ہے اس مقام کا فیض لطیفہ خاک پر آتا ہے اس مقام کا ایک نقطہ طے کرنا ولایت صغریٰ و کبریٰ وعلیا کے تمام مقامات طے کرنے سے بہتر ہے۔ گزشتہ تینوں ولایات اس مقام کے مقابلے میں ظل ہیں۔

سالک کو قرآن وحدیث پڑھنے اور اس پر عمل کرنے سے ایک خاص لذت حاصل ہوتی ہے ایمان اور عقائد میں قوت آتی ہے اپنی غلطیوں اور گناہوں کی طرف ہر وقت دھیان رہتا ہے اپنے آپ کو ہر چیز سے بدتر سمجھتا ہے

حالات مقامات سابقہ مثل طپش و بے تابی شوق وحال مقام توحید وجودی وشہودی دور رہ جاتے ہیں اور بجائے اس کے بے رنگی و بے کیفی حاصل ہوتی ہے کسی کمال اور خوبی کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتا ہر وقت سالک کی نظر اپنے عیبوں کی طرف رہتی ہے۔ صاحب کشف سالک کو یہاں پر انبیاء کی زیارتیں ہوتی ہیں۔

اس سے اگلا مقام کمالات رسالت ہے اس میں فیض سالک کی ہیت واحدنی پر آتا ہے۔ ہیت واحدنی اس کیفیت کو کہتے ہیں کہ جو عالم امر وخلق کے لطائف کے تزکیہ وتصفیہ کے بعد مجموعی کیفیت حاصل ہوتی ہے اس مقام پر انوار اور وسعت پہلے کے مقامات سے بہت زیادہ ہے کثرت تجلیات ذاتیہ اور انوار لامتناہیہ سے سالک کا باطن معمور ہو جاتا ہے۔

اس سے اگلا مقام کمالات اولوالعزم ہے اس مقام کا فیض بھی ہیت واحدنی پر آتا ہے اس مقام پر پہلے کے مقامات سے زیادہ انوار ہیں یہاں پر سالک پر حروف مقطعات اور متشبہات کے اسرار اور موز منکشف ہوتے ہیں باطن میں اس قدر وسعت آجاتی ہے کہ بیان سے باہر ہے۔

کمالات اولوالعزم کے بعد دو راستے ہیں ایک حقائق انبیاء کا اور دوسرا حقائق الہیہ کا۔

شیخ کو اختیار ہے کہ وہ سالک کے اندر استعداد دیکھ کر جس مرضی راستے سے سلوک طے

کروائے حقائق انبیاء میں سب سے پہلے حقیقت ابراہیمی کا مقام آتا ہے۔

اس مقام پر سالک کو اللہ تعالیٰ سے ایک خاص محبت و عشق ہو جاتا ہے اور محبوبیت صفاتی جلوہ گر ہوتی ہے اور تمام مخلوق سے اس قدر بے نیازی ہو جاتی ہے کہ کسی کے وسیلہ اور مدد پر راضی نہیں ہوتا۔

اس کے بعد حقیقت موسوی کا مقام ہے یہ مقام محبت ذاتیہ صرف ہے اس مقام پر باوجود ظہور محبت ذاتی شان استغنائی اور بے نیازی بھی ظاہر ہوتی ہے اور ایک عاشقانہ ذوق وشوق اس شدت سے سالک کے اندر پیدا ہوتا ہے کہ سالک بے اختیار پکار اٹھتا ہے

رب ارنی انظر الیک

اس کے بعد حقیقت محمدی ﷺ کا مقام ہے اس مقام پر آپ ﷺ سے ایک خصوصی محبت پیدا ہوتی ہے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کا جذبہ بڑھ جاتا ہے اور سالک کی تمام حرکات وافعال سنت کے تابع ہو جاتے ہیں۔

امام ربانی کا قول ہے کہ

'میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اس لیے کرتا ہوں کہ وہ محمد ﷺ کا خدا ہے"۔

اس جگہ ایسی کیفیت ظاہر ہوتی ہے۔

اس سے اگلا مقام حقیقت احمدی کا ہے یہ مقام محبوبیت ذاتی کا ہے اور محبوبیت کا ذاتی کا مقصد یہ ہے کہ صفات سے قطع نظر ذات سے محبت کی جائے محبوبیت صفاتی میں محبوب کی چند صفات ہوتی ہیں۔ جن کی وجہ سے محبت کی جاتی لیکن یہ امر ذوقی ہے جب تک ذوق نہ ہو یہ منزل حاصل نہیں ہوتی یہ مقام حقیقت محمدی ﷺ سے ایک درجہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہے۔

حقائق انبیاء کی سیر یہاں ختم ہو جاتی ہے۔

اگر حقائق الٰہیہ کے راستے سے سلوک طے کریں تو سب سے پہلے حقیقت کعبہ کا مقام آتا ہے اس مقام پر سالک کے اندر اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی پیدا ہوتی ہے سالک کے باطن پر

ہیبت الٰہی غالب آجاتی ہے اس مقام پر سالک ممکنات کی توجہ اپنی طرف پاتا ہے۔

اس سے اگلا مقام حقیقت قرآن ہے۔اس مقام پر کلام الٰہی کے باطنی اسرار و معانی سالک پر منکشف ہوتے ہیں اور قرآن پڑھنے کے دوران سالک کے باطن میں ایک خاص بوجھ سا محسوس ہوتا ہے جو کہ قرآن کے انوار ظاہر ہونے کی علامت ہے۔آیت

ان سنلقی علیک قولا ثقیلا

سے گویا یہی ثقل مراد ہے۔

اس سے اگلا مقام حقیقت صلوۃ ہے جس سالک کو یہ مقام میسر آجاتا ہے تو وہ جب نماز ادا کر رہا ہوتا ہے تو وہ اس دنیا فانی سے مکمل طور پر کٹ جاتا ہے اور اللہ کی بارگاہ حاضر ہوتا ہے۔ حدیث پاک ہے کہ

ان تعبد اللہ کانک تراہ

(ترجمہ: تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کر کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے) اس مقام پر ظاہر ہوتا ہے۔

الصلوٰۃ معراج المؤمنین

کی کیفیت بھی اسی جگہ میسر آتی ہے۔اور

قرۃ عینی فی الصلوٰۃ

کی حقیقت بھی سالک کو اسی مقام پر ملتی ہے۔

اگر کسی سالک کو یہ مقام نصیب ہو جائے تو وہ راگ و رنگ نغمہ و سرور کے قریب بھی نہیں جانا پسند کرتا۔

حقیقت صلوٰۃ کے اوپر معبودیت صرفہ کا مقام ہے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللّٰہ کی حقیقت سالک پر یہاں ظاہر ہوتی ہے۔ ماسوا اللہ کی عبادت کی نفی یہاں ظاہر ہوتی ہے اور اس بات کا یقین کامل اس جگہ ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں یہاں پر سیر قدمی نہیں بلکہ سیر نظری

ہوتی ہے۔

اور حقائق الٰہیہ کی سیر یہاں ختم ہو جاتی ہے۔

اس سے اگلا مقام حب صرفہ کا ہے اس مقام پر کمال علو اور باطن کی بے رنگی ظاہر ہوتی ہے سب سے پہلے جو چیز گنجینہ مخفی سے ظہور آئی وہ یہی حب ہے اور حب ہی منشا مبدا خلق ہے حدیث قدسی:

''میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا''

ایک اور حدیث قدسی میں فرمایا:

''اے محمد! اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا، اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا'' یہ مقام حب صرفہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوسرے انبیاء کا تعلق یہاں نہیں۔

اس سے اگلا مقام لاتعین ہے اس جگہ بھی سیر قدمی نہیں سیر نظری ہے یہاں فیض سیر نظری کے ذریعے ملتا ہے۔ یہ مقام بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے۔

نوٹ: اس کتاب کو پڑھنے سے علم تو حاصل ہو جاتا ہے لیکن عملاً ان کو حاصل کرنے کے لیے توجہ اور صحبت شرط ہے۔ ان تمام مراقبات کے لیے توجہ شیخ لازمی ہے بغیر توجہ کے ان مقامات کا فیض و رسائی ناممکن ہے یہ فیوض و برکات انعکاسی ہیں جو کہ سینہ بہ سینہ منتقل ہوتے ہیں لہذا صحبت و توجہ کے بغیر ان فیوض و برکات کو حاصل کرنا ناممکن ہے۔ اگر ان لطائف و مراقبات کو کوئی صاحب ذوق عملاً حاصل کرنا چاہے تو رابطہ کر سکتا ہے۔

0313-7503757 / 0303-4747127 / 0336-4747127

Email Adress: aminia786@gmail.com

باب 40

سلسلہ نقشبندیہ کی گیارہ اصطلاحات

ان گیارہ اصطلاحات پر عمل کرنے سے سلوک کی منزلیں آسان ہوتی ہیں، اذکار کی تاثیر میں جلد اضافہ ہوتا ہے، ہزاروں چلوں سے بڑھ کر سالک کے لیے یہ مفید ہے۔

(۱)ہوش دردم (۲)نظر برقدم (۳)سفردروطن (۴)خلوت درانجمن

(۵)یادکرد (۶)بازگشت (۷)نگہداشت (۸)یاددشت

یہ آٹھ اصطلاحیں خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہیں۔

(۹)وقوف زمانی (۱۰)وقوف عددی (۱۱)وقوف قلبی

یہ آخری تین اصطلاحیں خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہیں۔

(۱) ہوش دردم:

ہوش دردم سے مراد یہ ہے کہ سالک کا ہر ایک سانس حضور و آگاہی سے ہو نہ کہ غفلت سے یعنی کسی سانس میں اللہ تعالیٰ سے غافل نہ رہے۔

خواجہ بہاءالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

کسی سانس کو ضائع نہ ہونے دو سانس کے خروج و دخول میں اور خروج و دخول کے درمیان محافظت چاہیے کہ کوئی وقفہ غفلت کا نہ پایا جائے۔

خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"ہوش دردم یہ ہے کہ نفس سے واقف ہو جائے تا کہ غفلت نہ آنے پائے"۔

لہذا ہر سانس کی طرف دھیان رکھنا چاہیے اور ذکر پاس انفاس کو مکمل توجہ اور حضوری سے جاری رکھنا چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ کوئی بھی سانس حضور و ذکر کے بغیر نہ نکلے۔

(۲) نظر برقدم:

نظر برقدم سے مراد یہ ہے کہ

سالک جب چلے تو اپنی نظر اپنے قدموں کی طرف رکھے۔ فضول چیزوں کی طرف نہ دیکھے اگر بیٹھے تو اپنے سامنے ہی نگاہ رکھے جب ادھر ادھر کے نقوش اور طرح طرح کے دل کش رنگوں وغیرہ کو دیکھنے سے خیالات منتشر ہوتے ہیں اور توجہ جو سالک کی اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے اس میں فرق آتا ہے اور ان اشیاء کے بارے میں سوچنے لگتا ہے جب سالک ادھر ادھر فضول نظر اٹھانے کی بجائے اپنی نظر نیچے رکھے گا تو نہ وہ رنگی برنگی چیزوں کی طرف دیکھے گا اور نہ انکے بارے میں سوچے گا۔

مزید یہ کہ سالک چلنے کے دوران یہ دیکھے کہ یہ قدم جو میں اٹھا رہا ہوں نیکی کی طرف سے ہے یا بدی کی طرف۔ اگر نیکی کی طرف ہے تو شکر ادا کرے اور اگر بدی کی طرف ہے تو توبہ کرے اور باز رہے۔

(۴) سفر در وطن:

سفر در وطن سے مراد صفات ذمیمہ سے صفات حمیدہ کی طرف انتقال کرنا ہے اور تخلقوا با خلاق اللہ پر عمل کرنا سفر در وطن ہے۔

شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

اس مقام کے حصول کے لیے سالک کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کی خوب چھان بین کرے اور دیکھے کہیں اس میں ماسوی اللہ کی محبت تو پوشیدہ نہیں اگر وہ محسوس کرے کہ اس کے نفس میں یہ محبت موجود ہے تو اس کو نئے سرے سے توبہ واستغفار کرنی چاہیے اس ضمن میں طالب ماسوی کی محبت کو یوں سمجھے جیسے کہ وہ ایک بت ہے اس کو توڑنے کے لیے وہ لا الہ الا اللہ کا ذکر کرے۔ یعنی وہ برابر اس بات کا اقرار کرتا رہے کہ میں فلاں چیز کی محبت کو دل سے نکال رہا ہوں اور اس کی جگہ خدا کی محبت کا اثبات کرتا ہوں سالک کو اس کی ضرورت اس لیے پڑتی ہے کہ انسان کے دل میں محبت کی بہت سی پوشیدہ رگیں ہیں اور ان کو دل سے نکالنا اس وقت ممکن نہیں ہوتا جب تک ان کی خوب جانچ پڑتال نہ کی جائے۔ ان کے علاوہ سالک کو اس سلسلہ میں یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اس

کے دل میں کسی سے حسد، کینہ، بغض و (غیر شرعی) مخالفت تو نہیں اس کے تدارک کی یہ صورت ہے کہ وہ برابر لا الہ الا اللّٰہ کا ورد کرے۔

خواجہ غلام علی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ حدیث

''جس گھر میں تصویر ہوتی ہے اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے''۔

کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں

جس دل میں خیال غیر خدا کا ہو وہ دل بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق نہیں ہوتا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں

میرے نزدیک سفر وطن سے مراد یہ ہے کہ اخلاق رذیلہ سے نیکیوں کی طرف چلے اور صوفیہ کے دس مقامات حاصل کے لیے یعنی بے صبری سے صبر کی جانب بے توکلی سے توکل کی جانب اور بے قناعتی سے قناعت کی طرف سفر کرے اور باقی چیزوں (یعنی سات مقامات) کو بھی اس پر قیاس کرنا چاہیے۔

ان دس مقامات کا حصول اس طرح ہوتا ہے کہ کثرت تہلیل اختیار کرے یعنی کلمہ طیبہ لا الـہ الا اللّٰہ سے بے صبری کی نفی کرے یعنی بے صبری میرا مقصود نہیں اور لا الـہ الا اللّٰہ سے یہ تصور کرے کہ میرا مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ چند روز اس پر مداومت کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ صبر کا مقام حاصل ہو جائے گا۔ اور اسی طرح سے بے توکلی اور بے قناعتی وغیرہ کی نفی کرے۔

اور امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

سفر در وطن سے مراد یہ ہے ''سیر آفاقی کو چھوڑ کر سیر انفسی کی طرف سفر کر''

مشائخ نقشبندیہ سیر آفاقی کی بجائے سیر انفسی کو ترجیح دیتے ہیں لہذا ان کی ابتدا ہی سیر انفسی سے ہوتی ہے جبکہ دوسرے سلسلے سلوک کو سیر آفاقی سے شروع کرتے ہیں اور سیر انفسی پر ختم کرتے ہیں۔ سیر انفسی سے شروع کرنا سلسلہ نقشبندیہ کا خاصہ ہے اس لیے سیر انفسی جو دوسرے

سلسلوں کی انتہا ہے نقشبندی سلسلہ کی ابتداء ہے۔

(۴) **خلوت درانجمن:**

خلوت درانجمن سے مراد یہ ہے کہ انجمن میں جو محل تفرقہ ہے از راہ باطن مطلوب کے ساتھ خلوت رکھے اور غفلت کو دل میں راہ نہ دے ظاہر میں مخلوق کے ساتھ اور باطن میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونا چاہیے ابتداء میں یہ معاملہ بتکلف ہوتا ہے اور انتہا میں بے تکلف۔

خواجہ عبیداللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

ذکر میں جہد و اہتمام بلیغ کے ساتھ مشغول ہونے سے سالک کو پانچ، چھ روز میں یہ دولت حاصل ہو جاتی ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

سفر در وطن میں خلوت درانجمن کا مطلب حاصل ہو جاتا ہے۔

شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

خلوت درانجمن سے مراد یہ ہے کہ سالک کسی حال میں ہو یعنی وہ پڑھ رہا ہو، کھانا کھا رہا ہو، گفتگو میں مصروف ہو، چل رہا ہو، لوگوں میں بیٹھا ہو، پاکی میں ہو، ناپاکی میں ہو الغرض کسی بھی حال میں ہو اس کا دل برابر اللہ کے ذکر میں مشغول رہے اس کے لیے ضروری ہے کہ سالک اپنے اندر اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے کا ایسا ملکہ پیدا کرے کہ ان کاموں کی مصروفیت کے باوجود اس کی توجہ اللہ تعالیٰ سے نہ ہٹے۔

اور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد

رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله

میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔

خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

خلوت درانجمن سے مراد یہ ہے کہ انجمن جو کہ تفرقہ کا محل ہے اس سے باطن کے راستے

مطلوب کے ساتھ خلوت چاہیے تاکہ بیرونی تفرقہ اندرونی حجرے کا راستہ نہ پائے۔

از برون درمیاں بازارم

وز درون خلو تیست یا یادم

ترجمہ: باہر سے میں بازار کے اندر ہوں لیکن اندرونی طور پر یاد کے ساتھ ساتھ خلوت ہے۔

ابتداء میں اس کے اندر تکلف ہے لیکن انتہا تکلف سے خالی ہے۔

از درون شو آشنا داز برون بیگانہ وش

ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

ترجمہ: اندر سے آشنا ہو جا اور باہر سے بیگانہ رہ یہ مناسب روش دنیا میں کم رہ گئی ہے۔

حضرت مظفر کرمان رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

کامل عارف وہ ہے جس کا دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو اور جسم مخلوق کے ساتھ۔

انجمن میں بھی میسر رہی خلوت اس کو

شمع محفل کی طرح سب سے جدا سب کا رفیق

(۵) یاد کرد:

یاد کرد سے مراد یہ ہے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے خواہ ذکر اسم ذات کا ہو یا کلمہ طیبہ، خواہ زبانی ذکر ہو یا قلبی، پاس انفاس ہو یا اور کوئی بھی ہو اپنے آپ کو ہمیشہ ذکر میں مشغول رکھے۔

جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہے کہ

اللہ کے رسول ﷺ زندگی کے ہر لمحہ میں ذکر کرتے تھے۔

لیکن بہتر یہ ہے کہ جو مرشد کامل سے ذکر پہنچا ہو وہ کرے اللہ تعالیٰ کا ذکر اس قدر کرے کہ ذاکر کو حضور حاصل ہو جائے۔

خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

یاد کرد سے مراد ذکر میں تکلف ہے یعنی جس ذکر کی شیخ سے تلقین ہوتی ہے اس کے تکرار میں بتکلف مشغول رہے یہاں تک کہ مرتبہ حضور حاصل ہو جائے۔

(٦) **بازگشت:**

شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

بازگشت سے مراد ہے رجوع کرنا یعنی ہر دفعہ تین بار ذکر کرنے کے بعد سالک مناجات کرے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی پوری ہمت اور توجہ کے ساتھ دعا مانگے اور کہے

اے رب! تو ہی میرا مقصود ہے میں نے تیرے لیے ہر چیز کو چھوڑا مجھ پر اپنی نعمت مکمل کر اور مجھے اپنا قرب عطا فرما۔

شاہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

ذکر کے لیے بازگشت بہت بڑی شرط ہے سالک کو چاہیے کہ اس سے ذرا بھی غفلت نہ برتے ہم نے جو کچھ حاصل کیا وہ سب اسی بازگشت کی برکت ہے۔

خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

بازگشت کا مطلب یہ ہے ذکر نفی اثبات کے بعد اپنے دل کے ساتھ یہ عہد کرلے کہ

الٰھی انت مقصودی و رضاک مطلوبی

یعنی اس کلمے کے ذکر کا فائدہ یہ ہے کہ ہر خاطر کی نفی ہو جاتی ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد یہاں تک کہ خالص ہو جاتا ہے اور سر ماسوا کے ذکر سے فارغ ہو بیٹھتا ہے۔

(٧) **نگہداشت:**

نگہداشت سے مراد یہ ہے کہ قلب سے وسوسوں، فضول خیالات اور حدیث نفس وغیرہ کو دور کرے سالک کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ باخبر اور ہوشیار رہے اور دل میں کوئی وسوسہ نہ آنے دے پوری کوشش اور ہمت سے اپنے قلب کو وسوسوں سے بچائے۔

حضرت بہاء الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

سالک کے لیے ضروری ہے کہ دل میں جونہی کوئی خیال ظاہر ہونے لگے اس کو فوراً روک دے ورنہ اگر وہ خیال ظاہر ہو گیا تو پھر طبیعت خود بخود اس کی طرف مائل ہو جائے گی اور یہ خیال طبیعت کو متاثر کر کے رہے گا اس حالت میں اس کو دل سے دور کرنا مشکل ہو جائے گا۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

وسوسہ کو دل میں ساعت دو ساعت بھی نہ رکھنا چاہیے بزرگوں کے نزدیک یہ امر اہم اور اولیائے کاملین کو یہ دولت تا زماں حاصل رہتی ہے۔

(۸) **یادداشت:**

یادداشت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ایسی توجہ رکھنا جو الفاظ اور تخیلات سے مجرد ہو۔

خواجہ عبیداللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

یادداشت سے مراد نگہداشت میں رسوخ ہے۔

(۹) **وقوف قلبی:**

خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وقوف قلبی سے مراد یہ ہے کہ

وقوف قلبی بیداری اور حضور قلب سے عبارت ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے اس طرح لو لگی رہے کہ قلب کو اللہ تعالیٰ سے غفلت نہ ہو۔ پس سالک کے لیے ضروری ہے کہ بوقت ذکر اپنے دل پر واقف اور حاضر (ذہنی اور قلبی طور پر) رہے اور دل کی توجہ کو نہ چھوڑے تا کہ وہ ذکر اور اس کے مفہوم سے غافل نہ ہو۔

حضرت خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ سانس روکنے اور گنتی کی رعایت کرنے کو لازم نہیں فرماتے لیکن وقوف قلبی کو ضروری قرار دیتے ہیں کہ ذکر اور رابطہ میں اس کا ہونا ضروری ہے کیونکہ ذکر سے وقوف قلبی حاصل کرنا اور غفلت کو دور کرنا ہے یعنی خشوع و خضوع اور محبت و تعظیم کے ساتھ ہمیشہ کا حضور حاصل ہو جائے گا۔

مانند مرغے باش ہاں بر بیضہ دل پاسباں
گو بیضہ دل زایدت مستی دشود و قہقہہ

ترجمہ: مرغی کی طرح دل کے انڈے کا پاسبان ہو جا خواہ تیرے دل کا انڈہ زیادہ مستی دکھائے یا شور و قہقہہ

رو بر در دل بنشیں کاں دلیر چہ گاہے
وقتی سحری آید یا نیم شبی باشد

ترجمہ: دل کے دروازے پر بیٹھ جا کہ وہ دیر صبح اور آدھی رات کو آتا ہے۔

خواجہ غلام علی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

وقوف قلبی کا مطلب یہ ہے کہ دل کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ رکھے آپ سے پوچھا گیا کہ طریقہ نقشبندیہ میں کیا چیز فرض ہے آپ نے فرمایا وقوف قلبی اور نگہداشت۔

(۱۰) <u>وقوف عددی:</u>

وقوف عددی سے مراد یہ ہے کہ ذکر واذکار میں ہمیشہ طاق گنتی پر نظر ہے یعنی سالک جب بھی کوئی ذکر کرے تو وتر یعنی طاق عدد میں کرے نہ کہ جفت عدد میں۔

خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

وقوف عددی یہ ہے کہ نفی اثبات کی گنتی سے واقف رہے یہاں تک کہ ہر سانس میں طاق بار کہے نہ کہ جفت۔

کہا گیا ہے کہ یہ ذکر جب ایک سانس میں اکیس تک شرائط معتبرہ کے ساتھ پہنچ جاتا ہے اور پھر بھی اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا یعنی نیستی اور فنا میسر نہ آئی تو یہ صورت حال اس عمل کے لا حاصل ہونے کی دلیل سمجھی جاتی ہے ایسی حالت میں چاہے کہ سلوک و ذکر کو بڑے اخلاص و تقویٰ کے ساتھ لطیفہ سر کے ذریعہ حاصل کرے تو شائد فائدہ حاصل ہو جائے۔

(۱۱) **وقوف زمانی:**

وقوف زمانی یہ ہے کہ اگر وقت اچھے اعمال سے گزرا ہے تو شکر کرے اگر وقت بُرے اعمال میں گنوایا ہے تو استغفار کرے اسی طرح حالت بسط میں شکر کرے اور حالت قبض میں استغفار کرے۔

ربنا لا تؤاخذنآ اِن نسينآ او اخطانا ج ربنا ولا تحمل علينا اصرا كما حملته على الذين من قبلنا ج ربنا ولا تحملناما لا طاقة لنا به ج واعف عنا وقفة واغفرلنا وقفة وارحمنا وقفة انت مولٰنا فانصرنا على القوم الكفرين ع

وصلى اللّٰه على محمد واله واهل بيته و اصحابه و جميع الانبياء والمرسلين وملائكته المقربين و جميع الاولياء امته وبارك وسلم عدد خلقه ورضا نفسه وزنة عرشه و مداد كلمته

آمين ياارحم الرحمين

